

مکتوبات عالیہ

حضرت مولوی جعفر علی فریدی قدس سرہ



بنام

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری
شم البدایونی مدظلہ تعالیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ وَأَلْقَى السَّمْعُ وَهُوَ شَهِيدٌ

یقیناً اس میں نصیحت ہے اُس کے لئے جس کے پاس قلب سلیم ہے یا جنہ اس کو توجہ سے سنا

مکتوباتِ عالیہ

عارف باللہ حضرت مولوی جعفر علی فریدی گورکھپوری قطب سربیدہ

لسلسہ تربیت سلوک تعلیم تصوف

بَکام

مرشدی و مولائی حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمیٹی اپریل ۱۳۸۵ھ

ناشر

محمد رضا فریدی عفی عنہ خادم دربار عالیہ قادریہ فریدیہ

”رضا محل“ سی ۲۹، بلاک ۶ فیڈرل بی ایریا کراچی پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

✓ ۲۹۷۶۶۶
ج ۳۸ م

بار 26152 اول

تعداد ایک ہزار

سنہ اشاعت ۱۹۸۵ء

خوشنویس ۱۰۲۔ فریدی تیر رقم

ملنے کے پتے۔ پاکستان میں۔ سی ۲۹۷۔ بلاک ۷

ایف بی ایریا۔ کراچی، پاکستان

بھارت میں۔ محلہ مگران بدایوں (یوپی) بھارت

فہرست مضامین مکتوبات عالیہ

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
۱	تعارف صوفیائے کرام	مکتوب اول	۲۴
۲	صوفیائے کرام کی ہندوستانی میں آمد	"	"
۳	سلاسل چشتیہ و سہروردیہ	"	"
۴	سلسلہ چشتیہ کے بدر کامل حضرت غریب نواز خواجه عین الدین	"	۲۵
	حسن سیجری کی ہندوستان میں تاریخ ورود -	"	"
۵	خانوادہ سہروردیہ کے پیشوا حضرت ابونجیب عبدالقادر فیاض الدین	"	۲۵
	اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے مزارات	"	"
۶	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کی ہندوستان میں آمد اور مزار	"	۲۵
۷	حضرت بہاء الدین ذکر یا ملتانی کی ملتان میں آمد اور اقامت گزینی	"	۲۵
۸	حضرت شیخ ابراہیم عراقی کا ذکر	"	۲۵
۹	حضرت بہاء الدین ذکر یا ملتانی اور حضرت بابا شیخ فرید الدین مسعود	"	۲۶
	گنج شکر دونوں بزرگ ہمزمانہ تھے	"	"
۱۰	ذکر حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی	"	۲۶
۱۱	ذکر حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت)	"	۲۶
۱۲	ذکر حضرت مخدوم حافظ محمد شرف سمنانی کچھوچھوی اور مخدوم علاء الحق	"	۲۶
	چشتی پنڈوی	"	"
۱۳	حضرت صاحب مکتوب پر مخدوم کچھوچھوی اور مخدوم پنڈوی کا کرم فاض	"	۲۶
۱۴	خانوادہ سہروردیہ بہائیت کا شیخہ حضرت جہانیاں جہانگشت سے	"	۲۷
	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تک	"	"
۱۵	حضرت غوث اعظم کا عہدہ جلیلہ	"	۲۷

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
۱۶	خاندانہ سہروردیہ بہائیہ کا شجرہ حضرت مجدد الف ثانیؑ سے صاحب مکتوب تک۔	//	۲۷
۱۷	خاندانہ سہروردیہ بہائیہ کا دوسرا سلسلہ حضرت قطب الدین بنیاد دل جو پوری سے حضرت رکن الدین ملتانی تک۔	//	۲۸
۱۸	خاندانہ سہروردیہ فردوسیہ کا شجرہ حضرت شیخ بدر الدین سمرقندی سے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک۔	//	۲۸
۱۹	خاندانہ سہروردیہ فردوسیہ کی وجہ تسمیہ۔	//	۲۹
۲۰	خاندانہ سہروردیہ کی تعلیم و تربیت۔	//	۲۹
۲۱	خاندانہ سہروردیہ فردوسیہ کے پیشوا حضرت مولانا نجم الدین کبریٰ کا ذکر اور سلسلہ طریقت	مکتوب ۲	۳۱
۲۲	حضرت خواجہ احمد غزالی قدس سرہ یعنی برادر حجتہ الاسلام	//	۳۳
	حضرت امام محمد غزالیؒ کی تاریخ وفات و سلسلہ طریقت	//	
۲۳	حضرت ابو حفص اور حضرت ابونجیب کی تاریخ ہائے وفات	//	۳۳
۲۴	حضرت احمد غزالیؒ قدس سرہ کا شجرہ طریقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک۔	//	۳۳
۲۵	شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کا ایک مقولہ۔	مکتوب ۳	۳۴
۲۶	افضلیت فی المرتبہ اور افضلیت فی المحبت کا مطلب	//	۳۵
۲۷	افضلیت فی المحبت میں اختیاری اور غیر اختیاری محبت کا مفہوم	//	۳۵
۲۸	ذکر خفی کی تردید حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے فرمائی	مکتوب ۴	۳۷
۲۹	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی وصیت اور تاریخ و ہائے وفات	//	۳۷
۳۰	القطع صحبت اور اتصال۔ صحبت و تربیت کی بنیاد پر خاندانہ نقشبندیہ کے چار شجرہ طریقت۔	//	۳۷

نمبر	مضامین	مکتوب	صفحہ
۳۱	شجرہ نقشبندیہ کا سلسلہ حضرت صاحب مکتوب سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ تک -	مکتوب ۲	۳۸
۳۲	ذکر پیر محمد خان لودی - شیخ سعدی لاہوری - شیخ محمد سندھی - میر مولانا محمد ذکریا - حافظ احسان علی - حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم	"	۴۲
۳۳	حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا میجر العقول و اقدار آپ کی دعا - تاریخ وصال - جائے وفات اور تعداد مریدین -	"	۴۴
۳۴	حالات حضرت سید آدم بنوری اور حضرت شیخ محمد طاہر قادریؒ -	مکتوب ۵	۴۵
۳۵	ذکر حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ تعالیٰ -	"	۴۶
۳۶	حالات حضرت گلزار شاہ صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	مکتوب ۶	۴۸
۳۷	طریقہ نقشبندیہ میں حضرت گلزار شاہ صاحب سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا شجرہ طریقت -	"	۴۹
۳۸	سلسلہ آبادانیہ میں طریقہ چشتیہ صابریہ کا شجرہ حضرت عاشق الہی سے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہما تک	"	۴۹
۳۹	اصطلاحات - صحابہ - تابعین - تبع تابعین - عباد - زباد - صوتی - خالوادے - قطب - ابدال - اوتاد - نقباء - نجباء - غوث	مکتوب ۷	۵۰
۴۰	چودہ خالوادے جو اصول کہلاتے ہیں ان کی تفصیل - زیدیہ عیاضیہ - اویسیہ - نسیریہ - چشتیہ - عجمیہ - طیفوریہ - کرخیہ - سقطیہ - جنیدیہ - گادریہ - طوسیہ - بہروردیہ - فردوسیہ -	"	۵۱
۴۱	حسب ذیل فروع خالواروں کے نام اور ان کی تفصیلات - قادریہ - لیسویہ - نقشبندیہ - نورانیہ - خشترونیہ - شطاریہ - بخاریہ - زاہدیہ - انصاریہ - صفویہ - عیدروسیہ - قلندرانیہ - اویسیہ - عیداریہ - رفاعیہ - بدویہ - شاذلیہ - بہمدانیہ - رحیمیہ - سعیدیہ - مولویہ	"	۵۵

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
	علامیہ ^{۲۲} - صابریہ ^{۲۳} - نظامیہ ^{۲۴} - اشرفیہ ^{۲۵} - مجددیہ ^{۲۶}	مکتوب ۷	
	الوالعلمیہ ^{۲۷} - نوشاہیہ ^{۲۸} - رشیدیہ ^{۲۹} - رزاقیہ ^{۳۰} - برکاتیہ ^{۳۱}	"	
	محبیبیہ ^{۳۲} - آبادانیہ ^{۳۳} - فضل رحمانیہ ^{۳۴} - وارثیہ ^{۳۵}	"	
۴۲	حضرت صاحب مکتوب کو سبالت مراقبہ پنڈوہ جانے کی ہدایت	مکتوب ۸	۷۶
	پنڈوہ کے حالات اور وہاں کے مزارات کا حال	"	
۴۳	ذکر کبیر بخش (کبیر داس) بانیس ہزار درگاہ - پنڈوہ کی بڑی	"	۷۷
	مسجد - ادنیہ مسجد - لاکھی مقبرہ	"	
۴۴	محمد الیوب صاحب قادری کا تاریخی مکتوب -	"	۸۲
۴۵	دینی تعلیم کا مقصد - نفس ظلماتی - نفس شیطانی - نفس آمارہ	مکتوب ۹	۸۲
	نفس شہوانی کا تقاضا -	"	
۴۶	نیت کی اہمیت اور طہارت نیت - عالم کی عابد پر فوقیت	"	۸۴
	ذکر جلی و ذکر خفی کا مقصد -	"	
۴۷	فنا فی الشیخ - فنا فی الرسول - منازل رضائے الہی ہیں -	"	۸۵
۴۸	بزرگان دین کا احترام - بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کا	مکتوب ۱۰	۸۶
	طریقہ - واقعات بھپواری شریف -	"	
۴۹	ولایت کے معنی - ولایت عامہ اور ولایت خاصہ - استدراج	مکتوب ۱۱	۸۸
	و کرامت کا فرق -	"	
۵۰	اولیاء اللہ کے مدارج بہ لحاظ مراتب - سالک کی تعریف -	"	۸۹
	نصوف کا مقصد - امراض باطنی کی تفصیل -	"	
۵۱	تخلیہ - تجلیہ - مقامات اور ریاضت کی اصطلاحات - علم لدنی	"	۸۹
	معارف حقائق - اسرار - آثار و احوال -	"	
۵۲	راہ سلوک کی مشکلات - منازل علم الیقین - عین الیقین - اور حق الیقین	"	۹۰

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
۵۳	ربط شیخ و تصور شیخ کی تعلیم - برزخ شیخ کی اصطلاح -	مکتوب ۱۱	۹۱
۵۴	وحدت الوجود - حلول - اتحاد - عیدیت اور کمال عہدیت	"	۹۲
۵۵	اتباع مرشد - اتباع صحابہ - اتباع رسول فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی منازل	مکتوب ۱۲	۹۶
۵۶	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام صحابہ پر فوقیت کا سبب	"	۹۹
	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین کے دو وزیر اور آسمان کے دو وزیر	"	
۵۷	مقام صدیقیت - حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت علی	"	۱۰۰
	کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کی تردید -	"	
۵۸	رہبر کامل کی تعریف - تصور شیخ کی ضرورت - تعلیم و تربیت	مکتوب ۱۳	۱۰۲
	شیخ کی اہمیت -	"	
۵۹	آیت تماشیل سے تصور شیخ کو ناجائز کہنا صحیح نہیں -	"	۱۰۴
۶۰	اللہ پاک کے صفات کا عرفان - اللہ پاک کے صفات و شیون	"	۱۰۵
۶۱	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کے منظر	"	
	ہیں اور مرشد رسول کی ہدایت کا منظر ہیں -	"	
۶۲	ہر صحابی میں کسی نہ کسی پیغمبر کی خصوصیت ہوتی ہے -	"	۱۰۶
۶۳	جن نبی سے صرف چند نفوس ہدایت یاب ہوتے ہیں اور اس کے زیر قدم	"	
۶۴	ولی سے بھی چند ہی ہوتے ہیں - اور جس نبی سے زیادہ لوگ ہدایت	"	
	یاب ہوتے ہیں اس کے زیر قدم ولی سے بھی زیادہ ہوتے ہیں -	"	
۶۵	فنا فی الخوث کی منزل کوئی علیحدہ منزل نہیں ہے -	مکتوب ۱۴	۱۰۷
۶۶	مقام غوثیت اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے	"	۱۰۷
	کمالات ولایت اور کمالات نبوت کا فرق -	"	
۶۷	کمالات نبوت کے قطب الارشاد اول حضرت ابوبکر صدیق رضی	"	۱۰۷
	پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے -	"	

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
۶۸	فضیلت الشیخین اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے۔	مکتوب ۱۲	۱۰۷
۶۹	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذی النورین ہیں اس سے	"	
	اہل تصوف نے کمالات نبوت اور کمالات ولایت دونوں مراد لئے ہیں۔	"	
۷۰	حضرت علی کرم اللہ وجہہ صرف کمالات ولایت سے بہرہ مند ہیں اس	"	
	وجہ سے حضرت علی کو حضرت عثمان پر فوقیت نہیں ہے (رضی اللہ تعالیٰ	"	
	عنہما) (ارضایہما عتاً)	"	
۷۱	صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ کی تفصیل و تحریف۔ توبہ۔ صبر۔ شکر۔	مکتوب ۱۵	۱۱۳
	رجا۔ خوف۔ زہد۔ توحید۔ توکل۔ محبت۔ شوق۔ انس۔ اخلاص۔ رضا	"	
	نیت۔ صدق۔ مراقبہ۔ محاسبہ۔ نکر۔ سبکی تفصیل۔	"	
۷۲	نماز تہجد کے فضائل۔ رکعات کی تعداد۔ اور اس کے پڑھنے کے	مکتوب ۱۶	۱۱۶
	مختلف طریقے۔	"	
۷۳	عربی تعلیم۔ درس نظامیہ کی تفصیل۔ دارالعلوم ندوہ کی ابتدا	" ۱۷	۱۱۹
۷۴	زمانہ تعلیم میں ادرا و طریقت۔ ذکر۔ مراقبہ۔ اور عبادت کا بدل	" ۱۸	۱۲۲
۷۵	ہدایت برائے سالکین راہ طریقت۔	" ۱۹	
۷۶	ثواب اور اس کی حقیقت۔ اعمال حسہ اور اعمال قبیحہ	" ۲۰	۱۲۷
	کا ثواب پر اثر۔ علم تعبیر ثواب۔	" "	
۷۷	ذکر۔ ذکر کی فضیلت۔ ذکر کے طریقے۔ ذکر کے اقسام۔ ذکر کے	" ۲۱	۱۳۱
	فضائل کے لئے مشکوٰۃ شریف اور منطاب برحق پڑھنے کی ہدایت	"	
۷۸	فاذ کوونی اذ کو کھڑ کی تفسیر۔ نماز اشراق اور نماز چاشت	" ۲۱	
	کی فضیلت۔ ان کے اوقات اور پڑھنے کا طریقہ۔	" "	
۷۹	جناب ابو طالب اور فرعون کے ایمان پر۔ اور سکندر ذوالقرنین	" ۲۲	۱۳۹
	اور خراجہ حضرت کی نبوت پر علماء کے اختلافات۔	"	

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
۸۰	راہ طریقت میں شیخ کی ضرورت۔ شیخ کے اوصاف۔ مرید و مرشد کے تعلقات و روابط۔ آداب مرید	مکتوب ۲۳	۱۴۱
۸۱	مرید کی ادب و مرشد کی ذمہ داریاں۔ سالک مجذوب۔ اور مجذوب سالک کی تشریف۔	”	”
۸۲	تعلیم سلوک میں عجلت مناسب نہیں۔ تعلیم سلوک میں لطائف ستہ کے نام۔ مقامات اور رنگ کی تفصیل کونسا لطیفہ کس نبی کے زیر قدم ہے۔	۲۴	۱۴۹
۸۳	توکل۔ تخلیہ۔ تجلیہ کی تشریف۔ سلاسل صوتیاد کے شیوخ اربعہ۔ سلسلہ آبادانیہ میں شجرہ قادریہ کے تین شجرے۔ حضرت سید امجد علی خان صاحب کا ذکر۔	۲۵	۱۵۳
۸۴	طریقہ ذکر جلی چہار ضروری۔ طریقہ ذکر خفی۔ حبس دم، اکم ذات ذکر قالبیہ۔ جذب۔ حالات مجذوب۔	۲۶	۱۵۶
۸۵	سیر لطائف۔ سلطان الاذکار۔	”	۱۵۸
۸۶	یادداشت اسمی، یادداشت مستمی۔ صوت سرمدی (انگلی)۔ مقام فتانی اشبح۔	۲۷	۱۵۹
۸۷	کیفیات سالک۔	۲۸	۱۶۱
۸۸	تصور لاموجود الالہ۔ وحدت وجود و شغل دید مقام عشق۔ مقام فنا۔ منزل فتانی اشبح۔ منزل فتانی الرسول۔	۲۹	”
۸۹	فنا کلی۔ مقام فتانی اللہ۔ شہود حق۔ مقام حضوری۔	”	۱۶۳
۹۰	اصطلاحات در سلوک طریقہ نقشبندیہ۔ سفر در وطن۔ خلوت۔ در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہداشت۔ یادداشت۔	۳۰	۱۶۵
۹۱	دقت زبانی۔ حماسہ مبتدی۔ حماسہ منتہی۔ دقت قلبی۔ دقت عددی۔	۳۱	۱۶۵

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
۹۲	لیسط و قبض - علاج قبض - حضرت منصورؒ کا انا الحق کہتا	۳۲	۱۷۲
"	قبض کے سبب تھا - حضرت منصورؒ کے بارہ میں حضرت عوث	"	"
"	اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان -	"	"
۹۳	حضرت منصورؒ قدس سرہ کے شیوخ - حضرت منصورؒ کی تاریخ	"	"
"	شہادت - (حاشیہ مکتوب ۳۳ ص ۱۷۳)	"	"
۹۴	حب ایمانی - حب عقل - حب طبعی - حضرت شاہ عبدالحلیم	"	۱۷۷
"	لوہار کی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ - حضرت امیر خسروؒ کی غزل -	"	"
۹۵	حلول - اتحاد - توحید کے معانی - عبادت کے درجات عبادت	۳۳	"
"	عبودیت اور عبودہ کا فرق -	"	"
۹۶	تعلیمات طریقہ قادریہ اور اذکار سلوک کی تفصیل -	۳۴	۱۸۳
۹۷	مشائخ قادریہ کے اور ادلیسانی کی تفصیل - مسیحات عشر کے	۳۵	۱۸۶
"	فضائل - اور اس کے پڑھنے کا طریقہ -	"	"
۹۸	خالوادہ چشتیہ کے اذکار سلوک - دوازدہ تسبیح شغل سے پایہ	۳۶	۱۸۹
"	پاس انفاس - اسمائے حسنی چلہ نشینی -	"	"
۹۹	شیخ الاسلام حضرت بابا مسعود فرید گنج شکر کے پنجابی اور ہندی	"	۱۹۲
"	میں الہامی ذکر - صلوٰۃ کن فیکون - اور اس کے پڑھنے کا طریقہ	"	"
۱۰۰	سماع - طریقہ سماع - شرائط سماع -	۳۷	"
۱۰۱	بزرگان قادریہ کا رفع حاجات کیلئے مجربہ پنج گنج کبیر کا عمل	۳۸	۱۹۶
"	پنج گنج کبیر کے پڑھنے کا طریقہ -	"	"
۱۰۲	بزرگان نقشبندیہ نے رفع حاجات کیلئے صلوٰۃ حاجت پڑھنے کی	"	۱۹۷
"	تلقین کی صلوٰۃ حاجت اور اس کے پڑھنے کا طریقہ -	"	"
۱۰۳	اسم اعظم کے بارہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کا قول	"	"

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
	حاجت برآری کے لئے یا بدلیح الحجاب یا الخیر یا بدلیح کے عمل پڑھنے کا طریقہ۔	۳۸	۱۹۶ تا ۲۰۳
۱۰۴	حل مشکلات۔ حاجت برآری۔ اور قید سے رہائی کے لئے اصحاب کہف کا عمل پڑھنے کا طریقہ۔ بازو پر باندھنے کیلئے اصحاب کہف کا تعویذ۔	"	"
۱۰۵	دبائی امراض اور دفع ہیفہ کے لئے درد و تاج کا پڑھنا۔ دفع البلاء کا مفہوم۔ دفع بلیات اور شفا بیمار ان کے لئے	"	"
۱۰۶	قصیدہ بردہ۔ اور حضرت امام بخاری کی ثلاثیات کا ورد۔ دینی و دنیوی مقاصد کے لئے دلائل الخیرات کا پڑھنا بزرگان نقشبند کا معمول ہے۔	"	"
۱۰۷	دلائل الخیرات کے مولف کے مختصر حالات۔ دلائل الخیرات پڑھنے کا طریقہ۔ دلائل الخیرات کے مختلف نسخے۔	"	"
۱۰۸	حضرت مولوی تصدق حسین صاحب آردی کی زبانی سنی ہوئی فارسی کی دو رباعیاں تعلیم تصوف میں۔	۳۹	۲۰۴ تا ۲۱۱
۱۰۹	محاسبہ مراقبہ۔ اور مشارط کی تعریف اور باہمی فرق	"	"
۱۱۰	حالات حاجی شہو شاہ صاحب سمستی پوری۔ ذکر مزار حضرت شہید الدین صاحب۔	"	"
۱۱۱	سمستی پور کے دیگر اہل اللہ کے مختصر حالات۔ یعنی حضرت شاہ جلال الدین عرف جلال پیر چشتی حضرت شاہ بدر الدین۔	"	"
۱۱۲	حضرت سرمست قلندر۔ وجہ تسمیہ سمستی پور۔	"	"
۱۱۳	حضرت مفتی محمد وحید قادری حضرت قاضی عنایت حسین چڑیا کوٹی۔ حکیم محمد نعمت علی خان سمستی پور کی گدڑی کی قریب مسجد	"	"

نمبر شمار	مضامین	مکتوب	صفحہ
۱۱۴	بدرالدین ہوٹل والے۔ اکبر خان ریٹائرڈ رائیور۔ حاجی گھسٹیا مرحوم	مکتوب ۳۹	۲۰۲
	بابو اماں خاں بیگین خاں۔ چھوٹی مسجد سمستی پور۔	"	۲۱۱
۱۱۵	سمستی پور کی جامع مسجد۔ فضل علی صاحب مرحوم۔ شاہ عبدالکریم	"	"
	صاحب (مولانا سمرقندی) اصغر علی مرحوم (داتا گیل شاہ صاحب)	"	"
۱۱۶	حضرت اسی علیہ الرحمہ۔ مولوی عبدالحئی چانگامی علیہ الرحمہ۔ مولوی	"	"
	فضل حق صاحب مونگیری۔	"	"
۱۱۷	سبب تالیف دلائل الخیرات۔	۴۰	۲۱۲
۱۱۸	طریقہ ورد دلائل الخیرات۔	"	۲۱۶
۱۱۹	سبب الہام ورد تنجینا۔ ورد تنجینا کے خواص	"	"
۱۲۰	ورد تنجینا پڑھنے کا طریقہ۔	"	"

فہرست مضامین حواشی مکتوبات عالیہ

نمبر شمار	مضامین	مکتوب
۱	مقام سمستی پور کا ذکر جہاں حضرت مخدوم جلال پیر چشتی کا مزار ہے	مکتوب ۲
۲	موضع چشت کا مقام وقوع	مکتوب
۳	مزار حضرت بدرالدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ	"
۴	ذکر حضرت ابو محمد رویمؒ تاریخ وفات و نظم سید احمد علی قمی	"
۵	بیان بابۃ درر کامنہ تعارف جمع الجوامع	"
۶	ذکر حضرت جلال الدین سیوطیؒ	"
۷	موضع "چرخ" کا مقام وقوع	"
۸	ذکر حضرت عبدالصمد آرومیؒ	"

۹	ذکر مولانا سید عبد الحمید در بھنگوی	۱۰
۱۰	ذکر اور تاریخ وفات مولانا سید برکات احمد ٹونکی	۱۱
۱۱	مدفن اور سنہ وفات مولانا منظور احمد صاحب پھلواروی	۱۲
۱۲	مدفن سنہ وفات حضرت شیخ کلیم اللہ دہلوی	۱۳
۱۳	ذکر و سنہ وفات مولانا نصر اللہ خان خورجوی	۱۴
۱۴	مشکوٰۃ شریف کا تعارف اور اس کے مولف کا ذکر	۱۵
۱۵	سنین ولادت و وفات حضرت امام بخاری	۱۶
۱۶	ترمذی شریف اور اس کے مولف کا ذکر	۱۷
۱۷	ذکر حضرت شاہ ابوسعید مجددی و حضرت شاہ عبدالغنی مجددی	۱۸
۱۸	احقر (مرتب ہذا) کے سلسلہ حدیث کے اساتذہ کا ذکر -	۱۹
۱۹	در مختار نیز والمختار اور اس کے مولف کا ذکر	۲۰
۲۰	ذکر مولوی عبد الحکیم آروی و مولوی ابو محمد ابیہیم آروی -	۲۱
۲۱	مدفن و سال وفات ملا نظام الدین لکھنوی -	۲۲
۲۲	مدفن و سال وفات مولانا عبدالعلی دیکر العلوم	۲۳
۲۳	مولانا احمد حسن کانپوری کا ذکر اور مدفن	۲۴
۲۴	مولانا بشارت کریم منظر پوری کا ذکر اور مدفن	۲۵
۲۵	مدفن و سال وفات مولانا مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی اور	۲۶
۲۶	آپ کے درس حدیث کے جامعیت کی بات مولانا حبیب الرحمن	۲۷
۲۷	شیروانی کی شہادت -	۲۸
۲۸	مفتی عنایت احمد کاکوردی کے حالات و سال وفات	۲۹
۲۹	مدفن و سال وفات مولوی بزرگ علی مارہروی -	۳۰
۳۰	سالہائے وفات و مقامات تدفین شاہ محمد اسحاق شاہ عبدالغنی	۳۱
۳۱	شاہ عبدالغنی	

۲۹	مولانا عبدالحق خیر آبادی و مولانا عبد السلام صاحب قندھاری
۳۰	کے سنسین وفات و مدفن -
۳۱	در تمہین کے نام کی بابت مولانا عبدالحق صاحب فرنگی محلی
۳۲	کی رائے اور سال وفات -
۳۳	سنسین وفات و مقامات تدفین شیخ سعدی شیرازی و
۳۴	علامہ ابن جوزی -
۳۵	ذکر اور سال شہادت حضرت منصور حلاج -
۳۶	یالو عبدالمفتی صاحب سر بیوی کا ایک خواب
۳۷	سال وفات و مدفن حضرت شاہ مراد اللہ نقشبندی -
۳۸	اس کی تحقیق کہ یا محمد کہنا صحیح ہے یا اس کی بجائے یا رسول اللہ کہنا چاہیے
۳۹	مولف دلائل الخیرات کی لاش کی ستہتر سال کے بعد دوبارہ تدفین
۴۰	سال وفات و مدفن مولانا محمد عبد الشکور صاحب پھلی شہری
۴۱	شیخ الدلائل مولانا عبدالحق صاحب مہاجر کا ذکر
۴۲	مولوی تصدق حسین صاحب آروی و ڈاکٹر سید عظیم صاحب کچھوٹو کا ذکر
۴۳	قطعہ تاریخی سال وفات و مدفن مولوی ثار الدین در بھنگوی
۴۴	سید احمد علی قمی رضوی کے دفع اسیب کے دو واقعات
۴۵	شاہ عبد الکرم اسلام نگری کا ذکر
۴۶	مدفن و سال وفات حکیم محمد عمر صاحب مودی
۴۷	مدفن و سال وفات مولوی فضل حق صاحب مونگیری
۴۸	مولوی فضل حق صاحب مونگیری کے بارہ میں مفتی عبد اللطیف
۴۹	صاحب سنبھلی کا قول -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تَحْمِیْدُہٗ تَعْلٰی وَتَسْلِیْمٌ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تعارف

تزکیہ نفس، عقاید کی اصلاح اور اعمالِ حسنہ کی تربیت دینے میں اگرچہ زبانی ہدایتیں نصیحتیں اور تقریریں بھی وقتی طور پر کافی موثر ہوا کرتی ہیں لیکن موجودہ لوگوں کے علاوہ غیر موجود لوگوں یا بعد میں آنے والی نسلوں کی ہدایت تربیت اور تزکیہ کے لئے تحریرات ہی کارآمد ہوا کرتی ہیں۔ تحریریں خواہ کتاب و مقالہ کی صورت میں ہوں یا مکاتیب کی اپنے اندر صرف وقتی نہیں بلکہ دیرپا اثرات رکھتی ہیں اور پڑھنے والوں کو ہمیشہ اور ہر زمانے میں متاثر کرتی رہتی ہیں۔ یہ مکاتیب جو والد صاحب علیہ الرحمۃ نے وقتاً فوقتاً احقر کے نام روانہ فرمائے رشد و ہدایت کے لیے سدا جاری رہنے والے چشمے ہیں جن کے آبِ حیات سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔ طالبِ سلوک کی راہیں متعین ہوتی ہیں اور خراب خیالات اور عقاید کی گندگی دور ہو کر قوتِ تمیز اور نیت میں پاکیزگی اور ستھرائی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ ان مکاتیب میں شریعت اور طریقت دونوں کا نہایت ماہرانہ امتزاج سامنے آتا ہے جہاں دل بادہ طریقت سے چرب خوش ہو کر مستی کی طرف مائل ہوتا

ہے وہیں غمانِ شریعت اُس کی مستی میں توازن پیدا کر کے معرفتِ الہی کے سلامتی والے راستہ پر گامزن کر دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ میزانِ عشق کو جامِ شریعت سے ٹکرا کر شکستگی کے بجائے طرب انگیز اور سحر آفرین نعمات پیدا کر دیتا ہر ایک کا کام نہیں۔ صاحبِ مکاتیب رحمۃ اللہ علیہ کی اس انفرادیت سے خود صاحبِ مکاتیب کا مقام معلوم ہو جاتا ہے کہ شریعت اور طریقت دونوں میں ان کا پایہ کتنا بلند ہے۔

عرصہ دراز تک ان مکاتیب کی طباعت کا خیال ہی نہ تھا۔ کیونکہ یہ مکاتیب ذاتی تھے۔ مگر کئی ایک اہل نظر احباب نے جب ان کو یکجا دیکھا تو یہ قطعی رائے دی کہ یہ تو نہ صرف رہروانِ سلوک کی رہبری کے لئے بے مثال مرشدِ غیر فانی ہیں بلکہ طالبانِ حق کے قلوب میں صحیح مرشد تک پہنچنے کی تڑپ پیدا کرتے ہیں۔ ان کی ذاتی حیثیت قائم رکھنا اور امتدادِ زمانہ سے ضائع ہونے کا موقع دینا ان عامۃ المسلمین پر ظلم ہو گا جن کی راہیں ان سے روشن ہوں گی اور جن کو گم گشتگی کے خطرے سے بچانا عظیم دینی خدمت ہے اس لئے جس طرح بھی ہو ان کو طبع کرا کر عوام کی دسترس تک پہنچا دینا چاہیے۔ بہر حال ۱۳۸۰ھ میں ان کی تدوین مکمل ہو سکی۔ "مکتوبات" و "عالیئہ" سے اس کی تاریخ تدوین حاصل ہوتی ہے۔ تدوین کے بعد بھی کافی عرصہ گزر گیا اور چند در چند وجوہ سے طباعت کا مرحلہ پورا نہ ہو سکا۔ اب یہ ذمہ داری عزیزِ قلبی و روحانی حاجی محمد رضا فریدی سلمہ اللہ [۶/۲۹۷ سی گلستانِ مصطفیٰ کراچی] نے خالصتاً للہ لے لی ہے اور یہ فیضِ عام پہنچانا انھیں کی قسمت میں تھا۔ بارک اللہ فی الدنیا والآخرۃ ولسبہ میرے لئے ضروری ہے کہ صاحبِ مکاتیب کے مختصر حالات زندگی ناظرین تک پہنچا دوں تاکہ مکاتیب سے استفادہ کرتے وقت آپ کی مجاہدانہ طرزِ حیات سے بھی یک گونہ سبق حاصل ہو۔

نام و نسب | شریعت اور طریقت کے ان جامع بزرگ کا اسمِ شریف "محمد جعفر علی فریدی سریلوی" ہے۔ آپ کی پیدائش گورکھپور (یوپی) ہے لیکن مدفن سے نسبت کی بناء پر سریلوی کہے جاتے ہیں۔ سریلو ضلع سہرہ صوبہ

بہار میں واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد اکبر علی ولد فیض علی چشتی ہے جو گورکھپور (یوپی انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ فریدی نسبت دو طرح پر ہے۔ اول نسبت طریقت جو سلطان المشائخ حافظ شاہ محمد فرید الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ دوم نسبت پدری اس طرح کہ سلسلہ نسب حضرت شیخ شہاب الدین گنج علم رحمۃ اللہ علیہ ابن شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

ولادت اور وطن | آپ کی ولادت غدر ۱۸۵۷ء سے قبل ہوئی افسوس کہ صحیح تاریخ ولادت اب تک کسی طرح حاصل نہ ہو سکی نہ حضرت کی زندگی میں اس کے دریافت کرنے کا موقع ملا۔ وفات کے بعد فاتحہ دہم کے موقع پر حاجی عبدالرؤف صاحب اور سرسید کے دیگر معززین و معتمد حضرات نے بالاتفاق کہا کہ حضرت کی عمر ایک سو پندرہ سال کی تھی کیونکہ ہم نے بچپن میں فارسی کی کتابیں آپ سے لے کر پڑھی ہیں۔ نیز دیگر مواضع کے لوگوں نے بھی اسی بات کی شہادت دی۔ اس طرح آپ کی ولادت غالباً ۱۸۴۲-۴۳ء میں ہوئی ہوگی۔

تعلیم و تربیت | آپ کی ابتدائی تعلیم گورکھپور کی جامع مسجد کے مدرسہ میں پھر مدرسہ حشیمہ رحمت غازی پور میں اور اس کے بعد مدرسہ احمدیہ محلہ ملکی آرہ میں ہوئی۔ پھر آپ نے مسجد محمدی جان پٹنہ میں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔

مذہب و مشرب | مذہباً آپ اہل سنت والجماعت حنفی تھے اور بہ لحاظ مشرب سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کے ہمیشہ پیرو رہے۔

تقویٰ اور طہارت | بچپن سے وفات تک آپ کا عمل تقویٰ و طہارت اور اتباع سنت رسول ہی پر رہا۔ بچپن ہی سے آپ کے اندر صلاح و خیر کی علامتیں پائی جاتی تھیں حضرت شاہ اشرف حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے

نوٹ ہے:۔ انکے آباؤ اجداد پٹنہ یا پنجاب سے ہجرت کر کے گورکھپور محلہ الہی باغ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

(جو حضرت شاہ علی حسین صاحب اشرفی کچھو چھوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد تھے) آپ کو بچپن ہی میں دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ ”یہ لڑکا جعفر علی قطبِ وقت ہو گا۔“

آپ نے گورکھپور ہی کے قیام میں حضرت شاہ عبد اللہ

تعلیم و تربیت سلوک

نقشبندی کی صحبت اٹھائی۔ اور اس کے بعد حضرت

مولوی تصدق حسین صاحب آروہی کی صحبت میں رہے۔ مولوی تصدق حسین صاحب

آروہی سے فیضِ صحبت پا کر آپ آ رہ تشریف لائے۔ اس کے بعد مولوی صاحب

موصوف ہی نے آپ کو اپنے پیر مرشد حضرت سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین

جونپوری کی خدمت میں پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین

صاحب سے بیعت حاصل کر کے موصوف ہی سے سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ کی پوری

تعلیم و تربیت سلوک حاصل کی۔

تعمیل سلوک کے بعد آپ بحکم پیر و مرشد سستی پور آ کر قیام

عملی و تبلیغی زندگی

پذیر ہوئے۔ ابتداً چند جگہ مدرسہ کی۔ پینٹری کا کام کیا۔

پھر تجارت کی اور تجارت ہی کے سلسلہ میں آپ کچھ سامان تجارت لے کر ایسے دیہات اور

قصبات میں پہنچے جہاں لوگ اپنے آپ کو مسلمان تو کہتے تھے مگر نہ ان کا نام اسلامی تھا

اور نہ ان کا رہن سہن۔ اسلامی تعلیم سے بالکل ناواقف۔ ایسی جگہوں پر پہنچ کر آپ

نے ان کو اسلام کی تعلیم دی۔ نام بدلا۔ کلمہ پڑھایا۔ وضو اور نماز کا طریقہ بتایا۔ روزے رکھوائے

زکوٰۃ اور حج کے احکام بتائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے آگاہ کیا۔ شادی

بیاہ کے ناجائز رسوم ختم کر لیں۔ قادریہ اور نقشبندیہ کے اوراق اور افکار سے آشنا کیا اور

نہ معلوم کتنوں کو اپنی زندگی میں مسلمان کیا۔ اشاعت اور تبلیغ اسلام کے لئے میلوں اور

کوسوں پا پیادہ چلے۔ زادِ راہ میں ستوپر مل اپنے ساتھ رکھ کر تبلیغی گشت کی دھن میں

ہنہک رہے۔ سفر میں سختیاں اور صعوبتیں اٹھانے کے باوجود جاہلوں کی جھڑکیاں بھی

سہیں۔ مگر تبلیغ اسلام کا رنگ آپ پر اتنا گہرا چڑھ چکا تھا کہ ہر تکلیف پر ان کا شوق

تبلیغ بھی سمجھتا تھا کہ ”آن قدر زنجے کہ دل ہی خواست در پیکاں نہ بود“ اور آپ کا

اذیت کوشش دل ہر مصیبت اور آواز پر ”جل من مزید“ کی صدا لگاتا تھا کہ

”لذت ہنوز مایہ عشق میں نہیں

بڑھتی ہے اور جرأت دل یاں سزا کے بعد“

نیز آپ اپنی تکلیف کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی جدوجہد اور حضورؐ کے سفر طائف کو پیش نظر رکھتے ہوئے تکلیف ہی نہیں سمجھتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ

”طفلان شہر یے خبر انداز جنون ما

یا ای جنون ہنوز سزا وار سنگ نیست“

بہر حال اپنے جادہ تبلیغ و تعلم پر استقلال کے ساتھ قائم رہتے ہوئے

راہ شریعت و طریقت پر خود بھی کامزن رہے اور دوسروں کو بھی اسی راستہ پر چلانے کی کوشش کرتے رہے۔ آپ کی دعاؤں سے خلق خدا کا بھلا ہوا۔ کشف و کرامات کے ظور سے فائدہ پہنچا۔ کتنوں کو جنات کے شر سے نجات ملی۔ موضع ہلدی قریب مولانگر ضلع مونگیر کی آبادی میں جنات کے اثرات زیادہ ہیں۔ جناب نور الحسن صاحب ساکن ہلدی کی لڑکی پر کسی سخت جن کا اثر تھا۔ بیٹھے بیٹھے اس کی چوٹیاں جل جاتیں۔

پکڑا آگ پکڑ لیتا۔ چوڑیاں خود بخود ٹوٹ جاتیں۔ چیختی چلاتی برہنہ ہو جاتی اور پھر بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا۔ آپ کو اس کی خبر دی گئی۔ آپ نے جا کر دیکھا۔ مراقبہ کیا۔

کشف سے معلوم ہوا کہ اس پر جو جن ہے وہ اور اس کا سردار حضرت پیر نافہؒ مونگیری

کا معتقد ہے۔ آپ نے اس لڑکی کو پیر نافہؒ صاحب مونگیر لانے کا حکم دیا اور خود

بھی مونگیر روانہ ہو گئے۔ ادھر آپ پیر نافہ صاحبؒ کے مزار پر پہنچے ادھر وہ مرلیضہ

لائی گئی۔ آپ نے اسی وقت اس کی صحت کے لئے بڑی توجہ سے دعا کی۔ بس اللہ تعالیٰ

کا فضل ہوا کہ دعا کرتے ہی وہ مرلیضہ اسی وقت درست ہو گئی۔ اب تک وہ زندہ

اچھی اور صاحب اولاد ہے۔ اس واقعہ کے دیکھنے والے بہت سے لوگ اب بھی

موجود ہیں۔ اس طرح کے متعدد واقعات ظہور میں آئے۔ جن کی تفصیل اس وقت غیر

ضروری ہے۔ چشتیہ نظامیہ کے ایک بزرگ حضرت مخدوم علاء الحق پنڈویؒ اور

حضرت مخدوم محمد شرف کچھوچھوی؟ سے آپ نے فیضِ اولیٰ پایا اور براہِ راست عالم روحانیت سے فیضیاب ہوئے۔ کئی مرتبہ ان دونوں بزرگوں سے عالم رویا اور مراقبہ میں مصافحہ اور معاللقہ سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے بھی مستفیض ہوئے اور مصافحہ کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ آپ موضع حینا ضلع مونگیر کی مسجد میں رونق افروز تھے کہ ایک مجذوب جو حضرت مولانا شاہ محمد بدر الدین صاحب پھلواڑی کا مرید تھا آیا اور مسجد میں سب سے پوچھنے لگا کہ کیا یہاں کوئی بزرگ آئے ہوئے ہیں میں ان سے ملنے آیا ہوں۔ لوگوں نے رہنمائی کر کے اسے آپ کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے آکر سلام کیا اور مصافحہ کر کے کہا کہ آپ کو مخدوم الملک (حضرت شیخ شرف الدین صاحب) بہاری قدس سرہ نے سلام کہا ہے اور مجھ سے فرمایا ہے کہ جو ہمارے ہم شکل ملیں ان کو ہمارا سلام پہنچا دینا چونکہ آپ مخدوم الملک کے ہم شکل ہیں اس لئے میں آپ کو ان کا سلام پہنچاتا ہوں۔

آپ کا روزانہ حلقہ کرنے کا معمول تھا جس میں سب موجود مریدین و معتقدین شرکت کرتے اور جو موجود لوگوں میں سے حلقہ ذکر میں نہ آتا وہ موردِ عتاب ہوتا۔ کلام پاک کی آیت ”وَالْتَّالِیَاتِ ذُکْرًا“ کے معنی بوضاحت صوفیائے کرام اور بعض مفسرین کے نزدیک حلقہ ذکر ہے کیونکہ اس میں ہر فرد ذکرِ خدا میں مشغول ہو جاتا ہے اور کثرت سے ذکر کرتا ہے اس حلقہ میں رحمتِ خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور اولیاء و اہلین بھی رونق افروز ہوتے ہیں۔ کئی بار موضع حینا اسٹیشن لکھنیاں ضلع مونگیر صوبہ بہار کے حلقہ ذکر میں فرمایا کہ حضرت شاہ سلطان احمد لکھنوی (جو حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ کے خلیفہ اور نہایت باکمال نقشبندی بزرگ ہیں) اس وقت حلقہ میں تشریف لائے تھے۔ مالی بالو کیا آپ نے ان کو دیکھا؟ اسی طرح موضع ہلدی متصل مولانا گرسٹھ ضلع مونگیر کے حلقہ ذکر میں فرمایا کہ حضرت شاہ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ مولانا گری اس حلقہ میں تشریف لائے تھے۔ ابھی ابھی تشریف لے گئے ہیں۔ غرض کئی واصلین بزرگ صاحب نسبت و فیض کی تشریف آوری کے بارہ میں متعدد مرتبہ ارشاد

فرمایا۔ کشف قبور کے احوال بھی آپ کے ظہور میں آتے تھے۔ متعدد کرامتوں کا بھی آپ سے ظہور ہوا۔ غرض کہ آپ کی سادی زندگی راہ سلوک میں گزری۔

آپ اپنی پوری زندگی تبلیغ اسلام کی خاطر سفری میں گزار کر وصال سے
وصال ایک ماہ قبل آخری سفر سے واپس آکر بالبو منظور احسن صاحب سے
 خالقہ قادریہ سرمدیہ اسپیشل سمری بختیار پور ضلع سہرہ صوبہ بہار میں فرمایا کہ ”اب مرنے
 آیا ہوں“ روز بروز ضعف اور لقاہت میں اضافہ ہوتا گیا۔ انتقال سے دو ہفتہ
 پیشتر یہ معمول سا ہو گیا تھا کہ جو صاحب مزاج پرسبی کو آتے آپ مصافحہ کے بعد
 کلمہ طیبہ اور استغفار پڑھ کر ان کو سناتے۔ اور فرماتے کہ گواہ رہیے۔ وصال سے
 چار دن پیشتر دو شنبہ کے دن عبدالرزاق صاحب ساکن بختیار پور سے جو اپنے گھر جانے
 کی اجازت لینے آئے تھے فرمایا کہ جاؤ مگر جمعرات کو نماز مغرب سے قبل آجانا۔
 بظاہر کوئی بیماری نہیں تھی مگر جو دن آتا گیا ضعف و لقاہت اور تنفس میں اضافہ ہوتا
 گیا۔ مگر اس پر بھی ہمت سے چلتے پھرتے تھے۔ وصال سے دو دن پیشتر حکیم سید
 مجیب اشرف صاحب قبل مغرب دیکھنے آئے اس وقت ناطقتی کی شدت تھی آنکھیں
 بند تھیں اور تنفس کا زور تھا۔ انھوں نے قریب آکر خاموشی سے دیکھا اور خادین سے
 فرمایا کہ ہوشیار مت کرو۔ اسی حال میں رہنے دو۔ اب کچھ ہی دیر کے مہمان معلوم ہوتے
 ہیں۔ مگر مغرب کی آذان سنتے ہی خود آنکھ کھولی اور تیزی سے ہلنگ سے اٹھنا چاہا۔ مگر
 ناطقتی کے باعث سنبھل نہ سکے گر پڑے۔ پھر سنبھلے۔ تیمم کیا اور مغرب کی جماعت میں
 شریک ہوئے۔ نماز باجماعت ادا کی پھر سنتیں پڑھیں اور واپس تشریف لا کر ہلنگ پر لیٹ
 گئے اور آنکھیں بند کر کے اسم ذات کا ذکر خفی شروع کر دیا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ میں
 یہ حالت دیکھ کر حیران رہ گیا اور دل میں کہنے لگا کہ ”یہ روحانی طاقت اور پاکیزگی کا کمال
 ہے“ اس کے بعد دو دن اور زندہ رہے۔ تیسرے دن جمعرات کو چلنے پھرنے کی
 طاقت بالکل نہ رہی مگر معمولات میں اس دن بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ عصر کی نماز پڑھ
 کر لیٹ گئے اور مغرب کی اذان سن کر اٹھے۔ چونکہ چلنے یا کھڑے ہونے کی طاقت

نہ تھی کھسکتے کھسکتے صفوف جماعت تک پہنچے۔ جماعت سے مغرب کی نماز ادا کی۔
 پھر سنتیں پڑھیں اور پھر اسی طرح کھسکتے کھسکتے واپس آکر پلنگ پر لیٹ گئے تاکہ
 بند کر کے اسم ذات کا ذکر خفی کرتے رہے اور اسی حالت میں جان جانِ آخری کے
 سپرد کر دی۔ ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ نہ بے ہوشی نہ سکرات نہ بے حسینی
 نہ گھبراہٹ نہ ہایت سکون و اطمینان کے ساتھ اللہ اللہ کہتے ہوئے اللہ پاک سے
 واصل ہو گئے۔ جمعرات کے دن ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء
 کو بعد مغرب فوراً روح پرواز ہوئی اور دوسرے دن جمعہ کو تجہیز و تکفین ہوئی۔
 گیارہ صالحین نے مل کر غسل دیا اور تکفین کی۔ شرکاء جنازہ کی کثرت کے باعث
 جنازہ خانقاہ سے مدرسہ قادریہ سرہیلہ کے وسیع میدان میں لے جایا گیا جہاں سات صفوں
 میں سات سو آدمی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد حسب ہدایت خانقاہ
 کے کھجور کے درخت کے نیچے دفن کیا گیا۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَاَن ذُو یَقِیْ وَحِیْہِ رَبِّکَ ذُو الْمَجَلٰی وَالْاِکْرَامِ
 مادہ ہائے تاریخ وصال ہے۔

شیخ عابد العصر ہجری میں اور ”غریب رحمت“ عیسوی میں

۱۹۵۸ء

۱۳۷۸ھ

مزار مبارک کا تاریخی مادہ

”تربت پاک جعفر“

۱۳۷۸ھ

نکالا گیا۔ علاوہ ازیں وصال کی بابت اردو اور فارسی میں متعدد تاریخی کتب
 روانہ کیں۔ جو گوہرستان تواریخ مرتبہ محمد رضا فریدی سلمہ میں چھپ چکی ہیں۔

حضرت صاحب مکاتیب کی طرز حیات پر ایک بار پھر طاہرانہ نگاہ ڈالنے صاف
 نظر آتا ہے کہ تمام شعوری زندگی ہدایت و تبلیغ اور تزکیہ و تصفیہ ہی میں گزری۔
 دریاں حالانکہ خود اپنی اصلاح نفس سے غافل نہ رہے۔ اور ہمیشہ راہ سلوک میں آگے

بڑھتے رہے۔ اہل تفسیر کا قول ہے کہ جو اصحاب اپنے ذاتی علم و عمل کے ساتھ دوسروں کے رشد و ہدایت و تربیت پر توجہ کرتے ہیں اور جن کے قلوب تجلیات ربانی سے منور اور انوار الہی سے درخشاں ہوتے ہیں۔ وہی قرآن پاک کی اس آیت کے مصداق ہیں کہ ”سابقوا بالخیرات باذن اللہ“ اور ان پر اللہ کا بڑا فضل ہوتا ہے۔ صاحب مکاتیب بھی یقیناً ایسے ہی بزرگوں میں ہیں۔ پس یہ نام اللہ کا

”خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طہیت را“

احقر العباد

محمد ابراہیم فریدی

كَانَ اللَّهُ وَهُوَ الْحَبِيبُ

سابق صدر مند حدیث و دارالافتاء

جامعہ شمس العلوم و مفتی بدایوں ساکن محلہ کمانگران۔ بدایوں (یوپی)

حال مقام ”رضا محل“ ۶/۹۷ء۔ گلستان مصطفیٰ کراچی پاکستان

ٹیلیفون نمبر ۶۷۴۹۱۵

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۸۵ء

کتوب - ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ -
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَفِي الْمُلْكِ الْأَعْلَى إِلَى يَوْمِ الدِّينِ -

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا ذُرِّيَّتًا قَسَّةً اَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا
لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا -

نور چشم فواد قلی مولانا مولوی محمد ابراہیم فریدی

سَلَامُكُمْ رَبُّكُمْ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى كُلِّ حَالٍ وَقَالَ ۞ خط ملا جواہر تخریر پور ہے
کہ تبع تابعین قدس سرہم کے آخر عہد شریف میں اسلام کا نور ہندوستان میں
آیا۔ اہل ہند کے رشد و ہدایت کے واسطے اور ہندوستان میں اخلاص و عشق الہی کی
دعوت و تبلیغ کے لئے جواہر اللہ آئے انھیں "صوفیائے کرام" کہا گیا۔ ان مقدس
حضرات نے اپنی روحانی اور قدوسی فہم و ادراک سے ہندوستان میں مختلف عنوان و
پیرایہ سے تبلیغ کی اور سرزمین ہندوستان کو حقانیت و اخلاص، سوز و عشق -

سے اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر و سپر بھی بات پر حمد ہے۔

محبت الہی۔ انوار شہن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تابناک کیا۔ لامحالہ ان مقدس نفوس کے
 تزکیہ اصلاح اور فیوض رسانی کا طریقہ کسی نہ کسی خاندان و سلسل سے وابستہ رہا لیکن عموماً
 ان قدسی صفات بزرگوں کا تعلق دو سلسلہ عالیہ (۱۔ چشتیہ ۲۔ سہروردیہ) سے رہا۔ ان
 ہی دونوں سلسل کے بیشتر مشائخ ہندوستان کے قدیم مصلح ہیں۔ مشائخ چشت کو ولایت
 حاصل ہے۔ حضرات چشتیہ کے فیوض سہروردیہ کے برکات سے پہلے آئے اس لئے کہ
 ہندوستان کی اصلاح اور اس کے کفر و ظلمت اور ضلالت مٹانے کے لئے باہم آئے
 سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان ولایت کے بدر کامل خواجہ غریب نواز نے بنفس نفیس
 خود رونق افروز ہو کر مخلوق کی اصلاح فرمائی۔ اور شریعت و طریقت دونوں کی تعلیم و
 تلقین فرمائی۔ اس نورانی مساعی سے جو سرزمین ہند میں اسلام کی تابانی ہوئی وہ اہل علم
 پر عیاں ہے۔ حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہ کا سال ورود ہندوستان میں ۵۶۱ ہجری ہے
 خاندان سہروردیہ کے پیشوا حضرت ابو نجیب عبدالقادر ضیاء الدین سہروردی اور
 شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہما ہیں جو ہندوستان میں
 قدم رنجہ نہیں ہوئے بغداد شریف میں رہے اور وہیں دفن ہوئے۔ حضرت شیخ الشیوخ
 کا مزار بغداد شریف میں "شیخ عمر" کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ کے خلیفہ
 حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان آئے۔ اور وہی میں رہے وہیں رشد و ہدایت
 کی خدمات عالیہ انجام دیں۔ یہ زمانہ حضرت خواجہ قطب الدین یختیار کا کی قدس سرہ کا
 تھا۔ قاضی صاحب قطب صاحب کے احاطہ میں مدفون ہیں۔ شیخ الشیوخ کے دوسرے
 خلیفہ حضرت خواجہ بہا الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو بعد حج و زیارت
 بغداد شریف گئے۔ شیخ الشیوخ قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر کتاب فیض کیا اور منازل
 سلوک طے کر کے بحیثیت صاحب الارشاد ملتان آئے اور یہیں اقامت گزری ہوئے
 اور ملتان میں ظاہری داد و دہش کے ساتھ باطنی رشد و ہدایت اور فیض رسانی کا دروازہ
 کھولا۔ جن سے ہزاروں کی اصلاح نفس ہوئی۔ سیکڑوں کو "ولایت" ملی، متعدد خلفاء
 ہوئے۔ شیخ ابراہیم عراقی علیہ الرحمۃ آپ ہی کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ بزرگ

ہیں جن کی غزلوں میں وہ سوز گداز ہے جس سے اہل سماع کو وجد اور حال آتا ہے اور آتش عشق الہی تیز ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ ملتانی ہمارے قبلہ عالم شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے ہم زمانہ تھے۔ حضرت بابا گنج شکرؒ کا وصال حضرت خواجہ ملتانی کے انتقال سے تین سال بعد ہوا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

حضرت خواجہ بہاد الدین ملتانی قدس سرہ کے پوتے شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانیؒ ہیں جن کا مزار مبارک ملتان شہر میں ہے۔ آپ سے فیوض سہروردیہ عام ہوا ہے اور آپ کے فیوض و برکات سے مشائخ ہند فیض یاب ہوئے۔ آپ کے خلیفہ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ ہیں جن کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت کہا جاتا ہے۔ آپ نے سارے ہندوستان میں سفر فرما کر سہروردیہ فیوض کو جاری کیا۔

نیز حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے خالوادہ سہروردیہ قادریہ کا اجرا ہوا جس میں حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین قدس سرہ کے آگے حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم شریف پھر حضرت ابوسعید مبارک مخدومی قدس سرہ کا نام والا ہے۔

مخدوم حافظ محمد اشرف سمانی مدفن کچھو چھو ضلع فیض آباد نے (جو چشتی ہیں اور مخدوم علاء الحق چشتی پنڈوی قدس سرہ کے خلیفہ و مرید ہیں) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں رہ کر بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور مقام کمال پر فائز ہو کر خلیفہ ہوئے۔ بایکے باطن مخدوم کچھو چھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر استقر کی بار حاضر ہوا اور گھنٹوں مراقبہ کیا اور دیدار سے شریاب ہوا۔ ایک بار خاص کرم فرمایا۔ معانقہ میں خاص نعمت عطا فرمائی جس سے خاص کشش اور کیفیت رونما ہوئی۔ لہذا اس تاریخ سے معمول ہو گیا ہے کہ حلقہ ذکر کے فاتحہ میں مشائخ کرام کے ساتھ مخدوم کچھو چھو کا بھی نام لے لیتا ہوں۔ دوبارہ پنڈوہ بھی حاضر ہوا۔ حضرت مخدوم علاء الحق نے لطیفہ قلب پر خاص توجہ فرمائی۔ خالوادہ سہروردیہ بہا بیہ کی اجازت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ کو

اپنے پدر بزرگوار مولانا شیخ عبدالاحد قدس سرہ سے حاصل ہے۔ حضرت شیخ کو حضرت شاہ رکن الدین گنگوہی سے حضرت گنگوہی کو شیخ درویش محمد اودھی سے حضرت شیخ درویش محمد کو حضرت شیخ بڑھن بہرائچی سے۔ حضرت شیخ بڑھن بہرائچی کو شیخ اجمل بہرائچی سے حضرت شیخ اجمل بہرائچی کو حضرت مخدوم جاناں جہاں گشت بخاری سے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے فیوضات عام ہیں جو کلام طار ہیں چونکہ آپ کو رشد و ہدایت اور عموم فیضان میں حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوری نیابت حاصل ہے اور حضرت غوث اعظم کو یہ منزلت بوجہ جانشینی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام حاصل ہے اور یہ عہدہ جلیلہ تا طور سیدنا امام مہدی علیہ السلام حضرت غوث اعظم کے سپرد ہے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ اعظم اور اجل حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ ہیں جو جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں نزد مرقہ پاک سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔

حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ سے اجازت خالوادہ شہر و دیہ بہائیہ کی حقیر غفرلہ تک باین تفصیل آئی ہے۔ مجھ گنگوہی کشف بردار اہل اللہ جو علی فریدی غفرلہ کو حضرت سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین جو بنوری مدفون آردہ محلہ میر گنج ۱۳۲۲ھ سے۔ حضرت سلطان المشائخ کو میاں صاحب حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری مدفون محلہ برہنہ غازی پور ۱۲۹۵ھ سے۔ حضرت میاں صاحب کو قدوة العرفاء حضرت شاہ عبدالعلیم علوی لوہاری مدفون جہانگیر آباد بھوپال ۱۲۶۲ھ سے۔ حضرت قدوة العرفاء کو امام الزاہدین حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی مدفون انبالہ ۱۳۲۳ھ سے حضرت امام الزاہدین کو عاشق الی حضرت صوفی شاہ آبادانی صدیقی سیالکوٹی مدفون ۱۲۲۲ھ دہلی قریب سرائے توپخانہ سے۔ حضرت عاشق الہی کو مولانا میر محمد زکریا بغدادی جیلانی مدفون باحاطہ سنگین شمال مسجد حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی سے۔ حضرت مولانا صاحب کو حضرت شیخ محمد سندھی مدفون رہتاس گڑھ ضلع جہلم سے۔ حضرت شیخ سندھی کو حضرت شیخ محمد قریشی عباسی مدفون باحاطہ حضرت شیخ سعدی بخاری منزلک لاہور سے۔ حضرت عباسی کو حضرت شاہ محمد خاں لودی مدفون بشوٹیں علاقہ بونیر سے۔ حضرت شاہ محمد خاں لودی کو حضرت پیر محمد خاں لودی مدفون سوات قریب

مزار حضرت اخوند صاحب سے۔ حضرت پیر محمد خاں کو حضرت خواجہ سید آدم بنوری حسنی سے۔
حضرت خواجہ سید آدم بنوری کے خلفاء کی تعداد مثل خلفاء شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر قدس سرہ
کے کثیر ہیں۔ حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ کے خلفاء جنوں میں بھی ہیں۔

خاندانہ سروردیہ بہائیہ کا فیضان ہندوستان میں حضرت شاہ قطب الدین بنیادل
سے بھی ہے۔ حضرت بنیادل جو بنوری کو اس خاندانہ سروردیہ بہائیہ کی نعمت اور اجازت
بطور ہدیہ اور سبب حضرت شمس الدین شیخ بڑھن ظفر آبادی (ظفر آباد ضلع جونپور یوپی) رحمۃ اللہ علیہ
سے پہنچا۔ اور حضرت شیخ بڑھن کو حضرت رکن الدین ابوالفتح مسکین ظفر آبادی متوفی ۷۹۶ھ
سے ان کو اپنے والد حضرت شیخ صدر الدین حاجی ظفر آبادی متوفی ۸۲۷ھ سے۔ حضرت
صدر الدین حاجی کو حضرت مخدوم رکن الدین سروردی ملتانی سے جو حضرت مخدوم بہا الدین
ذکر یا ملتانی کے پوتے اور مرید و فرزند خلیفہ حضرت شیخ صدر الدین عارف ملتانی کے
ہیں۔ حضرت صدر الدین حاجی ظفر آبادی پیشوائے صوفیاء خواجہ حسن بھری قدس سرہ کی
نسل پاک سے ہیں اور مخدوم رکن الدین ملتانی کے مامون زاد بھائی اور خلیفہ ہیں۔ حضرت
حاجی ظفر آبادی نے سات حج پا پیادہ کئے۔ آپ کے مزار پر یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ)
کو میلہ لگا کرتا ہے۔ احقر خادم اولیاء اللہ نے ۱۳۰۳ھ میں ان سروردی اکابر حضرت
شیخ بڑھن۔ حضرت شیخ ابوالفتح مسکین۔ حضرت صدر الدین حاجی کے مزارات پر
حاضری دی جو ظفر آبادی میں واقع ہیں۔ ان تینوں بزرگوں کے مزار قریب قریب ہیں
اور زیر گنبد ہیں۔ حضرت شیخ بڑھن قدس سرہ کے مزار پر دیر تک مراقب رہا جس میں
عجیب لطف آیا اور یہ کشف میں آیا کہ آپ کو اکابر سروردیہ سے ایسی فیض کا حصول
بھی ہے۔

خاندانہ سروردیہ کا اجراء ہندوستان میں حضرت شیخ بدر الدین سمرقندی نور
اللہ مرقدہ سے بھی ہے۔ یہ بزرگ دہلی آئے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب
الہی قدس سرہ کے ہم صحبت رہے اور محبوب الہی کی مجلس سماع میں شریک ہوتے رہے۔
حضرت شیخ بدر الدین سمرقندی حضرت شیخ سیف الدین بانخیزی کے رجو بخارا میں قطب

اللہ شاد تھے۔ خلیفہ ہیں اور حضرت شیخ سیف الدین حضرت مولانا نجم الدین کبریٰ کے مرید و مجاز۔
حضرت مولانا نجم الدین کبریٰ حضرت مولانا ضیاء الدین ابو نجیب شیخ عبدالقادر سہروردی کے
خلیفہ۔ حضرت ابو نجیب سہروردی شیخ النبیون شیخ شہاب الدین عمر صدیقی سہروردی کے
پیر مرشد اور عم بزرگوار ہیں۔ حضرت شیخ بدر الدین سمرقندی کا خاندان ”سہروردیہ فردوسیہ“
کہلاتا ہے۔

فردوس حلب کے پاس گاؤں ہے جہاں حضرت مولانا نجم الدین کبریٰ قیام فرماتے تھے حضرت
ابو نجیب سہروردی نے بوقت عطاۃ خلافت مولانا نجم الدین کبریٰ سے فرمایا: ”شما مشائخ
فردوسیہ“ اس ارشاد پر خاندان فردوسیہ وجود میں آیا اور مولانا نجم الدین کبریٰ سے جو
سلسلہ سہروردیہ پھیلا وہ فردوسیہ کہلایا۔ اس خاندان فردوسیہ کے ماہ تاباں مخدوم الملک
حضرت شاہ شرف الدین ولد حضرت احمد بکلی منیری مدفون بہار شریف ضلع پٹنہ متوفی
۸۲۷ھ میں جن کا مزار پر انوار رحمت الہی کا خزانہ اور راج گیر کا چلہ گاہ فیضان فردوسیہ
کا چشمہ ہے۔ حضرت مخدوم الملک کا ایک چلہ گاہ قصبہ بلیا قریب اسٹیشن لکھنؤ ضلع
موناگیر میں بھی ہے جو مسجد کے عقب میں ہے۔ مخدوم الملک کے پیر مرشد کا اسم شریف
شیخ ابو نجیب الدین ہے جن کا مزار دہلی حوض کشمی پر ہے۔ حضرت شیخ ابو نجیب الدین
کے پیر شیخ رکن الدین فردوسی ہیں حضرت فردوسی مرید و خلیفہ حضرت شیخ بدر الدین سمرقندی
کے اور یہ مولانا نجم الدین کبریٰ کے۔ حضرت مولانا کبریٰ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی
کے۔ حضرت ابو نجیب حضرت شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

خانوادہ سہروردیہ کی تعلیم و تربیت میں خلوت نشینی اور چلہ کشی بہت
تعلیمات اہم ہے نفی اثبات کا ذکر جبری ہے نفی کا کلمہ مَا فِي قَلْبِي غَيْرُ
اللّٰہ اور اثبات کا حَسْبِيَ اللّٰہ ہے۔ ان دونوں کلموں کا ضرب
ہے اور انہیں کا تصور کرنا اور قلب پر مشاہدہ کرنا ہے۔ مَا فِي قَلْبِي غَيْرُ اللّٰہ کا

لہ مرے دل میں غیر اللہ کی محبت نہیں۔

مراقبہ فنا ہے اور حسی ربی جلّ اللہ کا مراقبہ مراقبہ توکل اور بقا ہے۔ ضرب و ذکر میں دونوں کلموں میں اللہ کے ذکر کو جزم کنا ہوگا حرکت زیر اور پیش کی ظاہر نہیں کرنا ہوگا۔ سہروردیہ میں سماع بدرقہ راہ اور متعاون ترقی سلوک سمجھا گیا ہے۔

اس خاندانے نے ہندوستان میں تشریعت اور طریقت کی نہریں جاری کیں جن کے فیضان سے اہل ہند کی ظاہری اور باطنی طہارت ہوئی۔ ان ہی مشائخ نے وہ آب یاری کی جس سے شجر اسلام میں پھل اور پھول آئے۔ یہ خدمت دین ہے یہی جماعت صوفیاء صافیہ کا مطمح نظر ہے۔ ان حضرات سے سونے کی رکھنا تنگ ظرفی ہے اور ان حضرات کے اسلامی کارنامے اور خدمات دینیہ کو نظر انداز کرنا بے الصافی ہے جو ظلم کے مترادف ہے۔ جو بد نصیب ان اہل اللہ سے بدگمان ہیں وہ خود اپنا زیاں کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی صحبت کے اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

میری دعا ہے کہ رب تعالیٰ بزرگان طریقت کے توسل سے آنحضرت کو بدعتیوں کی بد اعتقادی سے حفاظت فرمائے۔ میں ۲۳ شعبان کو بچھوتہ دکھایا، حضرت میاں صاحب حاجی دیدار علی غازی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں حاضر ہوں گا۔ پھر سمستی پور جانا ہوگا۔ موضع حبیتا میں رمضان المبارک کا اعتکاف مسنون کرنے کا ارادہ ہے

واللہ

جعفر علی فریدی غفرلہ۔ ۲۳ شعبان ۱۳۶۲ ہجری

۱۔ مراد ساری مشکلات میں کفایت کرنے والا ہے جس کی شان بڑی ہے۔

مکتوب - ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزیزم! عافاکم ربکم اللہ تعالیٰ

بخیریت ہو گے۔ احقر بحسلہ تجارت و ہدایت حسن پور اتر کر میتھان بازار سہڑا ہوا
ٹیلوٹنا سلہا۔ منور واد غیرہ مواضعات میں تبلیغ و اصلاح رسوم و عقائد کرتا ہوا موضع جوگیا
پہنچا۔ جوگیا میں دینی خدمات کرتا ہوا اور تجارتی سامان فروخت کرتا ہوا کٹھیا رگیا۔ کٹھیار
کے علاقہ میں دینی اور طریقہ خدیجات کرتا ہوا کھل سمستی پور واپس ہوا۔ آنحضرت کے خط نہ
آنے سے سب پریشان ہیں۔ امید ہے کہ بخیریت و حالت سے جلد آگاہ کرو گے۔

سلسلہ فردوسیہ دراصل سلسلہ شہروردیہ کی شاخ ہے۔ شہروردی سلسلہ حضرت
ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر شہروردی سے جاری ہے۔ مولانا نجم الدین گبرئی رحمت
اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابو نجیب شہروردی کے خلیفہ اور خاندانہ فردوسیہ کے پیشوا ہیں۔
حضرت مولانا نجم الدین گبرئی اور حضرت علامہ الدین طوسی قدس سرہما پاس پاس زاویہ
نشین ہو کے جہاد نفس میں مشغول تھے۔ اور باضت شائقہ میں لگے تھے۔ اگر روزہ رکھنے
کی باری آئی تو شبانہ یوم لگاتار روزہ رکھ رہے ہیں۔ نہ سحری کرتے نہ افطار کرتے۔ ہفتوں
بلا افطار و سحری صائم رہتے۔ جو کی روٹی ساگ پات کی غذا پر قناعت کرتے۔ ان روزوں
کو صوم وصال اور ”طے“ کا روزہ بھی کہتے ہیں۔ اگلے صوفیاء ان روزوں کو جہاد نفس میں

لے آپ کا پروردگار اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت نصیب کرے۔

روا رکھتے تھے۔ بعض فقہاء کرامؒ نے بھی بلا کراہت جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

جب اس طرح کی نفس کشی میں ان حضرات نے برسوں گزار دی اور کُشود کار نہ ہوا تو گھبرا کے یہ دونوں بزرگ حضرات ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر نور اللہ مرقدہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ حضور انتہائی ریاضت و مجاہدہ پر بھی منزل مقصود سے دوری ہے۔ اس پر حضرت ابو نجیب نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی اسی پر پڑا ہوں چلو سب کے سب مرید ہو جائیں۔ یہ تینوں بزرگ حضرت وجیہ الدین ابو حفص بن عمر عمویہ قدس سرہ کی خدمت میں آئے اور حضرت سے مرید ہو کر مطالبہ حکم جہاد نفس میں لگ گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت ابو حفص نے اپنی توجہ باطنی سے ان دونوں بزرگوں کی تکمیل کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرما کر رخصت کیا اور مولانا نجم الدین کبریٰ کی بقیہ تربیت حضرت ابو نجیب قدس سرہ کے ذمہ کی۔ حضرت ابو نجیب نے مولانا کو سات مہینے اپنے پاس رکھ کر خلافت بخشی اور بوقت رخصت فرمایا۔

”شما مشائخ فردوسیانیہ“ اس ارشاد سے خاندانہ فردوسیہ کا وجود ہوا۔

فردوس نامی گاؤں حلب کے قریب و حواریں

ہے جہاں مولانا نجم الدین کبریٰ رہا کرتے تھے۔ حضرت وجیہ الدین ابو حفص بن عمر عمویہ کا سلسلہ ارادت حضرت حمزاد دینوری سے وصل ہوتا ہے۔ حضرت حمزاد دینوری کو حضرت ہبیرہ بصری اور حضرت جنید بغدادی رحمت اللہ علیہما سے فیض صحبت و اجازت ہے۔ حضرت وجیہ الدین ابو حفص کا سلسلہ طریقت یہ ہے۔ حضرت ابو حفص مرید حضرت شیخ عمویہ کے حضرت مرید حضرت شیخ احمد دینوری کے حضرت احمد دینوری مرید حضرت حمزاد دینوری کے۔ حضرت حمزاد دینوری مرید حضرت ہبیرہ بصری کے۔ حضرت ہبیرہ بصری مرید حضرت حذیفہ مرعشی کے۔ حضرت حذیفہ مرعشی مرید حضرت ابراہیم بن ادہم کے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم مرید حضرت فضیل بن عیاض کے حضرت فضیل بن

لہ یعنی فقہائے شافعیہ لہ ترجمہ۔ آپ فردوس والوں کے پیر ہیں۔

عیاض مرید حضرت عبدالواحد بن زید کے۔ حضرت عبدالواحد بن زید مرید حضرت
خواجہ حسن بصری کے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابونجیب سہروردی قدس سرہ کو حضرت وجیہ الدین ابو حفص رحمۃ
اللہ علیہ کے علاوہ دو اکابر بزرگ سے مزید اجازت ہے۔

۱۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

۲۔ حضرت احمد غزالی قدس سرہ سے جو حجتہ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کے حقیقی

بھائی ہیں۔ حضرت احمد غزالی کا سلسلہ طریقت یہ ہے۔

۲۔ حضرت ابوبکر نساج

۱۔ حضرت احمد غزالی۔

۴۔ حضرت ابو عثمان مغربی

۳۔ حضرت ابوالقاسم گرگانی

۶۔ حضرت ابو علی رودباری

۵۔ حضرت ابو علی کاتب

۷۔ سید الطائف حضرت مجید بغدادی۔ قدس سرہ

نفحات الانس زنادی مؤلف مولانا عبد الرحمن جامی صاحب شرح جامی (میں حضرت خواجہ
احمد غزالی کی وفات ۵۷۱ھ ہجری درج ہے۔ "بلبل جنت" مادہ تاریخ ہے۔ حضرت ابو حفص
کا وصال ۵۶۶ھ میں اور حضرت ابونجیب کا ۵۶۳ھ میں ہوا۔ دونوں بزرگوں کے مزار
بغداد شریف میں ہیں۔ حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین آردی قدس
سرہ نے فرمایا کہ حضرت ابو حفص حضرت ابونجیب کے غم بزرگوار ہیں۔ فقط

جعفر علی فریدی غفرلہ وجميع المسلمين

از سمعی پور لہ

۱۷۔ صوبہ بہار میں مشہور سب ڈویژن ہے اور ریوے جنکشن جہاں سے ہر چار سمت ریل

جاتی ہے اور مخدوم جلال پیر چشتیؒ کا مزار زیارت گاہ ہے۔

مکتوب - ۳

قرۃ العین مد عمرکم وعلیکم السلام

بفضلہ تعالیٰ بخیر ہو گئے اور متعلقین بعافیت ہوں گے۔ اچھے میاں۔ جیامیاں کی تعلیم و تربیت کی پوری نگرانی کرو اس میں کاہلی ہوگی تو خدا تعالیٰ کے یہاں باز پرس ہوگی۔ کیونکہ یہ حقوق العباد ہیں۔ اور حقوق العباد کی نگرانی کی اہمیت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اوراق میں ہیں۔ ماشاء اللہ عالم دین اور مدرس عربی دینیات و مفتی ہو۔

جنوبور کے قیام میں صوفیائے جنوبور میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سروردی کے ایک مقولہ کا بڑا چرچا تھا۔ اس مقولہ نے صوفیائے کلوب میں خاص مقام حاصل کر لیا تھا اس مقولہ کا ترجمہ یہ ہے۔

”جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کو وہ افضل سمجھتا ہے۔“

چونکہ میرے مطالعہ میں اہل سنت والجماعت کی کتب عقائد تھیں اس لئے اس فقرہ کا مطلب سمجھنے میں سخت الجھن ہوئی۔ کتب عقائد میں باہمی فضیلت صحابہ۔ مہاجرین و انصار عشرہ مبشرہ۔ اہل بدر۔ اہل احد کی تفصیل مذکور ہے۔ صحابہ کے بعد تابعین اور تابعین کے بعد تبع تابعین کے درجہ ہیں۔ اس غلش کے دور کرنے کے لئے کئی بزرگوں سے رجوع کیا۔ لیکن تسکین خاطر نہیں ہوئی۔ الجھاؤ میں پھنسا رہا۔ برسہا برس کے بعد حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضوری میں عرض کیا اس دم برادران طریقت میں حضرت حافظ محمد عبدالصمد صاحب حافظ عبدالکریم صاحب مولوی تصدق حسین صاحب مولوی حاجی محمد مبارک حسین صاحب

حضرت مولوی شاہ محمد مصلح الدین صاحب موجود تھے۔ حضرت سلطان المشائخ اردی نے ارشاد فرمایا کہ شیخ الشیوخ قدس سرہ کا قول مبارک صحیح اور عقائد اہل سنت کے بالکل موافق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ تابعین تبع تابعین کے بعد جو شخص جس بزرگ کا مرید ہے وہ اپنی ارادت میں اپنے پیر کو مشائخ زمانہ سے افضل سمجھتا ہے چونکہ مرید کے دل میں اپنے پیر کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں مجتہدین عظام بھی داخل نہیں کیونکہ مجتہد کی تقلید کے بغیر شریعت پر چلنا محال ہے۔ سنو افضلیت دو طرح کی ہوتی ہے ایک افضلیت فی المرتبہ یعنی قرب الہی میں زیادہ مرتبہ والا ہونا اس افضلیت اور صحابہ کرام کی باہمی فضیلت کی پوری تصریح کتب عقائد میں مذکور ہے یہی عقیدہ حق ہے اور یہی عقیدہ ہمارے مشائخ سلسلہ مجددیہ آبادانیہ کے ہیں۔ دوم افضلیت فی المحبت۔ یعنی محبت و انس میں وارفتہ ہونا۔ یہ بمقتضائے احسان و اکرام ہے۔ انسان بندہ احسان ہے۔ لہذا احسان مند محسن کی محبت میں زیادہ گرویدہ ہوتا ہے۔ یہ گرویدگی غیر اختیاری ہوتی ہے۔ پیر مرشد محسن ہے اور مرید احسان مند۔ لہذا اس احسان مندی کے سبب محبت میں زیادتی و فریفتگی ہوتی ہے بلکہ وارفتگی۔ اس وارفتگی کے سبب افضلیت کا ظہور سمجھا جاتا ہے خصوصاً فنا فی الشیخ کی منزل میں۔

اس طرح محبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک فطری جو غیر اختیاری ہے جیسے باپ کی محبت فرزند سے خواہ نیک ہو یا بد۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے فرزند نوح سے فطری محبت تھی کہ تقاضائے محبت میں فرمایا۔ یَا بُنَیَّ اِذْ کُتِبَ عَلَیْکَ اَلْحَبْلُ بِرَبِّکَ فَاَصْبِرْ۔ اے مرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی میں بیٹھو۔ اسی طرح بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اگرچہ باپ کافر و گمراہ ہو جیسا کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ وَ اٰمَنْتُ بِاٰیٰتِ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ہ پارہ ۱۹ رکوع ۵۔ اے مرے رب مرے باپ کو بخش دیجئے۔ کیونکہ وہ گمراہ ہے۔

دوسری محبت اختیاری محبت ہے۔ یہ وہ محبت ہے جس پر ترقی درجات اور

ثواب مرتب ہوتے ہیں۔ یہ ذہنی محبت ہے۔ یہی محبت اللہ۔ رسول۔ صحابہ ائمہ دین۔
 پیران طریقت اور پیر مرشد سے ہوتی ہے اس محبت کا از دیا و عشق ہو جاتا ہے۔ پھر
 وقور عشق میں یہ محبت غیر اختیاری ہو جاتی ہے اور فطری بن جاتی ہے چونکہ اس محبت
 کے حصول میں کسب و اختیار کو دخل ہے اور اس کا آغاز اختیار سے ہوتا ہے اس
 لئے یہ محبت پہلی قسم سے جداگانہ ہے فقط والدعا۔ والسلام علی المصطفیٰ والہ المجتبیٰ
 جعفر علی فریدی غفرلہ ولأئمۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

مکتوب - ۴

فرزند ارجمند : قَالَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وَاسْعِدْکُمْ فِی الدَّارِیْنِ
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ حَالٍ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَرْشِدِنَا
 مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ

اما بعد۔ خط سے انگریز کی خیریت اور بچوں کی حالت معلوم ہوئیں جس سے
 تسکین خاطر ہوئی بچوں کی تعلیم و تربیت کی پوری نگہداشت کرنا انگریز کا فرض ہے۔
 اس ذمہ داری کا پورا احساس کرو تا کہ ان کو دینی اور دنیوی سعادت حاصل ہو و حدیث
 شریف میں ہے۔ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ
 سلسلہ قادریہ کے شجرات کی تفصیل علم میں آگئی ہوگی اب احقر غبار کوئے عارفان
 شجرہ نقشبندیہ کی وضاحت کرتا ہے تاکہ انگریز کی آئندہ زندگی میں مشعل راہ طریقت
 ہو۔ خانوادہ نقشبندیہ کے امام طریقت حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ بہا الدین نقشبند

۱۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور ہمارے مرشد حضرت محمدؐ اور آپ کے حکم پر چلنے والوں پر درود سلام ہوں
 ۲۔ تم میں کا ہر شخص پاسباں ہے اس کی پاسبانی کی بابت روز قیامت پریشانی ہوگی۔
 ۳۔ شجرات قادریہ کی تفصیل مکتوب نمبر ۱ میں آئے گی۔

بخاری قدس سرہ ہیں۔ آپ کا اسم شریف محمد بن احمد ہے۔ بمادہ محرم ۱۸۷۱ھ میں بمقام بخارا پیدا ہوئے اور ۱۹۱۱ھ میں بخارا کے موضع قصر عارفان میں دفن ہوئے۔ قصر عارفان مادہ سال وصال ہے۔ تہتر سال کی عمر بائی۔ آداب طریقت حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس سرہ سے اور فیض اولییت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہ کی روح پاک سے حاصل ہوئے۔ خانوادہ نقشبندیہ میں آپ کو خواجہ بزرگ اور خواجہ خواجگان کہتے ہیں جس طرح سے خانوادہ چشتیہ میں حضرت خواجہ معین الدین سیجری مدفون اجمیر شریف کو خواجہ بزرگ اور خواجہ خواجگان کہا کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام حسن عسکری کی نسل پاک سے ہیں۔ حنفی مذہب رکھتے تھے۔ ذکر جلی سے اجتناب تھا ذکر خفی میں انہماک۔ حضرت نقشبند نے ذکر خفی کی ترویج کی اگرچہ آپ کے مشائخ ذکر جلی اور خفی دونوں کیا کرتے تھے۔ مشائخ کرام سے نقلاً مسموع ہوا ہے کہ حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ منجانب اللہ ذکر خفی کرنے اور کرانے پر مامور ہوئے تھے واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت نقشبند نے بوقت وفات وصیت فرمائی تھی کہ مرے جنازہ پر نہ کلمہ شہادت پڑھا جائے اور نہ قرآن خوانی کی جائے بلکہ کسی خوش آواز سے یہ رباعی پڑھا جائے۔

۵۔ مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیٹا اللہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زمیں ما آفریں بردست و بر بازوئے تو

۳۔ ربیع الاول ۱۹۱۱ھ دوشنبہ کی رات میں موضع قصر عارفان میں واصل بحق ہوئے قصر عارفان مادہ وصال ہے۔

حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت کے اسناد کئی طرق پر ہیں۔ دو طرق وہ ہیں جن میں اسناد بواسطہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہیں۔

۵۔ ترجمہ۔ آپ کے بارگاہ میں بھیگ مانگنے آیا ہوں۔ اللہ کے واسطے کچھ اپنے جمال کے صدقہ میں ہمارے جھوٹے کی طرف دست کرم بڑھائے۔ آپ کے دست بازو پر آفریں ہوئے۔

تیسرا طریقہ :- حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

چوتھا طریقہ :- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصل ہوتا ہے جو اسناد حضرت صدیق اکبر کے ذریعہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ان میں باہم نسبت کافرق ہے۔ ایک میں اتصال صحبت و ملاقات نہیں بلکہ اتصال نسبت و روحانیت ہے جس کو نسبت اولیسی یا فیض اولیسی کہتے ہیں۔ اس میں تربیت روح سے ہوتی ہے۔ صحبت میں رہنے سے نہیں۔ جیسا کہ حضرت خواجہ ابو علی فارسی کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کی روح پاک سے۔ اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کو حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کی روح مقدس سے اور خواجہ بایزید بسطامی کو سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی روح بزرگ سے اس فیض اولیسی کا ذکر حضرت خواجہ محمد یار سا بخاری قدس سرہ نے رسالہ قدسیہ میں کیا ہے۔

اور شفاۃ العلیل مطبوعہ نجدی کا پورہ حصہ ۱۵۳ کے "ف" میں مولوی خرم علی مرحوم نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے۔
حضرت خواجہ محمد یار سا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اس فیض اولیت کا شجرہ یہ ہے۔

۱۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت سلمان فارسی

۴۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر

۵۔ حضرت امام جعفر

۶۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی

- ۷۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی
- ۸۔ حضرت خواجہ ابوالعلی فارمدی
- ۹۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی
- ۱۰۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی
- ۱۱۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری
- ۱۲۔ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی
- ۱۳۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی عرت خواجہ عزیزاں
- ۱۴۔ حضرت خواجہ محمد بابا ساسی
- ۱۵۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال
- ۱۶۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے جو دوسرا طریقہ ہے اس کے ہر بزرگ کی ملاقات اور حصول تربیت دوسرے بزرگ سے ثابت ہے اس کو اتصال صحبت کہتے ہیں۔ اس کا شجرہ یہ ہے۔

- ۱۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۲۔ حضرت ابوبکر صدیق
- ۳۔ حضرت سلمان فارسی
- ۴۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر
- ۵۔ حضرت امام جعفر صادق
- ۶۔ حضرت امام موسیٰ کاظم
- ۷۔ حضرت امام علی رضا
- ۸۔ حضرت معروف کرخی
- ۹۔ حضرت سری سقطی
- ۱۰۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی
- ۱۱۔ حضرت ابوبکر شبلی
- ۱۲۔ حضرت شیخ ابوالقاسم نصر آبادی
- ۱۳۔ حضرت ابوالعلی دقانی
- ۱۴۔ حضرت ابوالقاسم امام قشیری
- ۱۵۔ حضرت ابوالعلی فارمدی
- ۱۶۔ خواجہ یوسف ہمدانی
- ۱۷۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی

- ۱۸۔ خواجہ عارف دیوگری
- ۱۹۔ خواجہ محمود الخیر فغنوی
- ۲۰۔ خواجہ علی رامینی عرف خواجہ عزیزیاں۔
- ۲۱۔ خواجہ محمد بابا ساسی
- ۲۲۔ خواجہ سید امیر گل
- ۲۳۔ خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

شجرہ مذکورہ میں کسی بزرگ سے القطاع صحبت نہیں بلکہ ہر ایک میں اتصال صحبت اور ملاقات و تربیت ہے۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے تانا ہیں۔ قسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر تابعی اور مدینہ طیبہ کے فقہائے شیعہ کے ایک فرد ہیں۔ حافظ ابن حجر محدث نے سال وفات ۱۶۶ھ بتائی ہے۔ حضرت سلمان فارسی مشہور صحابی ہیں۔ سال وفات ۳۵ھ ہے۔ حضرت سلمان فارسی کو باوجود شرف صحابیت انتساب تربیت حضرت ابوبکر صدیق خلیفۃ الرسول سے ہے۔ حضرت سری سقطی ری طاہفہ جنید بغدادی کے ماموں ہیں۔ حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی کے مزار بغداد شریف میں ہیں۔ حضرت سری سقطی کا وصال ۲۵۰ھ اور حضرت جنید کا ۲۹۷ھ میں ہے۔ حضرت ابوالقاسم نضر آبادی شیخ خراسان سے مشہور ہیں جن کے خلیفہ ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز تہمی مشائخ قادریہ ہیں۔

تیسرا طریقہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصل ہوتا ہے۔ اس میں بھی اتصال صحبت و تربیت ہے۔ اس کا شجرہ یہ ہے۔

- ۱۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ حضرت امام حسین
- ۴۔ حضرت امام زین العابدین
- ۵۔ حضرت امام باقر

- ۶۔ حضرت امام جعفر صادق
۷۔ حضرت امام موسیٰ کاظم
۸۔ حضرت امام علی رضا
۹۔ حضرت شیخ معروف کرخ
۱۰۔ حضرت شیخ عبداللہ سری سقطی
۱۱۔ حضرت شیخ جنید بغدادی
۱۲۔ حضرت شیخ ابوعلی رودباری
۱۳۔ حضرت شیخ ابوعلی کاتب
۱۴۔ حضرت شیخ ابوالعثمان معزلی
۱۵۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی
۱۶۔ حضرت ابوعلی فارسی طوسی
۱۷۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی
۱۸۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی
۱۹۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریگری
۲۰۔ حضرت خواجہ محمد الخیر فغنوی
۲۱۔ حضرت خواجہ علی رامینی
۲۲۔ حضرت خواجہ محمد بابا ساسی
۲۳۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال

۲۴۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
حضرت ابوعلی فارسی قدس سرہ (وفات ۵۷۵ھ) دو بزرگ کی صحبت میں بیٹھے
اور تربیت حاصل کی۔ ایک حضرت امام ابوالقاسم قشیری (مؤلف رسالہ قشیریہ عربی) کی جن
کا شجرہ شجرہ صدیقیہ متصلہ میں گزرا۔ دوم حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی کی جن کا
شجرہ، شجرہ علویہ میں مذکور ہوا۔

چوتھا طریقہ۔ جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے منتہی ہوتا ہے۔ اس میں بھی اتصال تربیت ہے۔

- حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت خواجہ حسن بھری
حضرت خواجہ داؤد طائی
حضرت شیخ عبداللہ سری سقطی
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ حبیب عجمی
حضرت شیخ معروف کرخ
حضرت جنید بغدادی

تا حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہم اللہ تعالیٰ بتفصیل بالا شجرہ نمبر ۲ اور ۳
حضرت خواجہ حسن بھری مشہور تابعی، فقیہ، راوی حدیث ہیں۔ آپ نے جن
اکابر صحابہ کرام کی صحبت اٹھائی منجملہ ان کے حضرت انس بن مالک اور حضرت ابوبکر

ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری کی پیدائش دور فاروقی میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خانہ اقدس مدینہ منورہ میں ہوئی اور پرورش پائی چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام المومنین کی باندی تھیں۔ آپ بعد شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ سے چلے گئے۔ بصرہ میں مزار ہے جو مشہور ہے۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی اور حضرت خواجہ داؤد طائی تبع تابعین ہیں۔ حضرت خواجہ داؤد طائی امام ابو حنیفہ کے بزرگ شاگرد اور عالم و عارف ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے احقر خاکپائے عارنین تک شجرہ کا اتصال درج ذیل ہے۔

- ۱۔ حضرت خواجہ نقشبند
- ۲۔ حضرت مولانا یعقوب چرخ
- ۳۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
- ۴۔ حضرت خواجہ محمد زاہد
- ۵۔ حضرت خواجہ محمد درویش
- ۶۔ حضرت خواجہ محمد انگلی
- ۷۔ حضرت خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ
- ۸۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
- ۹۔ حضرت خواجہ سید آدم بنوری خلیفۃ الربانی
- ۱۰۔ حضرت پیر محمد خان لودی
- ۱۱۔ حضرت شاہ محمد خاں لودی
- ۱۲۔ حضرت شاہ محمد تریشی عباسی
- ۱۳۔ حضرت شیخ محمد سندھی
- ۱۴۔ حضرت مولانا میر محمد زکریا
- ۱۵۔ حضرت صوفی شاہ محمد آبارانی

۱۶۔ حضرت حافظ شاہ احسان علی

۱۷۔ حضرت شاہ عبدالعلیم لوداری

۱۸۔ حضرت حاجی دیدار علی غازی پوری

۱۹۔ حضرت سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین

۲۰۔ حقربار راہ عارفان جعفر علی فریدی

حضرت شاہ محمد خان لودی، حضرت شیخ سعدی بخاری لاہوری کی صحبت میں رہے۔
اور سرفراز خلافت ہوئے، حضرت شیخ سعدی لاہوری اور حضرت پیر محمد خان لودی
دونوں پیر بھائی اور ہم صحبت ہیں۔ دونوں حضرت سید آدم بنوری کے خلیفہ ہیں۔ شیخ
سعدی لاہوری کا مزار لاہور محلہ مزنگ قبرستان عظیم الدین میں ہے۔ مزار پر پختہ خیمہ ہے
جس پر نام کندہ ہے۔ حضرت شیخ سعدی کو حضرت مولانا شیخ بقا نغمہ من الجن سے بھی خالوارہ
نقشبندی کی اجازت ہے اور حضرت مولانا شیخ بقا حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ ہیں۔
روضۃ الاسلام میں بحوالہ حضرت حاجی محمد امین مجددی بدخشی مرحوم مرقوم ہے کہ
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطہ
فیض یاب ہیں۔ خزینۃ الاصفیاء (فارسی) میں مذکور ہے کہ شیخ سعدی کو حضرت
سید فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی فرزندگی میں لیا ہے (تفصیل حال خزینۃ الاصفیاء
مفتی غلام سرور میں مذکور ہے)

نورالقلوب (فارسی) میں تحریر ہے کہ حضرت شیخ محمد سندھی اور حضرت مولانا میر محمد
زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو بھی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض (ایسی)
حاصل ہوا ہے۔ حضرت مولانا میر محمد زکریا غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کی نسل پاک سے تھے اور حضرت غوث اعظم سے بھی فیض ایسی رکھتے تھے۔ حضرت
امام الزاہدین حافظ احسان علی فریدی پاک پلین رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت

حضرت علیہ السلام سے فیض ملا تھا۔ خلیفۃ الربانی قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید آدم بنوری
رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدینہ طیبہ کو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب خاص اور

فیض بلا واسطہ حاصل رہا ہے۔ بارہا آپ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے آپ سے مصافحہ کیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جس نے مجھ سے مصافحہ کیا وہ بخشا گیا ۶

اس ارشاد پر آپ نے مریدین و معتقدین کو جمع کیا اور سبھوں سے مصافحہ کیا۔ اس طرح کا شرف مدینہ منورہ کے قیام میں کئی بار ظہور میں آیا۔ جب آپ مدینہ شریف میں حاضر ہوئے اور روضہ پاک پر سلام عرض کیا تو جواب سے شرف یاب ہوئے اور روضہ اقدس خود بخود کھلا اور مرتد مبارک سے دست پاک نمودار ہوا۔ آپ نے مصافحہ کا شرف حاصل کیا، اس وقت سارا مدینہ نور ہی نور ہو گیا۔ آپ کے مریدین کی تعداد پانچ لاکھ تھی جس میں ۱۰۰ اشخاص ایسے صاحب کمال ہوئے جنہوں نے دوسروں کو بھی اہل کمال کیا۔ آپ نے بوقت خاص بارگاہ خدادند کی میں عرض کیا کہ ”اے رب! میرا توسل اس کو کر جو قضائے برم میں مغفور ہوا و زخمیرے یہاں کا ناقص ہو اس کو بروز قیامت ادبیاء کا ملین میں شکر ہے، یہ دعا مقبول ہوئی اور اس کی قبولیت کے آثار بارگاہ نبوت سے بطور بشارت علم میں آئے۔ آپ کا وصال ۱۳ محرم ۱۰۵۳ھ مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور جنت البقیع میں سیدنا امیر المؤمنین حضرت عثمان کے گنبد سے بالکل متصل دفن کئے گئے۔ مدفون بجوار عثمان، ماہ تاریخ وصال ہے۔ ”حافظ دین“ سے بھی سال دنات نکلتا ہے۔ روضۃ الاسلام۔ تذکرہ آدمیہ، خزینۃ الاصفیاء جلد اول حضرات القدس میں آپ کے حالات درج ہیں۔

فقط

جعفر علی فریدی غفرلہ ستمی پور ضلع، درہننگا

۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ

مکتوب - ۵

سر در تلبی مولوی محمد ابراہیم فریدی۔ بارک اللہ تعالیٰ فی علیکم وعلیٰ عہدکم وعلیٰ عہدکم وعلیٰ عہدکم
بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔

مولانا بدر الدین علیہ الرحمۃ کتاب "حضرات القدس" میں تحریر فرماتے ہیں کہ
حضرت خواجہ سید آدم بنوری حسینی سید مادر زاد ولی رسید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
خاص عطیہ تھے۔ جو آپ کے پدر بزرگوار کو عطا ہوا تھا۔ آپ کی خالقا سے روزانہ
دونوں وقت ہزار طلباء کھانا کھایا کرتے تھے۔ بڑے پابند سنت اور طریقت میں
بڑے صاحب استقامت بزرگ تھے۔ ہزاروں طلبہ آپ کی توجہ سے صاحب ولایت
حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی نور اللہ مرقدہ والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
قدس سرہ کا ارادہ بیعت ہونے کا ہوا تو حضرت خواجہ سید عبداللہ عرف خواجہ
خرد دہلوی (بنیرہ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی) سے مشورہ کیا۔ حضرت خواجہ
خرد نے فرمایا کہ فی زمانہ حضرت سید آدم بنوری سے بڑھ کر متبع سنت اور مستقیم الطریقہ
نظر نہیں آتا ہے۔ لہذا ان کے کسی خلیفہ سے مرید ہو جاؤ۔ اس وقت دہلی میں حضرت
خواجہ سید عبداللہ قدس سرہ موجود تھے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب حضرت سید
عبداللہ سے بیعت ہوئے اور تربیت حاصل کی۔ حضرت آدم بنوری حنفی طریقہ
رکھتے تھے۔ خلیفۃ الربانی قطب الاقطاب القاب تھے۔ حضرت سید آدم بنوری مولانا
شیخ محمد طاہر قادری لاہوری کی بھی صحبت میں رہے۔ اور سر فراز خلافت ہوئے۔ حضرت
شیخ محمد طاہر کراہی لاہور زندگی شیخ طاہر کہتے ہیں۔ لاہور رنگ میں مزار ہے حضرت
شیخ محمد طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ اسکندر قادری بنیرہ حضرت شاہ کمال

کیتھلی قادری کے مرید اور خلیفہ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزاد بگتان
حضرت محمد سعید اور حضرت محمد معصوم کے استاد ہیں۔ لاہور کے شاہ ولایت بزرگ اور
صاحب ارشاد شیخ تھے۔ آپ کی محفل ذکر میں ادیباء کبار کی ارواح طیبہ جلوہ گری
کرتیں اور فیض سے حاضرین کو بہرہ یاب فرماتیں۔ بارہا حضرت غوث الاعظم
حضرت خواجہ نقشبند، حضرت بابا فرید گنج شکر کی ارواح مقدسہ رونق افروز ہو
کر فیض رسالتی کرتیں۔ سلسلہ قادریہ میں بڑے ممتاز بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے
فیوض قادریہ کے حصول کے لئے مشائخ وقت قدم رنجہ فرماتے اور فیض یاب ہو کر
مراجعت فرماتے۔ آپ پر بارہا الہام ہوا کہ

بگوئے طاہر قد می جلی علی رقبۃ کل ولی اللہ
لیکن پیاس ادب بھی زبان پر نہیں لائے اور بالحاج عرض کیا:

یارب ایس درجہ معلیٰ و مرتبہ عالی بحضرت غوث الاعظم متراد است
مراہیں بس ست کہ یکے انہ کترین مریدان و پیروان جناب غوثیہ ہاشم
حضرت بندگی طاہر قادری متبحر عالم جید مدرس، حدیث و فقہ و تفسیر بڑا عبور
تھا۔ ذریعہ معاش مدرسہ لاہور کی اقامت میں کتب حدیث و فقہ کی کتابت اور
تصحیح و تحشیہ کی اجرت تھی۔ رمضان شریف میں اعتکاف کا خاص اہتمام فرمایا
کرتے تھے۔ عشرہ اخیرہ میں معتقدین کے ساتھ معتکف ہوتے۔ اس اعتکاف میں
رب تعالیٰ کے خاص انعام سے متمتع ہوتے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خاص
الطاف و اکرام شامل حال ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص
نوازش ہوتی۔ کئی بار یہ مشرف ملا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ میرا یہ قدم ہر دلی اللہ کی گردن پر ہے

۲۔ اے پروردگار یہ درجہ عالی اور بلند رتبہ حضرت غوث الاعظم (سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے شایان شان ہے
میرے پیچھے نہیں ہے کہ میں حضرت غوث الاعظم کے ادنیٰ مریدوں اور تابع داروں میں ہوں۔

بنفس نفیس مع صحابہ کبار کے رونق افروز ہوئے۔ جس سے جملہ اعتکاف کنندگان کی
ظاہری اور باطنی درخشانی ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کی تعلیم و تدریس کے ایام میں
حضرت مجدد الف ثانی کی صحبت میں ہے اور اکتساب فیض کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلافت سے معزز فرمایا۔ ۲۰ محرم روز پنج شنبہ (جمیرات) ۱۰۴۰ھ
تاریخ ذنات ہے۔ بوقت چاشت لاہور میں وصال ہوا۔ ”آہ معرفت“ مرادو سال
وصال ہے۔ عمر ۶۵ سال کی ہوئی۔ احقر کی بیعت قادری ہے اور حضرت پیر مرشد کی بھی
حضرت پیر مرشد سلطان المشارع فرمایا کرتے تھے کہ میری اور حضرت میاں صاحب اور دادا
پیر اور اس سے اوپر کے مشارع کی بیعت سلسلہ قادریہ کی ہے۔ حضرت عاشق الہی صوفی
آبادانی رحمۃ اللہ علیہ بھی عموماً قادری بیعت لیا کرتے تھے۔ کبھی سرید کو شجرہ قادریہ
حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی شجرہ عطا کرتے تھے۔ نقشبندیہ دہشتیہ میں طالب
کی خواہش پر بیعت لی جاتی ہے۔ غلبہ قادریہ نسبت کا ہے۔ فقط
جعفر علی فریدی۔ از سمستی پور ضلع درجنگ

مکتوب - ۶

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جان پدیرید عمر کم سلام مسنون

خط ملا بفضلہ تعالیٰ حالات قرین شکر میں کوئی امر قابل تشویش نہیں حضرت
دادا پیر میاں صاحب حضرت حاجی دیدار علی خان غانہ پوری قدس سرہما کو سلسلہ
نقشبندیہ کی مزید اجادت حضرت گلزار شاہ صاحب نقشبندی ساکن کشنی ضلع
سلطان پور نے بھی دی ہے اور مکرئی جناب صوفی شاہ محمد جان صاحب سجادہ نشین
ولید پور ضلع اعظم گڑھ (۸ صفر ۱۳۵۷ھ) ولید پور میں وصال فرمایا۔ درگاہ میں دفن
ہوئے۔ اردو، فارسی، ہندی میں صوفیانہ کلام کہا ہے جس کا بیشتر حصہ طبع ہو گیا

ہے۔ آپ کا ذکر آئینہ مبارک میں ہے) نے فرمایا کہ حضرت چراغ ربانی، مولانا محمد کامل نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حضرت شاہ صاحب نے اجازت دی تھی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید خاص حضرت حافظ امام الدین صاحب نقشبندی جو پوری کی تربیت ہمارے میاں صاحب غازی پوری کے سپرد کی تھی۔ حضرت میاں صاحب تربیت فرماتے رہے۔ اس دوران میں حضرت حافظ صاحب مسافر حجاز ہوئے اور اٹلے سفر میں دست و قے کے مریض ہوئے۔ اسی مرض میں سفر آخرت اختیار کیا۔

حضرت حافظ امام الدین صاحب نے بوقت وفات مریدوں سے ارشاد کیا کہ حضرت حاجی دیدار علی صاحب قبلہ کا مقولہ بالکل راست آیا کہ جس کا سلوک زندگی میں طے نہ ہو، ہوا اس کا بوقت وفات طے ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے سارے مقامات کھل گئے۔ اس کی اطلاع حاجی صاحب قبلہ کو کر دینا چنانچہ حافظ صاحب کے مرید جناب قاضی محمد خلیل صاحب جو پوری نے بذریعہ خط حضرت میاں صاحب کے غازی پور اطلاع کی۔ جو پور میں حضرت حافظ صاحب کا مدرسہ حفظ قرآن کریم میں مشہور تھا۔ حضرت حافظ صاحب خود درس دیا کرتے تھے حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین قدس سرہ نے قرآن مجید کا حفظ آپ سے کیا۔ اور طریقت کی ابتدائی تربیت آپ ہی سے حاصل کی۔ آپ کا مدرسہ حافظ امام الدین کا مدرسہ کہلاتا تھا۔ حضرت گلزار شاہ صاحب نقشبندی بزرگ اور صاحب کشف درویش ہوئے ہیں۔ حکیم مولانا محمد عمر صاحب مؤنی مقیم سمستی پور نے ایک بار راقم الحروف سے فرمایا کہ حضرت قدوۃ العزائم شاہ عبدالحلیم علی لہاری قدس سرہ اعظم گڑھ سے یہ ارادہ حج چلے۔ رائے بریلی کے پاس سے حضرت گلزار شاہ صاحب ملنے آئے اور اپنے ہمراہیوں سے کہا چند یہ پیر صاحب کی قسمت میں حج نہیں ہے مگر ارادہ کر لیا ہے۔ یہ فقرہ حضرت قدوۃ العزائم کے سمع مبارک میں پہنچا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ”ہاں مگر نیت اور ارادہ کا ثواب ملے گا۔“

حضرت گلزار شاہ صاحب نقشبندی قدس سرہ کا سلسلہ طریقت یہ ہے۔

- ۱۔ حضرت گلزار شاہ صاحب
- ۲۔ حضرت مولوی ابوالحسن
- ۳۔ حضرت مولوی مراد اللہ
- ۴۔ حضرت مولوی نعیم اللہ بٹرا پٹی
- ۵۔ حضرت مرزا منظر جانان دہلوی
- ۶۔ حضرت شیخ سیف الدین
- ۷۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد
- ۸۔ حضرت شیخ محمد مصوم سرہندی

حضرت گلزار شاہ صاحب نقشبندی کے ایک مرید بلکہ خلیفہ حضرت عبداللہ صاحب گورکھپور جامع مسجد کے پاس رہا کرتے تھے۔ احقر آپ کی خدمت میں طالب علمی کے دور میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ مزار محلہ پہاڑ پور کی مسجد کے صحن میں واقع ہے۔ یہ محلہ جامع مسجد کے قریب ہے۔

سلسلہ آبادانیہ میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اجازت و نسبت ہے اور سلسلہ نظامیہ کی نسبت اویسی ہے یعنی عاشق الہی صوفی شاہ آبادانی مد فون دہلی کو بلا واسطہ حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی سے نسبت روحانیت حاصل ہے۔

بنائیت الہی دلوجہ مرشد سے اس گنہگار کفش بردار اولیاء کو حضرت عزیز نواز اجمیری اور مخدوم محمد اشرف کچھوچھو رحمۃ اللہ علیہ سے بلا واسطہ فیضی اویسی حاصل ہوا ہے۔

سلسلہ آبادانیہ میں چشتیہ صابریہ کا شجرہ یہ ہے۔

۱۔ عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی

۲۔ حضرت شیخ آدم بنوری

۳۔ حضرت مولانا میر محمد زکریا

۴۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

۵۔ حضرت شیخ محمد سندھی

۶۔ حضرت شیخ عبداللہ سرہندی

۷۔ حضرت شیخ محمد عباسی

۸۔ حضرت شیخ کن الدین گنگوہی

۹۔ حضرت شاہ محمد خاں لودی

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی

۱۱۔ حضرت پیر محمد خاں لودی

۱۲۔ حضرت شیخ محمد بن عارف

۳۰ حضرت شیخ محمد عارف

۱۴ حضرت شیخ عبدالحق رودولوی

۵۰ حضرت شیخ جلال الدین کبیر الدیاء

۱۶

حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی

۱۷ حضرت شیخ محمد علی علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری

۱۸ شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر

۱۹ حضرت قطب الدین بختیار کاکی

۲۰ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین سیحری اجمیری رحمۃ اللہ علیہم

حضرت شیخ عبد الاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی کے والد محترم

ہیں۔ حضرت شیخ کو چشتیہ کی اجازت و تربیت حضرت شیخ رکن الدین ولد حضرت

شیخ عبد القدوس گنگوہی سے ہے۔ اور قادریہ کی اجازت و تربیت حضرت شاہ

کمال کھٹلی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ حضرت شیخ عبد الاحد سرہندی چشتیہ میں مرید

حضرت شیخ گنگوہی کے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ سلاسل قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ کی اجازت و

خلافت فیوضات مسلسل اس خاکپائے مشارح جعفر علی فریدی غفرلہ تک آئیں۔ فقط واللہ

جعفر علی فریدی غفرلہ، دلا متہ رسولہ

مکتوب - <

بسمہ تعالیٰ

عزیز از جاں مولوی مفتی محمد ابراہیم فریدی کی سلامت باشید۔ علیکم السلام

تمہاری دالہ دعا کہتی ہیں اور علیل ہیں۔ عزیزہ مومنہ اور زیب النساء بخیریت

ہیں۔ خط کے جواب میں لکھ رہا ہوں کہ ایک رات بعد نماز عشا حضرت پیر مرشد سلطان الشیخ

حافظ شاہ محمد فرید الدین (مدفون آرد ۲۵ محرم ۱۳۲۴ھ) قدس سرہ کا پیر و بار ہاتھ بادران

طریق با ادب بیٹھے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ حضرات صوفیاء ہر دور میں رہے ہیں اور ہیں

گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ان بزرگوں کو صحابہ کرام کہا گیا اور

دور صحابہ میں تابعین اور تابعین کے عہد کے بعد تبع تابعین کہلائے۔ اس عہد کے بعد

یہ حضرات عباد و زہاد کہلانے لگے یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ ہر باطل و گمراہ فرقہ نے اپنے مخصوص فرد کو اسی لقب سے شہرت دی جس سے حق و باطل کا امتیاز جاتا رہا۔ پھر اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت نے لفظ صوفی چنا جو دوسری صدی میں شہرت پذیر ہوا۔ اس شہرت کے بعد جملہ عباد و زہاد کی جماعت خواہ مبلغ ہو یا زاویہ نشین سب صوفیاء کہلائے۔ پھر ان حضرات نے تزکیہ نفس اور تبلیغی خدمات میں بڑی سرگرمی کی جس سے جماعت بڑھی یہی جماعت خالوادہ کہلائی۔ پھر یہ خالوادہ اپنے رہبر کے نام سے موسوم ہوا۔ جن میں چودہ خالوائے اصل قرار دیئے گئے اور باقی فروع ہمارے لئے یہ جملہ خالوادے قابل تعظیم و تکریم ہیں اس لئے کہ سب کے رہبر و اصل باللہ ہوئے ہیں۔ یہ سمجھو کہ جملہ خالوادے بمنزلہ دریا ہیں جو ایک سمندر سے نکلے ہیں۔ اور پھر اسی میں جاملے ہیں۔ ہم اس خط میں ادلاً ان خالوادوں کا ذکر کریں گے جن کو شاخ کرام اصول کہتے ہیں۔ پھر فروع خالوادوں کا ذکر کیا جائے گا یہی خالوائے تمام روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔

انہی خالوادوں کے افراد قطب، ابدال، اذتاد، نقیاد، نجیاد، غوث کہلاتے ہیں چودہ خالوادوں کی تفصیل یہ ہے جو اصول کہلاتے ہیں۔

(۱) زید سیہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہ سے نسبت ہے جو حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بھری کو حسن لولوی بھی کہتے ہیں اس لئے کہ گوہر فروش تھے۔ کثیر صحابیہ کو دیکھا۔ تابعی اور فقیہ و محدث تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابن عباس، حضرت انس وغیرہ صحابی سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

یکم رجب ۳۱۵ ہجری میں فوت ہوئے مولد مدینہ طیبہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خانہ شریف اور عہد ناردقی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے بعد ولادت تحنیک کی اکمال فی اسماء رجال میں ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے مرنے میں اپنی چھاتی کی گھنڈی رکھ دیتیں۔ جس کو آپ چوستے اور تسکین پاتے جب کہ آپ کی ماں باہر چلی جاتیں۔ حضرت عثمان

غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ بصرہ چلے آئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مدنی زندگی کی مدت میں نامعلوم کتنے بار ملاقات ہوئی ہوگی۔ حضرت خواجہ عبد الواحد کا وصال ۲۷ صفر ۷۱۷ھ بمقام بصرہ ہوا۔

(۲) عیاضیہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ کی طرف منسوب ہے جو خاندان بنو تیمم کے فرد اور خواجہ عبد الواحد کے سرید ہیں۔ مکہ مکرمہ محرم ۱۸۷ھ میں فوت ہوئے باب جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔

(۳) ادہیمیہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہ کی جانب منسوب ہے جو حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے خلیفہ ہیں۔ مدفن کا صحیح علم نہیں۔ بعض بنیاد میں حضرت امام احمد بن حنبل کے پہلو میں کہتے ہیں اور بعض شام میں حضرت لوط علیہ السلام کی قبر کے قریب بتاتے ہیں۔ اسی طرح تاریخ سال وفات میں بھی اختلاف ہے ۱۶۱ھ، ۱۶۲ھ، ۱۶۶ھ غرہ شوال۔ ۶ جمادی الاول منقول ہے۔ سیر الاقطاب میں ۲۶ جمادی الاول ۲۸۰ھ لکھا ہے۔

(۴) بصریہ خواجہ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ سے منسوب ہے جو حضرت حذیفہ مرعشی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اور حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت ہبیرہ بصری کی وفات ۷ شوال ۲۸۰ھ ہے مزار بصرہ میں ہے۔

(۵) چشتیہ حضرت خواجہ حماد علودینوری سے ہے (دینور قصبہ کا نام ہے دال کو زیر ی۔ کو جزم۔ نون کو زیر) جو حضرت خواجہ ہبیرہ بصری کے خلیفہ ہیں۔ خالوادے نزدیک، عیاضیہ، ادہیمیہ سلسلہ چشتیہ میں داخل ہیں۔ چونکہ ان خالوادوں کے پیش رو سلسلہ چشتیہ کے مشائخ ہیں۔ چشت ایک قصبہ کا نام ہے جہاں حضرت ابو اسحاق شامی سے حضرت مودود چشتی تک مشائخ نے قیام پذیر ہو کر اشاعت طریقی

دورہ کوہ ہرات میں نصیب ہے جس کو ساملاں بھی کہتے ہیں۔

نمشاد، محمد شاد کا تحفہ ہے۔ حضرت ممشاد علو قدس سرہ کا وصال ۱۴ محرم ۲۹۹ھ ہے۔ ہندوستان میں یہ سلسلہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ سے آیا اور حضرت بابا گنج شکر کے خلفاء حضرت مخدوم سید علی احمد صابری اکلیری اور خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی سے ہند اور بیرون ہند پھیلا۔

(۶) عجیبہ حضرت خواجہ حبیب بھی قدس سرہ سے نسبت ہے جو حضرت خواجہ حسن بھری قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ فارس کے رہنے والے، ابو محمد کنیت ہے۔ بہت سے مشائخ کی صحبت اٹھائی ۱۶۵ھ میں بمقام بھرہ فوت ہوئے۔ وہیں دفن کئے گئے۔

(۷) طیفوریہ سلطان الاولیاء خواجہ بایزید بظامی سے نسبت ہے جن کا نام طینور ہے۔ والد کا سیسی دادا کا آدم۔ حضرت آدم مسلمان ہوئے۔ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت بایزید ایک اللہ تر مشائخ کی خدمت میں ہے۔ ان میں سے امام جعفر صادق، حضرت ابو حفص حذاد، حضرت یحییٰ بن معاذ، حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ پندرہ شعبان ۲۶۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔ مزار بظام میں ہے۔

(۸) کرخیہ نسبت حضرت معرونی کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے خلیفہ ہیں۔ ۲ محرم ۳۲۸ھ میں وصال ہوا۔ بغداد شریف میں دفن ہیں مشائخ کرام نے فرمایا۔

”تبر حضرت معرونی کرخی تریاق مجرب است برائے تنفائے حاجات و اجابت دعوات“

(۹) سقطیہ حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ سے نسبت ہے۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ حضرت معرونی کرخی کے مرید و خلیفہ ہیں اور حضرت جنید کے ماموں رتینسل

عہ حضرت معرونی کرخی کا مزار شریف دماؤں کی قبریت اور حاجت روائی کے لئے تریاق مجرب ہے

رمضان شریف ۱۲۵۵ھ منگل کے دن بعد نماز فجر انتقال کیا۔ مزار بغداد شریف میں ہے

(۱۰) جنیدؒ حضرت جنید بغدادی سید الطائفہ سے ہے۔ آپ کی کنیت اور لقب سید الطائفہ اور طاؤس العلماء ہے۔ بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے اور دفن ہوئے۔

(۱۱) گاذوریہ حضرت خواجہ ابوالاسحاق گاذوری سے ہے جو حضرت ابو عبد اللہ خفیف کے مرید۔ حضرت خفیفؒ حضرت جعفر صادق کے وہ حضرت ابو عمر اصطخری کے۔ وہ حضرت ابو تراب نخشی کے۔ وہ حضرت شقیق بلخی کے وہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم کے رحمۃ اللہ علیہم۔ گاذرون فارس کے علاقہ میں قصبہ ہے۔ ساہ ذیقعد ۶۲ھ میں خواجہ ابوالاسحاق نے وفات پائی۔ اس کو خالوادہ اویسیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ شجرہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی کے مرید حضرت موسیٰ بن نسیر داعی ہیں۔ پھر حضرت اہیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو مشہور تابعی و ثنائی حب رسولؐ ہیں۔

(۱۲) طوسیہ حضرت خواجہ علاؤ الدین طوسی سے جو حضرت وجیہ الدین ابو حفص بن عمر کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت وجیہ الدین ابو حفص بن عمر کا انتقال ۵۶۶ھ میں بمقام بغداد شریف ہوا۔

(۱۳) سہروردیہ حضرت ابو نجیب ضیاء الدین، عبدالقادر سہروردی صدیقی النسب سے جو حضرت وجیہ الدین ابو حفص بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ نیز آپ کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی سے اور حضرت احمد غزالی قدس سرہما سے بھی اجازت ہے۔ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۵۶۳ھ میں واصل باللہ ہوئے بغداد شریف میں دفن ہوئے۔

(۱۴) فردوسیہ مولانا نجم الدین کبریٰ فردوسی سے جو حضرت ابو نجیب عبدالقادر سہروردی کے خلیفہ ہیں۔ حلب کے قرب و جوار میں فردوس ایک گاؤں کا نام

ہے جہاں مولانا سکونت پذیر تھے۔ مولانا کی وفات۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ
 ہے، قبر خوارزم میں ہے۔
 ان چودہ خاندانوں کے علاوہ جو بھی خاندان دے ہیں ان کو مشائخ کلام نے ذریعہ شمار
 کیا ہے۔ ذریعہ کی تعداد بہت ہے۔ مشائخ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ذریعہ خاندان

- (۱) قادریہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ سے
 نسبت ہے۔ آپ حسنی اور حسینی سید ہیں۔ کنیت ابو محمد۔ وطن گیلان۔ گیلان
 کو جیلان اور جیل، گیل بھی کہتے ہیں۔ یہ طبرستان کے علاقہ میں ہے۔ اب
 اس کو بنق کہتے ہیں۔ والد کا نام ابو صالح موسیٰ جنگی دوست۔ والد کا نام
 ام الحیرناطمہ۔ نانا کا نام ابو عبداللہ صوحی رحمہ اللہ میں ولادت ہوئی عشق
 مادہ تاریخ ہے۔ عمر کا نوٹے سال کی۔ مادہ کمال۔ وصال ۱۳۶۱ھ۔ مادہ کمال
 عشق ہے۔ لقب محی الدین ہے۔ اس لئے کہ آپ نے دین کی تجدید کی اور
 دین میں جو خرابیاں آگئی تھیں ان کو دور کیا۔ چالیس سال وعظ کیا۔ یعنی
 ۱۳۵۲ھ سے ۱۳۶۱ھ تک چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔
 تینتیس سال فتوے دیئے۔ اس سلسلہ عالیہ میں خاندانہ کرخیہ، سقطیہ، جنبیہ
 شامل ہیں بلکہ عجیب بھی۔ آپ کے القاب غوث اعظم اور محبوب سبحانی بھی ہیں۔
 آپ کے شجرہ کا اتصال حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طریقہ "آبادانیہ"
 میں تین طرق سے ہے۔ تینوں میں اتصال صحبت اور تربیت ہے۔
- (۱) پہلا طریقہ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کے واسطے سے سید المرسلین صلی اللہ
 علیہ وسلم تک پہنچتا ہے جو طریقہ آبائی حضرت غوث اعظم کا ہے۔
- (۲) دوسرا طریقہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واسطے سے سید الانبیاء

- ۱۲۔ حضرت عبدالواحد تمیمی
۱۵۔ حضرت ابوالفرح یوسف طوسی
- ۱۶۔ حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری
۱۷۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی
- ۱۸۔ حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم
۱۹۔ تیسرا طریقہ (شجرہ) حضرت خواجہ حسن بھری سے ہے جس میں خالوارہ عجیبہ بھی ہے۔
- ۱۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ حضرت خواجہ حسن بھری
- ۴۔ حضرت شیخ حبیب عجی
۵۔ حضرت امام داؤد طائی
۶۔ حضرت شیخ معروف کرخی
- ۷۔ حضرت شیخ بنیادادی
۸۔ حضرت شیخ ابوالقاسم نضر آبادی
۹۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی
- ۱۰۔ حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی
۱۱۔ حضرت شیخ ابوالفرح یوسف طوسی
- ۱۲۔ حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری
۱۳۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی
- ۱۴۔ حضرت پیران پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم
۱۵۔ یسویہ حضرت احمد یسوی پیر ترکستان سے ہے جن کا سلسلہ سید الطائفہ حضرت
- ۱۶۔ جنید بنیادادی سے ملتا ہے۔
۱۷۔ نقشبندیہ حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند سے نسبت ہے جو حضرت خواجہ امام
- حسن عسکری کی نسل سے ہیں۔ بخارا حرم ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۴۱ھ
بخارا قصر عارفان میں دفن ہوئے۔ نام "محمد" مذہباً متنفی۔ آپ کے خالوارہ کچھ شجرہ
- ۱۸۔ طریق پر ہیں۔ ایک میں صرف نسبت ادیسیہ اور فیض روحانیت ہے اس
شجرہ میں حضرت بایزید بطنامی اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کے اسمائیں درج
- اور تیسرے طریق میں اتصال صحبت و تربیت ہے۔

۳ نوریہ حضرت سید ابوالحسن احمد نوری ہندادی قدس سرہ سے ہے جو حضرت خواجہ
سری سقطی کے مرید و خلیفہ اور حضرت جنید ہندادی کے ہم عصر اور شیخ وقت تھے
آپ کو امیر القلوب کہا کرتے تھے۔ سال وفات ۷۹۴ھ یا ۷۹۵ھ ہے۔ ہندار
شریف میں مزار ہے۔

۴ خضرویہ حضرت خواجہ احمد خضرویہ سے نسبت ہے۔ جن کی کنیت ابو حامد اور
سکونت بلخ ہے۔ حضرت حاتم اہم کے مرید جو حضرت شقیق بلخی کے مرید و خلیفہ
حضرت شقیق بلخی حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہ کے۔ حضرت احمد
خضرویہ کا طریقہ ملائیت کہلاتا ہے۔ ملائیت کا معنی بے شرع ہونے کے نہیں ہیں بلکہ
اپنے اعمال حسنہ کو چھپا کر رکھنے کے ہیں۔ حضرت احمد خضرویہ کا وصال بعمر ۹۵
سال ۷۴۴ھ میں بمقام بلخ ہوا۔

۵ شطاریہ اس خاندان کے متعدد نام ہیں۔ ہندوستان میں شطاریہ کہلاتا ہے چونکہ
ہندوستان میں حضرت شاہ عبداللہ شطاری سے پھیلا۔ ایران و توران میں
عشقیہ کہلاتا ہے۔ روم میں "بسطامیہ" حضرت شاہ عبداللہ شطاری کا وطن بخارا
ہے اور نسل میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے ہیں۔ سلسلہ طریقت
یہ ہے۔ حضرت عبداللہ شطاری مرید شیخ محمد طیفوریہ کے وہ شیخ محمد عاشق کے وہ
شیخ خدا علی کے وہ شیخ محمد قلی مادراء النہری کے وہ شیخ ابوالحسن خرقانی کے وہ
مولانا ابوالمظفر ترک طوسی کے، وہ مرید خواجہ ابویزید عشقی کے وہ شیخ محمد مغربی
کے وہ شیخ بایزید بسطامی کے۔

نقشبندیہ میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کو حضرت خواجہ بایزید بسطامی سلطان
العارفین کی روحانیت سے تربیت ہوئی جو تربیت اویسی کہلاتی ہے۔ شطاریہ میں
مولانا ابوالمظفر ترک سے۔ چونکہ شیخ ابوالحسن خرقانی مولانا کی صحبت میں رہے۔

۲۰ شرح غلام۔ در النہری نے آپ کا ۱۲ ابوالحسن احمد نوری لکھا ہے۔ خزینۃ الاسفاء جلد دوم

۳۰ ۱۹۶۵ء میں۔ دہلی کی جدید تعمیر ہوئی ہے۔

اور اکتساب فیوض کیا۔ مولانا کو صحبت حضرت خواجہ ابویزید عشقی کی ملی۔ خواجہ عشقی کو خواجہ مغربی کی۔ خواجہ مغربی کو حضرت بایزید بسطامی کی۔

حضرت عبداللہ شطاری کی وفات ۸۳۲ھ میں ہوئی ملک مالوہ قلعہ مندو میں مزار ہے۔

۷۔ بخاریہ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ سے نسبت ہے جن کو مخدوم جہانیاں جہانگشت کہا جاتا ہے۔ آپ کو پندرہ مشائخ سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔

اول پدر بزرگوار حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا شجرہ یازدہ امام کے واسطے سے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ دوم حضرت سید محمد سے جو مخدوم کے چچا ہیں۔ سوم حضرت رکن الدین ابوالفتح ملتانی سے۔ حضرت مخدوم کے والد حضرت سید احمد اور دادا حضرت سید جلال بخاری سرخ کو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی سے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا حضرت رکن الدین ابوالفتح کے دادا ہیں چہارم شیخ الاسلام محمود شاہ تستری سے جو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے۔ حضرت مخدوم جہانیاں نے ۷۸۱ھ بمقام دارالملک نارس حضرت محمود شاہ تستری سے عوارف شروع سے آخر تک پڑھی اور خلافت پائی۔ اس وقت حضرت محمود شاہ تستری کی عمر ایک سو تیس سال کی تھی۔ حضرت محمود شاہ نے عوارف حضرت شیخ سہروردی قدس سرہ سے پڑھی جو اس کتاب کے مصنف ہیں جو نیائے کرام میں عوارف کا درجہ بلند ہے۔ پنجم حضرت امام عبداللہ یافعی شافعی سے ششم حضرت عبداللہ عیسیٰ سے۔ ہفتم شیخ نور الدین علی بن عبداللہ طرابلسی سے۔ ان تینوں بزرگوں کا طریقہ، طریقہ قادریہ ہے۔ ہشتم شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر کی روحانیت سے۔ نہم شیخ قطب الدین منور سے۔ دہم مولانا شمس الدین تکی اودھی سے۔ یازدہم حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے۔ یہ چاروں اجازتیں سلسلہ چشتیہ کی ہیں۔ دوازدہم حضرت شیخ رکن الدین

بلخی سے جن کا سلسلہ شیخ عبداللہ خفیف شیرازی اور خواجہ ابراہیم بن ادہم کے
اسم گرامی لیتا ہوا حضرت ادیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

۱۳۔ سیردہم حضرت جلال اچوری سے جن کا سلسلہ حضرت شیخ مولانا نجم الدین کبریٰ تک
پہنچتا ہے۔ چہار دہم حضرت سید حمید الدین محمود چشتی سمرقندی سے جن کا سلسلہ حضرت
خواجہ مودود چشتی تک پہنچتا ہے۔ پانز دہم حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی سے جن
کا طریقہ حضرت شیخ ابوبکر نساج تک پہنچتا ہے۔ ان کبار مشائخ کے علاوہ اور بزرگوں
سے بھی منت حاصل کیا ہے جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے اور خاکسار نے تذکروں کی
کتابوں میں دیکھا ہے

۸۔ زاہد یہ یہ خاندان وہ جنید یہ کی شاخ ہے۔ حضرت بدر الدین زاہد سے نسبت ہے۔ آپ
کا شجرہ طریقت یہ ہے۔ حضرت بدر الدین زاہد مرید فخر الدین زاہد کے۔ وہ حضرت
شہاب الدین زاہد کے۔ وہ حضرت صدر الدین سمرقندی کے۔ وہ حضرت عبد السلام کے۔
وہ حضرت قطب الدین عبد المجید کے۔ وہ حضرت خواجہ ابوالسحاق گازر دنی کے۔ وہ
حضرت حسین مروزی کے۔ وہ حضرت ابو محمد دیم کے۔ وہ حضرت سید الطائف جنید
بغدادی کے۔ حضرت شیخ فخر الدین زاہد کا مزار میرٹھ میں بتایا جاتا ہے۔

۹۔ انصاریہ حضرت شیخ عبداللہ انصاری سے نسبت ہے۔ آپ کا مزار ہرات میں بمقام
گازر گاہ ہے۔ آپ کے والد کا نام ابو منصور محمد انصاری ہے۔ حضرت شیخ عبداللہ
انصاری اپنے والد کے مرید و خلیفہ ہیں۔ عمر ۸۵ سال ۸۱ھ میں وفات پائی
۹ ریح الاول تھی۔ ولادت ۲ شعبان ۳۹۶ھ بروز جمعہ بوقت غروب آفتاب
کنی ہے۔ آپ کی کنیت ابو اسماعیل اور لقب شیخ الاسلام ہے۔ نفحات الانس

۱۔ آپ کا مزار پلوہی پاکستان (بلوچ دیش) کے شہر ہٹنگام میں زیارت گاہ ہے۔

۲۔ حضرت ابو محمد دیم ۳۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ شہر نیریز میں دفن ہوئے۔ بغداد کے مشہور مشائخ اور حضرت

دارالاسلامانی کے مذہب کے نقیب تھے۔ طبقات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

مولفہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ میں جہاں کہیں شیخ الاسلام
بلا تفریح نام لکھا ہوا ہے۔ اس سے آپ ہی کی ذات مبارک مراد ہے۔

۱۔ صفویہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے نسبت ہے جو خلیفہ اور داماد حضرت
شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے ہیں اور وہ سید جمال تیریزی کے۔ وہ شیخ الشیوخ حضرت
شہاب الدین عمر سہروردی کے۔ وہ شیخ رکن الدین سبحانی کے۔ وہ حضرت
قطب الدین ابہری کے۔ وہ حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی کے یہ سلسلہ حضرت
مشاد دینوری سے وصل ہوتا ہوا حضرت جنید بغدادی تک پہنچتا ہے۔

۱۱۔ عیدروسیہ یہ بھی خالوادہ جنید یہ کی شاخ ہے اور حضرت سید عبداللہ عیدروس
قدس سرہ سے نسبت ہے حضرت سید عبداللہ عیدروس کا شجرہ طریقت یہ ہے۔
حضرت سید عیدروس مرید علم خود حضرت سید عمر المحضار کے اور اپنے پدر بزرگوار
حضرت سید عبدالرحمان ابن محمد سقاف کے۔ وہ مرید جد خود حضرت سید محمد بن علی مولی
الدلیلہ کے۔ وہ مرید پدر خود سید علی بن علوی کے۔ وہ مرید پدر خود حضرت علوی بن محمد
کے۔ وہ مرید پدر خود شیش محمد بن علی الفقیہ مقدم الترویج کے۔ وہ حضرت شیخ ابو مدین
مغربی کے۔ وہ شیخ ابو یحییٰ کے۔ وہ شیخ علی بن حرز کے وہ فقیہ حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ
بن محمد معاصری کے۔ جو ابوبکر بن عزلی اندلسی اشبیلی، معاصری سے مشہور ہیں۔ وہ حضرت
امام حجتہ الاسلام محمد عزالی مدفون بن داود شریف شافعی کے وہ حضرت
عبدالملک کے۔ وہ حضرت عبداللہ بن یوسف جوینی سے۔ وہ حضرت شیخ ابوطالب مکی
مصنف ترقی القلوب سے۔ وہ حضرت محمد بن علی بن عطیہ الحارثی سے۔ وہ حضرت ابوبکر
شبلی سے۔ وہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے۔ اس سلسلہ کے مشائخ شافعی
المذہب اور شہر سورت میں اس خالوادہ کے آستانے پائے جاتے ہیں اجماع العلوم

سے شیخ رکن الدین سبحانی اور قطب الدین ابہری ان کثیر بزرگوں میں سے ہیں جن سے حضرت
شیخ الشیوخ کو فیض صحت حاصل ہوا ہے درنہ آپ (حضرت عمر سہروردی) حضرت ضیاء الدین ابونجیب
سہروردی ہی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

یکمیلے سہارن مولف نام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات پر عمل پیرا ہیں حضرت
عیدروس قدس سرہ سے غنائل اخیلا العلوم میں رسالہ عربی میں لکھا ہے۔ جراحیا، العلوم
مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر ہے۔

۱۲۔ قلندر سیہ خالوادہ اصول کے چودہ خالوادوں کی ذرع نہیں خود مستقل خالوادہ
ہے جو حضرت عبداللہ علمبردار کے واسطے سے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک
پہنچتا ہے۔ یہ خالوادہ مشائخ جو پور حضرت شاہ عبدالقدوس قلندر، حضرت
شاہ عبدالسلام قلندر، حضرت شاہ محمد قطب قلندر، حضرت شاہ قطب الدین مینا دل
مدفونان جو پور (جو گیا پور۔ جیل) سے وابستہ ہے۔ حضرت شاہ بجا قلندر مدفون
لاہر پور ضلع سیٹاپور سے اس سلسلہ کی اشاعت و شہرت مولیٰ حضرت شاہ بجا
قلندر، حضرت شاہ عبدالقدوس قلندر جو پوری کے خلیفہ ہیں۔ اس خالوادہ قلندر
کی سجادگی تکیہ کاظمیہ کاگور کی ضلع لکھنؤ میں ہے۔ حضرت شاہ بجا قلندر کا وصال
۱۵۔ ربیع الآخر ۸۴۲ھ میں ہوا۔ لاہر پور میں مزار ہے۔

۱۳۔ اویسیہ خالوادہ بھی چودہ خالوادے کی شاخ نہیں بلکہ الگ مستقل خالوادہ
ہے۔ اس کی نسبت خیر التابین حضرت خواجا اویسی قرنی یعنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے ہے جن کو سیدنا عمر فاروق و سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بارشاد
سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرقہ پہنایا تھا اور یہ حضرات طالب دعا ہوئے
تھے بعض مشائخ شجرہ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی مرتضیٰ کے بلا توسط سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے وصل کرتے ہیں۔ بعض ان دونوں حضرات کے واسطے سے سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ حضرت اویسی قرنی کا سال وفات ۳۴
رجب ۳۲۰ھ یا ۳۲۱ھ ہے۔ حضرت امام عبداللہ نیافعی نے روض الریاحین میں
دونوں قول نقل کئے ہیں۔

نہ معلوم مشائخ کرام نے اویسیہ اور قلندر سیہ کو ذرع خالوادوں میں کیوں شمار
کیا ہے۔

نزیۃ الاصفیاء ص ۱۲ جلد دوم (نارسی مطبوعہ نوکشور)

۱۴۔ مدارِ یحییٰ حضرت شیخ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ مد فون مکن پور ضلع کانپور سے نسبت ہے۔ حضرت قطب مدار حضرت خواجہ طیفور شامی یعنی سلطان الوارثین حضرت خواجہ یازید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ مشارح کرام فرماتے ہیں کہ قطب المدار، قطب الارشاد، قطب الاقطاب سب ایک درجہ کے ترجمان ہیں یہ سب الفاظ شخص واحد میں استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت قطب المدار مکن پوری مسلم دلی اور فیض رساں بزرگ ہیں۔ متعدد شہروں میں آپ کے چلہ گاہ ہیں اور آپ کے نسب اور عمر میں اختلاف اور متعدد اقوال ہیں۔ تحقیقہ الامراء فی مناقب قطب المدار مولفہ شاہ عزیز اللہ ولد شاہ حسین مداری جو پوری قدس سرہ (فارسی) میں مذکور ہے کہ آپ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل میں ہیں بعض بزرگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل میں لکھا ہے۔ بعض "سیدہ" کہتے ہیں والد کا نام قاضی قدو توالدین ہے۔ ولادت گاہ دریائے نیل سے تین منزل دور گاؤں میں ۳۵۰ھ میں ہے۔ بعض نے ۲۵۰ھ لکھا ہے۔ شہزادہ داراشکوہ قادری نے سفینۃ الاولیاء میں آپ کو سید لکھا ہے۔ مناقب الاولیاء فارسی میں شاہ حبیب اللہ قنوجی نے والد کا نام علی علیی اور ماں کا نام خاص ملک تحریر کیا ہے۔ کتاب قیومی (فارسی) میں ہے کہ بعض جاہلوں نے حضرت مدار کو بے ماں باپ بتایا ہے اور کہا ہے کہ "از پردہ غیب بزرگین آمدند" یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت شاہ مدار کے والد کا نام شاہ علی خاندان قریش سے موضع چنار علاقہ حلب میں پیدا ہوئے۔ ۲۵۰ھ ڈھائی سو سال کی عمر پائی۔ سلسلہ نسب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی تک پہنچا یا ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ قریش نہیں ہیں۔ بلکہ دوسی ہیں۔ مولف کتاب قیومی کو سہو ہوا۔ مآثر مدار کی (فارسی) مؤلفہ شیخ عبدالرحمان چشتی ہیں رسالہ "ایمان محمودی" تصنیف قاضی محمود کنوری بزرگ تر خلیفہ قطب المدار

قدس سرہ سے ناقل ہیں کہ حضرت شاہ قطب مدار حضرت ناردن علیہ السلام کی نسل میں ہیں۔ والد کا نام ابو اسحاق شامی ہے اور ماں کا ملک خاص۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کے پدر بزرگوار کو خواب میں بشارت دی تھی کہ ”ابو اسحاق خاطر جمع دارید اللہ تعالیٰ پسرے بدیع عطا خواہی کرد کہ تصرف دولایت من الزو ظاہر خواہد شد“ حضرت قطب المدار کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی روحانیت سے بلا توسط فیض حاصل ہوا ہے اور بیت سے مشائخ کی صحبت اٹھائی ہے۔ بروز پنجشنبہ ۱۸ جمادی الاول ۸۴۰ھ بعہد سلطان ابراہیم مشرقی جوینوری واصل بحق ہوئے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت ابو اسحاق شامی دوسرے بزرگ ہیں جو حضرت ہمشاد علودینوری کے خلیفہ ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۵۔ رفاعیہ حضرت سید احمد بن ابوالحسن رفاعی سے نسبت ہے جو شافعی مذہب کے بڑے نقیبہ اور عارف باللہ ہوئے ہیں، کاظمی سید اور بڑے باکمال۔ ایک بار مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ روضہ اقدس پر فرمایا السلام علیکم یا حبیبی۔ فوراً جواب آیا۔ وعلیکم السلام یا دلہائی۔ پھر والہانہ انداز میں یہ شعر پڑھا۔

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا تقبل الارض ناٹہ سچی۔
وہنۃ نوبۃ الاشباح قد حضرت قادمینک لکے تحلی بہا شفتی ۳
اس عرض پر دست مبارک مزار شریف سے نمودار ہوا جس کو آپ نے بوسہ دیا۔ اس وقت روضہ پاک کے در و دیوار نور سی نور ہو گئے۔ ان عزیز کے نانا مرحوم سید حسن

۱۔ ابو اسحاق سطن رہو۔ اللہ تعالیٰ انکھا بیٹا کے گا کہ جس سے میری دلایت و تفرات ظاہر ہوں گے۔
۲۔ السلام علیکم اے میرے دادے۔ وعلیکم السلام اے میرے بیٹے

۳۔ اے سید عالم جب میں روضہ پاک کی حضور کی سے در تھا تو میرا روح آکر قبر پر سی کرتی تھی۔ اب سید کی حضور کی صداوت فیض ہوئی۔ لہذا دونوں دست پاک بڑھائے تاکہ میرے دونوں ہونٹ دست بوس ہوں۔

جن کا نام احمد علیؑ ابھی ہے۔ امام علی رضا علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ اسی سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ آپ کا آبائی مذہب "اشنا عشری" تھا۔ وہ بھی غلو کے ساتھ۔ مورث اعلیٰ مقام "قم" سے آئے تھے لہذا رضوی قہقی کہلاتے ہیں۔ یہ خاندان لاہور میں آباد تھا۔ جو صاحب ثروت و جاہت تھا اور سارا کینہ اشنا عشری (شیعہ) مذہب رکھتا تھا۔ "قم" ایران کے علاقہ میں مردم خیز خطہ ہے۔ پنجاب کے کسی رفاہی بزرگ کی صحبت کی بدولت مستی ہوئے اور طریقہ رفاہی پر گامزن ہے۔ اختلاف مذہب و عقیدہ کے سبب ترک وطن کیا اور والی اور دہ لواب واجد علی شاہ کے یہاں ملازم ہوئے۔ غدر میں برطانیہ نے باغی قرار دے دیا۔ لواب واجد علی شاہ کی نظر بندی کے بعد حضرت محل کے ہمدرد ہو کر نیپال آئے اور پھر سیروسیاحت کرتے ہوئے سمستی پور میں اقامت گزریں ہوئے۔ رمضان شریف کے افطار میں گھگھنی تقسیم کرنے سے ایک بے تکلف دوست نے گھگھنی شاہ کہہ دیا۔ پھر ان پڑھوں نے اس کو اپنا لیا۔ علیؑ

حضرت سید احمد رفاہی قدس سرہ کا دصال ۱۲ جمادی الاول بروز پنجشنبہ ۱۳۱۵ھ میں بمقام بطاخ ہوا۔

۱۶۔ بدویہ حضرت سید ابوالعباس احمد بن علی بن محمد بن ابوبکر مقدسی شامی بدوی سے نسبت ہے۔ آپ کی شہرت محدث شام وغیرہ میں تھی۔ آپ کا تذکرہ حضرت امام

۱۔ نم کرگم ۱۸۰۰ھ میں بھیجتے ہیں۔ علیؑ سستی ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی۔ غفرلہ اذا ما د۔
وفات سے پہلے ۱۰۰۰ ہجری بزرگ نے وفات پر نظم لکھی ہے جس میں ۲۰ اشعار ہیں
برزبان اکیا یہ مصرع سال غم احمد علی ولی اللہ
۱۳۱۵ھ

۲۔ نظم اگلے صفحہ ۶۶ پر ہے

شعرانی نے طبقات کبریٰ (عربی) جلد اول میں کیا ہے۔ وصال ۱۲ ربیع الاول ۷۵۱ھ
میں ہے۔

ارشاد لیسیم حضرت شاہ ابوالحسن بن عبداللہ بن عبد الجبار شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب
ہے جن کا وصال صحرائے عذاب میں ماہ ذیقعد ۷۵۶ھ میں ہوا۔ سلسلہ نسل حضرت
امام حسن علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ حضرت نجم الدین اصفہانی اور حضرت ابن میش
قدس سرہما کی صحبت اٹھائی۔ پیدائشی نابینا تھے۔ بڑے صاحبِ زہد اور عالمِ ظاہری و
باطنی تھے۔ کئی بار حج کیا۔ ایک بار حج کے ارادے سے چلے کہ راستہ میں موت

گذشتہ حاشیہ صفحہ ۶۵ ے نظم

دار فانی اٹھ کئے افسوس	حیدر قاطع کے نورنگا	میر معصوم سعید	رضوی رفائی والاجا
سے تا بعد نو کر شاہی	پاسے عہد بے پردہ خواہ	غدر کے رنجا کو تھکا	خاص کر سلو کا حال تباہ
ستم جو زبلیا ہوں پر	قتل میر و صغیر زن سہرا	کوچہ کوچہ گلی گلی بیا	خانہ خانہ ہر طرف تباہ
کہیں بلو ایتھو کا فریادی	کوئی نالوں بد ظلم سیا	کہیں تیرے عالم سو	کہیں شور و کجاہ دہانہ آہ
تھکی جو بریں قدر کی مار	ملکہ خورشید شریا جاہ	ہے انکے ہم میں پیر	تھکی حفاظت کی شش نگاہ
شہ بانے ٹھہرنے کے	تھے تقاضا میں سینگہ دریاہ	لہذا رام بصد عزا	لا بیال میں قبیلہ شاہ
کھلے انکو دیاں ستمی پو	ہو گئے زشت عشق آلہ	کارنیا بے غرض ہو کر	ہے راحت ریاں خلی
الے عال ہزاروں جن پر	کر دے دم دم میں کیا	با اثر تھے عمل عاتق	دافع ہر مرض تھی انکی دغا
رات دن نبھن بختوں کام	شغل خیر فہام شام نگاہ	ہو جیم وہ رافور علم	دار دنیا موت کے ہمراہ
نمکدہ بن گیا ستمی پور	تھا ہر محنت شہزادہ آہ	بریاں آگیا یہ بھراں	غم احمد علی ولی اللہ

۱۵ ۱۳۳۵ھ

آل پاک پشیمیری
ترتیب احمد علی قمی
۱۵ ۱۳۳۵ھ

بود در زند حیدر دہرا
ثبت کن ہزارش اس تائخ

آگئی۔ آپ کی الہامی دعا، دعائے حزب البحر تمام مشائخ کے معمول میں ہے۔
 ۱۸۔ ہم راہبید علی ہمدانی سے نسبت ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کی
 نسل میں ہیں۔ آپ کی الہامی دعا ”اورادہ نجیہ“ مشائخ کرام کے معمول میں ہے
 ۱۹۔ میں واصل حق ہوئے۔ سال وفات بسم اللہ الرحمن الرحیم
 سے نکلتا ہے۔ والد کا نام شرف الدین محمود ہے اور پیر کا شیخ تقی الدین دوسی
 جو خلیفہ حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

۱۹۔ رحیمؒ حضرت ابو محمد عبد الرحیم بن احمد سے نسبت ہے جو حضرت امام حسن علیہ السلام
 کی اولاد میں ہیں۔ شجرہ نسب یہ ہے۔ ابو محمد عبد الرحیم بن احمد بن جحون بن احمد بن
 محمد بن جعفر بن اسماعیل بن جعفر ذکیؒ بن محمد بن مامون بن حسن بن علی بن ابی طالبؑ ہے۔ رحمت اللہ علیہم
 (نہجۃ الامرار) طبقات حضرت عبدالوہاب امام شعرانی میں ذکر ہے مزار مقام قنا علاقہ
 مصر میں ہے۔ وفات ۵۹۰ھ میں ہوئی

۲۰۔ سعیدؒ حضرت ابو سعید قلوری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو بڑے مشہور فقیہ صاحب
 افتاء عارف باللہ ہوئے ہیں ۵۵۷ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ قلوریہ میں مزار زیارت گاہ
 ہے۔ قلوریہ بغداد شریف کے قریب دجوار میں ایک موضع کا نام ہے۔

۲۱۔ مولویؒ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ سے منسوب ہے جو مولانا روم
 سے مشہور ہیں جن کی تصنیف مثنوی معنوی شہرہ آفاق اور صوفیائے کرام میں بہت
 مستند ہے۔ مولانا کا وصال یکشنبہ ۵ جمادی الآخر ۷۶۲ھ میں ہوا مزار قونہ

۱۔ محمد نام جلال الدین لقب ابن محمد ملقب بہ بہاؤ الدین بن حسین بن احمد بن قاسم بن میب بن
 عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر بن الصدیق۔ آپ کے دادا حسین لمی بڑے عالم فاضل اور صاحب حال
 تھے۔ سلاطین وقت عزت کرتے تھے۔ چنانچہ محمد خوارزم شاہ نے اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دی تھی
 جن سے بہاؤ الدین پیدا ہوئے۔

میں ہے۔ مولانا پیدائشی دلی تھی۔ اپنے والد کے تلمیذ اور حضرت شمس تبریزی سے مستفید
حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی کے مرید۔ حنفی مذہب رکھتے تھے۔ والد کا نام
بہاؤ الدین ہے جن کا لقب سلطان العلماء تھا۔ پدری سلسلہ نسب حضرت ابو بکر
صدیق سے اور مادر کی حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی سے ملتا ہے۔ سال ولادت
ربیع الاول ۶۰۶ھ ہے۔ حضرت شمس تبریزی کے پیر کا نام حضرت کمال الدین جندی

۲۲۔ **علاء الدین** حضرت علاؤ الدین ہمنانی قدس سرہ سے نسبت ہے جو فقہ و حدیث
میں کمال رکھتے تھے۔ آپ کے علم و فضل کا شہرہ دور دور تھا۔ زاد یہ نشین ہو کر یاد الہی
میں مشغول ہو گئے۔ اور صاحب طریقہ ہوئے۔ علمائے کرام نے آپ سے طریقہ اخذ کیا
جیسا کہ درر کا منہ میں مذکور ہے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ مدفون دہلی
کے شجرہ قادریہ کے شیخ، ۶۲۵ھ رجب ۷۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ صاحب
تصانیف کثیرہ ہیں۔

۲۳۔ **صاحب بریہ** حضرت مخدوم سید علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جن کا مزار
کلیر شریف ضلع سہارن پور (یوپی) میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ آپ کا لقب
علاؤ الدین بھی شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کے بھانجے اور مرید و خلیفہ ہیں
آپ کے والد کا نام اور نسب میں تذکرہ نویسوں کے متعدد اقوال ہیں۔ کسی نے سید عبداللہ
ولد سید فتح اللہ لکھا ہے، کسی نے عبدالرحیم ولد سید عبدالوہاب۔ حضرت سید عبدالوہاب
حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں۔ کسی نے حسن سید

۲۴۔ درر کا منہ فی اعیان المائتہ الثانیہ عربی زبان میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی محدث
صاحب فتح الباری شرح بخاری کی تالیف ہے جس میں آٹھویں صدی کے شاہیر کا تذکرہ ہے۔
دائرہ المعارف حیدر آباد دکن نے شائع کیا ہے۔

اور کسی نے عیسیٰ کوئی اسرائیلی النسل اور کوئی ہندی النسل لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب۔ زیادہ تذکرہ نویسوں نے آپ کو سید لکھا ہے لیکن نام و نسب کی مختلف
روایتوں سے آپ کی عظمت و بزرگی، ولایت، خدا رسی میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا
ہے کیونکہ ”اندرین راہ فلاں ابن فلاں چیز ہے نیست“ آپ کا وصال عہد جلال الدین
خلجی میں ہوا۔ سال وصال میں تذکرہ نویسوں کا اختلاف ہے۔ زیادہ تر ۶۹۹ھ سال
وصال بتاتے ہیں۔ اور بعض نے ۶۷۹ھ لکھا ہے۔ خزانۃ الاصفیاء نے بھی ۶۷۹ھ
لکھا ہے۔

۲۴ نظامیہ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیا، بدایونی ثم دہلوی سے نسبت
ہے جو حضرت شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ سلطان لشلیخ
محبوب الہی ملقب ہیں۔ والد کا نام سید احمد اور دادا کا نام سید علی ہے۔ یہ
دونوں بزرگ بدایلوں میں آسودہ ہیں۔ بخاری سید ہیں۔ دہلی میں مزار پاکسٹ
زیارت گاہ ہے۔ (بروز چہار شنبہ) (بدھ) ۱۸۱ھ ریح الاول ۶۲۵ھ قریب غرب
بمر ۹۵ سال واصل حق ہوئے۔ آپ کا عرس سترھویں شریف سے مشہور ہے
۲۵ اشرفیہ حضرت مخدوم محمد اشرف سمنانی قدس سرہ سے نسبت ہے جو حضرت
مخدوم علاء الحق بن شیخ السعد پنڈوی چشتی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ کچھوچھو شریف
ضلع فیض آباد میں مزار ہے۔ ۲۷ محرم ۸۰۸ھ بمر ۱۲۰ سال واصل باللہ ہوئے
آپ کا مزار منبع فیض ہے۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ لطائف اشرفیہ کی
خاص اہمیت و شہرت ہے۔

۲۶ مجددیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب
ہے جن کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں بمقام سرہند ہوا۔ ۶۳ سال کی عمر پائی۔
در فیح المراتب تاریخ وصال ہے سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے
۱۰۳۴ھ

۱۰ پہلی ذی الحجہ سے ۶ ذی الحجہ تک عرس ہوتا ہے۔ عوام ساگر تالاب کی زیارت کہتے ہیں۔

جارتا ہے۔ آپ سے سلاسل قادریہ۔ نقشبندیہ۔ چشتیہ کے فیوض و برکات جاری ہیں۔

سلسلہ قادریہ کی اجازت حضرت شیخ اسکندر بن شاہ عماد قادری نمبرہ حضرت شاہ کمال کھلی سے اور حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی سے۔ نقشبندیہ کی حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری دہلوی سے۔ چشتیہ کی حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی سے۔ حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی کے کو "قادریہ" کی تربیت و اجازت حضرت شاہ کمال کھلی سے اور چشتیہ کی حضرت شاہ رکن الدین گنگوہی سے۔ حضرت شاہ رکن الدین گنگوہی کو اپنے پدر بزرگوار حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی سے۔ حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے بزرگوار ہیں۔ اسی سال کی عمر پائی ستائیس میں وصال پایا۔ شیخ زمن (۱۰۰۴) مادہ سال وصال ہے سرہندی میں دفن ہیں صاحب تدریس عالم اور صاحب ارشاد بزرگ ہوئے ہیں۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے مرید ہیں اور خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین گنگوہی کے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ذات پاک "عبد" تھی عید کا معنی وصل ہے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے علماء اور مشائخ کے باہمی افتراق کو دور کر دیا اور علماء و مشائخ میں باہم ربط پیدا کر دیا جو کہ وصل ہے۔ صلہ والی حدیث کو علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل کیا ہے۔ متن حدیث یہ ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ رَجُلٌ فِي أُمَّتِي يُقَالُ لَهُ صَلَاحٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ كَذَاكَذَا۔ ۷

۱۔ جمع الجوامع علامہ سیوطی کی تالیف ہے جس میں پچاس سے زیادہ کتب حدیث سے حدیث اخذ کر کے جمع کیے ہیں اس کتاب میں موضوع حدیث نہیں ہے بلکہ صحیح اور حسن ہیں ضعات بھی ملے جاتے ہیں۔ مجاہد ابوم فریدی۔

۲۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے "صل" کہا جائے گا اس کی سفارش سے ہمارا امت کی کثرت اور برکت بڑھ جائیگی۔ ہند پاک کے محدثین کے مزاج حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اس حدیث کو تادی عزیز نے جلد اول میں نقل کیا ہے۔ یعنی حافظ حدیث مولانا جلال الدین عبدالرحمان سیوطی شافعی المذہب صاحب تالیفات ولادت روز شنبہ بعد مغرب شب ہلال رجب ۸۵۹ھ میں ہوئی۔ وفات ۹۱۳ھ میں بمصر ۶۴ سال تغیر حلالین

اس حدیث کو حضرت القدس اور خزینۃ الاصفیاء میں بھی ذکر کیا ہے۔ حضرت مجدد صاحب کے سلسلہ میں فقہا و محدثین ہوتے چلے آئے ہیں۔ عالم اسلام کے مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین (شامی) آپ ہی کے سلسلہ سے وابستہ ہیں جن کی کتاب رد المحتار تمام عالم اسلام کے علمائے صاحب فتویٰ میں مستند ہے۔

حضرت مجدد صاحب کے خلیفہ اجل حضرت خواجہ سید آدم بنوری ہیں جو حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسل میں ہیں اور مدینہ طیبہ جنت البقیع میں دفن ہیں۔ حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان سے مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔ ۱۳ اشوال ۱۰۵۳ھ کو واصل حق ہوئے، بڑے پابند سنت بزرگ۔ منقول ہے کہ اتباع سنت میں کوئی آپ کا نظیر نہیں تھا۔ ایک ہزار طلبہ کو دو وقت طعام آپ کے لنگر خانہ سے ملا کرتا تھا۔

حضرت سید آدم بنوری اور حضرت مجدد صاحب کے صاحبزادگان حضرت شیخ محمد مصوم اور حضرت شیخ محمد سعید قدس سرہم سے سلسلہ مجددیہ عرب و عجم میں جاری ہے حضرت خواجہ سید آدم بنوری کا خالوادہ بنوریہ کہلاتا ہے۔ محدثین دہلی حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اور آپ کے پدر بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم اور اخلاف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلی حضرت شاہ عبدالقادر محدث، حضرت شاہ رفیع الدین محدث، حضرت شاہ عبدالغنی، حضرت شاہ سید احمد رائے بریلوی مولانا کلامت علی جو بنوری اسی خالوادہ بنوریہ سے وابستہ ہیں۔ یہ بدنام کفریہ اسلاف جعفر علی زیدی (نسبی نسبت حضرت بابا گنج شکر پاک پٹنی سے اور بیعت تربیت و اجازت سلطان المشائخ حافظ محمد فرید الدین آروزی رحمۃ اللہ علیہما سے) غفرلہ ولد اکبر علی ساکن قدیم گورکھپور محلہ الہی باغ حال متوطن سمستی پور ضلع دربھنگہ اسی خالوادہ بنوریہ سے متوسل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خالوادہ کی برکت سے بنی کی سنت پر چلائے اور بنی کریم کے طریقہ پر موت دے۔ اولیاء کا ملیں کے ساتھ حشر کرے۔ آمین۔

بقیہ حاشیہ منقطع

بزرگ دکن نظامیہ کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔ اس کا تفسیر سورہ بقرہ سے سورہ کہف تک آپ کی تالیف ہے جو

۲۲۔ ۱۰۰ کی ٹریس چالیس دن میں لکھی ہے۔ محمد ابراہیم فریدی غفرلہ مرتب۔

۱۔ آپ کو شیخ آدم بنوری بھی کہتے ہیں۔ بنوریہ بروزن تدری۔

صلی اللہ علیہ والہی وسلم

۲۷۔ ابو العلاءؒ حضرت امیر ابو العلاء اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو سیدنا کہلاتے ہیں۔ آپ بیعتاً اور اجازتاً نقشبندیہ میں ہیں اور تربیتاً و فیضاً چشتیہ نسل میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے ہیں۔ خواجہ عبید اللہ احرار مولانا عبید الرحمن جامی مولف شرح جامی (عربی) کے مشہور ہیں۔ منجہ طریقت خواجہ احرار تک یہ ہے۔

حضرت سیدنا امیر ابو العلاء مرید حضرت امیر عبید اللہ کے۔ وہ مرید حضرت امیر بکری کے وہ خواجہ عبدالحق کے وہ خواجہ عبید اللہ احرار کے رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین خواجہ عبید اللہ احرار مرید حضرت مولانا یعقوب چرخمی کے حضرت چرخمی مرید حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کا یہ سلسلہ بواسطہ حضرت جنید بزاری حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی لیتا ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے یہ سلسلہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین کا سلسلہ نقشبندیہ علویہ کہلاتا ہے۔

برادر طریقت حضرت حکیم سید جلال الدین صاحب ساکن جرہوا حاجی پور (مظفر پور) صوبہ بہار نے بارہا احقر سے کہا کہ حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ حاجی پور میں امیر شکر تھے۔ اور یہاں کے قیام میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی پھر دوسرے دن حضرت علی مرتضیٰ کو دیکھا پھر تیسرے دن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خواب میں دیکھا۔ حضرت امام نے فرمایا ”اے ابو العلاء“ نانا جان رونق افروز ہوئے پھر ابامیاں تشہیف لائے۔ تم ہنوز امیری میں ہو۔ اس ارشاد کے بعد ملازمت سے مستعفی ہوئے۔ اجیر شریف پہنچے۔ مزار پر حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے عینی توجہ دی اور فرمایا ”امیر عبید اللہ سے بیعت ہو جاؤ۔ لہذا اس خالوادہ میں توجہ عینی کو خاص اہمیت ہے۔ ۱۰ صفر ۱۰۶۱ھ میں واصل باللہ ہوئے۔ آگرہ میں مزار زیارت گاہ ہے۔

ع۔ چرخمی غزنی کے علاقہ میں ایک موضع کا نام ہے جہاں کہہ یا شدہ ہے۔ مرتب

۲۸۔ **نوشتا ہمس** حضرت حاجی محمد نوشتہ قادری سے منسوب ہے جو حضرت سخی بادشاہ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت سخی بادشاہ قدس سرہ کا سلسلہ طریقت حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک بواسطہ حضرت غوث اعظم کے فرزند اکبر حضرت سید عبدالوہاب قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ عموماً ہندوستان میں سلسلہ قادریہ حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہ کے ذریعہ حضرت غوث اعظم تک پہنچتا ہے۔ حضرت حاجی محمد نوشتہ قادری کا سال ولادت ۹۵۹ھ بمطابق ۱۵۵۲ء بعد سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ سوری اور وفات ۱۰۶۲ھ بمطابق ۱۶۵۰ء بزمانہ سلطان شاہجہان ہوئی۔ مزار شریف دریائے چناب کے کنارے موضع ساہن پال ضلع گجرات میں ہے۔

۲۹۔ **رشیدیہ** حضرت مولانا شاہ محمد رشید جوہپوری قدس سرہ سے نسبت ہے۔ حضرت مولانا کا سلسلہ حضرت بزرگی شاہ نظام الدین امیٹھی ضلع لکھنؤ سے ہے۔ ۱۸۳۷ھ میں بمقام جوہپور وصال فرمایا۔ مخدومی شاہ بیدایعالم کسی سکندر پوری آپ ہی کی خانقاہ کے سجادہ نشین تھے جن کی خدمت میں بمقام غازی پور حاضر ہوا کرتا تھا۔ مولانا رشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”رشیدیہ“ (عربی) درس نظامی کے نصاب میں داخل ہے جو فن مناظرہ میں مستند ہے۔

۳۰۔ **رزاقیہ** حضرت سید عبدالرزاق بے کمر بالنسوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو حضرت میر عبدالصمد خاندان مدفون احمد آباد گجرات کے خلیفہ ہیں۔ ۶۰ شوال یوم پہار شنبہ (بدھ) ۱۳۶۷ھ میں واصل ہوئے۔ سلسلہ قادریہ ہے۔ علمائے فزنگی محل لکھنؤ اور حاجی دارش علی شاہ صاحب دیوا ضلع بارہ بنکی یوپی آپ ہی کے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ آپ کا مزار موضع پانہ ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ آپ آتی تھے۔ لیکن عالم علم لدنی۔ احق غفرلہ نے بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ کی کمر میں ایک بار پٹکا باندھ دیا گیا کھینچا تو بالکل ویسا بندھا ہوا نکل آیا۔ جیسا کہ باندھا گیا تھا۔ کمر کا حصہ کچھ بھی حائل نہیں ہوا گو یا کہ کمر نہیں تھی۔ اس لئے آپ کو بے کمر کہا گیا۔

۳۱۔ برکاتِ حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ سے نسبت ہے جن کا لقب ”صاحب البرکات“ ہے حضرت سید مرئی کے مرید ہیں لیکن فیوضات و برکات و تربیت و اجازت حضرت شاہ فضل اللہ کالپوری قدس سرہ سے حاصل ہے۔ لہذا کالپی نسبت اور شجرہ کو فروغ دیا۔ مزار مارہرہ ضلع ایسٹ میں زیارت گاہ ہے ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ کو دصال ہوا۔ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان قدس سرہ اور حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ اسی سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نظامیہ ہے۔

۳۲۔ محبیبِ حضرت پیر شاہ محب اللہ قادری قدس سرہ سے نسبت ہے جن کا مزار اور خانقاہ پھلواڑی شریف ضلع پٹنہ میں ہے۔ اکثر بزرگان پھلواڑی آپ ہی سے وابستہ ہیں۔ آپ جید عالم اور بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ محمد دارث غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ مدفون بنارس کے خلیفہ ہیں۔ مولانا محمد دارث کا دصال ۱۱ ریح الآخر ۱۱۶۶ھ میں بمقام بنارس ہوا۔ اور حضرت پیر محب اللہ قادری کا ۱۱۶۹ھ میں بمقام پھلواڑی شریف ہوا۔

۳۳۔ آبادانی حضرت عاشق الہی صوفی شاہ محمد آبادانی سیالکوٹی قدس سرہ سے ہے جن کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور سلسلہ طریقت خلیفۃ الربانی خواجہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی تک پہنچتا ہے۔ آپ مرید اور خلیفہ حضرت مولانا میر محمد زکریا قدس سرہ کے ہیں جو حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی نسل پاک سے ہیں۔ حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دہلی مسجد خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شمال مغرب احاطہ سنگین میں ہے جس کے مغربی حصہ میں مسجد کاینختہ چبوتر ا بھی ہے۔ تاریخ دصال ۹ ذیقعد ۱۱۸۸ھ شب شنبہ ہے۔ حضرت عاشق الہی صوفی شاہ محمد آبادانی قدس سرہ کا دصال شب ۱۸ ریح الآخر ۱۲۲۲ھ ہے یہی تاریخ حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء کے دصال

کی ہے۔ چونکہ آپ کو حضرت محبوب الہی کی روحانیت سے خاص نسبت اویسی اور فیض
سماع حاصل تھا۔ مزار پاک دہلی سرے توپ خانہ کے قریب پر پڑ کے میدان میں واقع
ہے۔ مزار کے چاروں طرف سبز جنگل اور بالیں پر کتبہ سنگین لگا ہوا ہے۔ بالکل ملحق جائگ
عرب سنگی چبوترہ ہے جس پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ وضو کے لئے کئی ٹکے پانی رکھے رہتے ہیں
غدر سے پہلے یہاں خانقاہ اور چاہ پختہ تھی جس کا پانی نہایت شیریں تھا جو ہنگامہ غدر
میں مسمار کر دیئے گئے۔ اس کے آس پاس چند پختہ قبریں ہیں جن میں سے بعض زمین دوز
ہوئے ہیں۔ آپ کے حالات نورالقلوب (فارسی) اور آئینہ مبارک (اردو) میں درج ہیں
آپ کے متوسلین اپنے کاندھے یا گلے میں سیاہ یا نیلگوں رومال رکھتے ہیں جن کے چاروں گوشوں
میں چندری کے تین دائرے نقطہ دار ہوتے ہیں۔ بیچ میں وحدت کا ایک نقطہ ہوتا ہے۔
وحدت کا نقطہ واحد کے اوپر کا دائرہ گیارہ نقطوں کا۔ اس سے اوپر کا انیس نقطوں کا۔
اس سے اوپر اکیس نقطوں کا۔ اس خاندانہ میں اتباع شرع کا بڑا لحاظ اور ذکر خفی کی
کثرت ہے۔

۳۴۔ **فضل رحمانیہ** حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی سے ہے۔ جو حضرت
شاہ محمد آفاق دہلوی کے خلیفہ ہیں۔ سلسلہ مجددیہ کے مشہور عالم اور عارف پابند
سنت بزرگ ہوئے ہیں۔ بائیس ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ بمقام گنج مراد آباد
ضلع اناؤ میں وصال کیا۔

۳۵۔ **وارثیہ** حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب سے منسوب ہے جن کا مزار
دیوا ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ آپ حضرت سید خادم علی شاہ کے مرید ہیں جن کا
مزار لکھنؤ میں ہے۔ آپ کا سلسلہ تادریہ رزاقیہ ہے۔ یکم صفر بروز جمعہ ۱۳۳۳ھ
میں وصال ہوا۔

سطور بالا میں صوفیائے کرام کے انچاس خاندانوں کا ذکر ہے جن میں چودہ اصول
اور پینتیس ^{۳۵} فروع ہیں۔ ان کی تحریر میں طبقات امام شعرائی (عربی) نفحات الانس مولانا
عبدالرحمان چامی (فارسی)۔ نورالقلوب قلمی (فارسی) مولفہ حضرت مولانا سید احمد علی رضوی

لکھنؤی متوفی ۱۲۴۲ھ خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری (فارسی انتصاح فی ذکر
اہل الصلاح حافظ الوری علی قلندر کا کورنی (ضلع لکھنؤ) آئینہ مبارک مولفہ مولوی سید حسن ضوی
بہاری (اردو) عمدۃ الصحائف مولوی عبدالکریم قادری (اردو) بیاض قلمی احقر جعفر علی فریدی
عقرا سے مدد لی۔

مکتوب - ۸

حامداً و صلیاً و مسلماً

قرۃ العین محمد ابراہیم فریدی مد عمر کم بالعافیۃ

بفضلہ تعالیٰ زندہ ہوں آنحضرت کی تندرستی اور حصول علم نافع کے لئے دعا کرتا ہوں۔
میں چند ہفتہ کٹھیار، بارسوئی، اسلام پور، وغیرہ ضلع پورنیہ کے علاقہ میں بسلسلہ اشاعت دین
اور طریقت رہ آیا ہوں۔ ہمارا تجارت کا سامان تھا۔ رات دن تبلیغ دین تین میں گزرے
مواضعات میں اکثر پیل جانا پڑا۔ اسی دھن میں تھا کہ نسبت چشتیہ کا غلبہ ہوا اور اس میں بڑی
کشش پیدا ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بزرگ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ چند دن اسی
حیرانی میں گزرے کہ ایک رات حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ قدس سرہ (سلطان المشائخ
حافظ شاہ محمد فرید الدین جو نپوری مدفون آ رہ محلہ میر گنج ۱۳۲۵ھ) خواب میں جلوہ گر ہوئے
اور ارشاد فرمایا ”پنڈ و اجاڑ“ پھر بعد میں تہی مراقبہ میں بھی یہی ظاہر ہوا۔ لہذا یہ خاکپائے درویشان
ریل گاڑی میں بیٹھ کر ادیسہ اسٹیشن پر اترا اور وہاں سے پنڈ و اشرفیت پایادہ پہنچا۔ حضرت

مکتوبہ بالا پھر صدف و اختصار سے ”بھارت کراچی“ جلد ۲، شماره ۲ میں منقول ہے کرام کے خالوادہ کے عنوان سے چھپا۔

صفحہ ۸۸۔ اپریل ۱۹۶۳ء مرتب ڈاکٹر سید عین الحق بھارت کراچی دائرہ معین المعارف کا سہ ماہی رسالہ ہے۔

مخدوم علاؤ الحق قدس سرہ اور مخدوم نور الدین احمد عرف مخدوم قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر حاضری دی اور اکتساب فیوض کیا۔

پنڈوا شریف میں دو درگاہیں اور تین چلہ گاہیں ہیں۔ اودینہ مسجد، لاکھی مقبرہ یہاں کی مشہور تاریخی عمارتیں ہیں۔ حضرت مخدوم علاؤ الحق قدس سرہ کا مزار بڑی مسجد سے دکن تالاب سے پچھم ہے۔ حضرت مخدوم علاؤ الحق چشتیہ نظامیہ کے روشن چراغ ہیں اور جید عالم۔ آپ ہی کی تربیت کے لئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے خلیفہ اور پیر بھائی حضرت شیخ سراج الدین عرف انجی سراج قدس سرہ کو دہلی سے بھیجا۔ حضرت انجی سراج کا مزار بمقام گور پیراں (پیران پیر) ہے۔ گور پیراں کو لکھنوتی بھی کہا کرتے تھے۔ یہ بنگال کا دار السلطنت رہ چکا ہے۔ سلطان قطب الدین ایبک کے عہد میں اس کو تختیا رعلی نے فتح کیا اور اسی کو دار السلطنت رکھا۔ یہ مقام مالہ اسٹیشن سے ۸ میل دور ہے۔ حضرت انجی سراج قدس سرہ کے مقبرہ میں دو قبریں اور ہیں جن میں ایک تبرکات کی ہے جن کو حضرت انجی سراج رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی حیات میں دفن کر دیا تھا جس کے پائنتی حضرت خود مدفون ہیں۔ حضرت کا وصال ۷۶۲ھ میں ہوا۔ جانشین حضرت مخدوم علاؤ الحق چشتی ہوئے جن کا وصال ۸۰۸ھ میں ہے۔ حضرت مخدوم علاؤ الحق قدس سرہ کے جنازہ کی نماز حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے پڑھائی۔ اور آپ کے صاحبزادہ حضرت نور قطب عالم کو جانشین بنایا۔ حضرت مخدوم نور قطب عالم کا وصال ۹ ذیقعد ۸۱۳ھ میں ہوا۔ حضرت مخدوم علاؤ الحق قدس سرہ کے والد کا نام شیخ اسعد ہے جو لاہور کے باشندہ تھے۔ حضرت شاہ دلی اللہ محدث دہلوی اور دیگر اکابرین دین نے علاؤ الحق بن اسعد لاہوری بنگالی کے نام سے آپ ہی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مخدوم علاؤ الحق چشتی قدس سرہ کے دو خلیفہ مشہور تر ہوئے ہیں۔

۱۔ حضرت کے صاحبزادہ مخدوم نور قطب عالم جن کی درگاہ پنڈوا میں ہے۔ علیحدہ بنی ہوئی ہے آپ کے مزار کے چار گوشوں پر چار اونچے اونچے مینار ہیں۔ پانچواں مینار سرے سے جو چراغاں کا کام دیتا ہے۔ اس کا رنگ سرخ لیکن رگڑنے سے ہاتھ پیلا ہو جاتا ہے۔ اس مینار پر نارسا نثریں ایک تاریخ کندہ ہے۔

۲۔ حضرت مخدوم محمد شرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ جن کا مزار شریف کچھوچھہ ضلع فیض آباد یوپی میں زیارت گاہ ہے۔ آپ بھی متبحر عالم اور صاحب کمال درویش ہوئے ہیں جن کے فیوض اور بیعت کا سلسلہ منور جاری ہے۔ اس روایہ خادم اہل اللہ کو حضرت مخدوم سے روحانی اور اخلاقی نسبت حاصل ہے۔ اخلاقی نسبت یہ ہے کہ جیب مرے جدا علی پاک پٹن کو خیر آباد کہہ کر پنجاب آئے۔ پھر پنجاب سے یوپی کے مغربی حصہ میں قیام کرتے ہوئے گورکھپور الہی باغ میں سکونت پذیر ہوئے تو چشتی تربیت اور فریدی نسب ہونے کے سبب حضرت مخدوم کچھوچھہ کے مزار پر انوار کو اپنا ملجا بنایا۔ اور آپ ہی کے سلسلہ میں بیعت ہوتے رہے اور آپ ہی کے سلسلے کے ایک بزرگ نے میرا نام ”جعفر علی“ رکھا (علیہ تبارک و تعالیٰ سے حضرات کچھوچھہ نے فرمایا کہ وہ بزرگ حضرت شاہ اشرف حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت شاہ ابوالحسن علی حسین اشرفی میاں کے پیر و مرشد ہیں) جب یہ بزرگ رونق افروز ہوتے تو میں ان کی خدمت میں حاضر رہتا اور آداب خدمت گزار کی بجا لاتا۔ مجھ سے خوش رہتے اور دعائیں دیتے۔ ایک بار ماموں نامہ دار علی صاحب نے کہا: ”اے جعفر علی پیر صاحب کے مرید ہو جاؤ“ اس پر پیر صاحب نے فرمایا کہ ”اس کا حصہ میرے یہاں نہیں ہے۔ یہ ولی اور صاحب عرفان ہو گا“ اس وقت میری عمر دس سال کی تھی۔ حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ آروہ قدس سرہ کو بھی حضرت مخدوم سے روحانی تلبی لگاؤ تھا۔ خود کچھوچھہ شریف تشریف لے گئے۔ ایک بار اس خاک پا اور حضرت حافظ عبد الصمد آروہ قدس سرہ کو تبلیغ کے لئے گورکھپور بھیجا اور فرمایا۔ تبلیغ دین کرتے ہوئے کچھوچھہ چلے جانا۔ چنانچہ اہقریب ہمراہی حضرت حافظ صاحب قدس سرہ تبلیغ کرتے ہوئے گورکھپور گئے۔ قرب و جوار میں دینی کام کیا۔ موضع کولیا میں مسجد کا سنگ بنیاد ڈالا۔ پھر خلیل آباد ہوتے ہوئے مگھر پہنچا۔ مگھر کی مسجد میں نماز پڑھا۔

۱۔ آپ نادری مجددی بزرگ ہیں۔ آدھ ۱۳۳۷ھ میں انتقال کیا محلہ میر گچ قبرستان حسن بالو میں دفن ہیں۔ آپ کے دو خلیفہ

سے سلسلہ جاری ہے (۱) شیخ محمد بخش عرف مولوی قودن جن کی خاتواہ موضع جوگیا ضلع موگرا ٹیشن حسن پور میں ہے۔

(۲) شاہ محمد تقویٰ جنکی خاتواہ گنج بخش کے قریب ہے ضلع پورنیر صوبہ بہار میں ہے کہ جناب شیخ ظہور الحق صاحب ساکن موضع لہری ضلع موگرا مرحوم سے بھی سلسلہ جاری ہے۔

کہ جناب کبیر بخش صاحب (جن کو کبیر داس کہا جاتا ہے جو کبیر بخش فرقہ کے بانی ہیں) کی قبر پر مراقب ہوا۔ حضرت حافظ صاحب کی توجہ مراقبہ میں خاص طور پر رہی۔ سو اگھنٹہ میں فارغ ہوا۔ حضرت حافظ قدس سرہ برابر مراقب ہے۔ جب حضرت حافظ صاحب فارغ ہوئے تو مجھ سے پوچھا: ”آپ نے کبیر میاں کو دیکھا؟“ میں نے عرض کیا: ”اں دیکھا“ سر نہٹکا اور منڈا ہوا۔ میں نے نام پوچھا تو کہا کبیر بخش ہے اور مومن ہوں۔ یہ واقعہ ۱۳۱۰ھ یا ۱۳۱۱ھ کا ہے مگر کے آگے گئے تو رات میں ہمارا سامان سفر اور اوڑھنا بچھونا چھن گیا اور ہم لوگوں پر ڈنڈے رسید کئے گئے۔ ہماری ہمت پست ہو گئی اور آگے جانے سے رہ گئے۔ ضرب کے صدمے نے بہت مضحک کر دیا۔ ہم دونوں صاحب آ رہے واپس آئے۔

بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین ولد مخدوم یحییٰ ساکن منیر شریف (ضلع آہ مدنون بہار شریف ضلع پٹنہ صوبہ بہار۔ متوفی ۵ شوال ۱۲۸۲ھ بموافق سو بیس سال) سے حصول بیعت اور تحصیل تربیت سلوک کے لئے مخدوم کچھو چھو قدس سرہ سمنان سے چلے۔ ابھی بہار شریف میں قدم نہیں رکھا تھا کہ مخدوم بہاری مقام علیٹن میں جلوہ گر ہوئے۔ اور حسب ہدایت جسد پاک کو بصورت جنازہ رکھ کر حاضرین مخدوم کچھو چھو کا انتظار کر رہے تھے کہ مغرب سے حضرت مخدوم کچھو چھو تشریف لائے۔ حاضرین نے پیام وصیت سنایا۔ اس پر مخدوم کچھو چھو نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ خادم نے حسب وصیت مخدوم الملک علیہ الرحمہ کی تسبیح، مصلیٰ، مسواک عطا کئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت مخدوم الملک نے فرمایا کہ ”حافظ محمد شرف پنڈو جائیں ان کا حصہ دیا ہے۔“ حضرت مخدوم قطب نور عالم پنڈوی قدس سرہ کے دو خلیفہ کا ذکر سنا ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ حضرت سید فرید عرف مخدوم طویلہ بخش متوفی ۱۲۹۶ھ مدنون بہار شریف جو حضرت خواجہ نظام الدین ادلیاء کے چچا زاد بھائی حضرت سید جمال الدین کے پوتے ہیں۔ سیر المتاخرین د مخزن الانساب وغیرہ کتب کے مطالعہ اور حضرت پیر مرشد کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید فرید طویلہ بخش کے والد حضرت سید ابراہیم ولد جمال الدین پیر

سید محمد بدایونی ابن سید علی بخاری دہلی سے حضرت انجی سراج قدس سرہ کے ہمراہ مقام گور
پیران پیر (لکھنوتی) آئے اور مخدوم علاؤ الحق کی سالی سے شادی کی۔ سید محمد اور سید احمد دونوں
بزرگ گئے بھائی تھے۔

حضرت سید احمد خواجہ محبوب الہی دہلوی کے پدر بزرگوار ہیں جو بدایوں ساگر تال میں
دفن ہیں۔ حضرت مخدوم طویلہ بخش کو بہار شریف کی ولایت سپرد کر کے پنڈوہ سے بھیجا گیا۔
۲۲ حضرت مخدوم شاہ حسام الدین مانک پور ضلع رائے بریلی ہیں جن کا سلسلہ حضرت
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک آیا ہے جو واسطہ حضرت شاہ عبدالرحیم و سید عظمت اللہ
اکبر آبادی (آگرہ کی) شیخ عبدالعزیز دقاسی خان یوسف نامی و حضرت حسن بن طاہر و حضرت
سید راجی حامد شاہ مخدوم حسام الدین مانک پوری تک پہنچتا ہے۔ حضرت شیخ سراج الدین
عرف انجی سراج قدس سرہ لکھنوتی (گور پیران پیر) ضلع مالہ کے رہنے والے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت بابا گنج شکر قدس سرہ سے مرید ہوئے تو حضرت بابا صاحب نے
فرمایا: اس راستہ کے لئے علم کی حاجت ہے۔ علم ہی پہلی منزل ہے، چنانچہ آپ دہلی
آکر مولانا فخر الدین زراوی اور مولانا کن الدین سے تحصیل علم کرنے لگے۔ ابھی علم
ظاہری کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ حضرت بابا صاحب دنیا سے تشریف لے گئے
حضرت انجی سراج نے بعد فراغ علوم ظاہری حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ سے
رجوع کیا اور خدمت میں حاضر رہ کر تربیت حاصل کی اور مقام سلوک طے کیا۔ خرقہ
خلافت و اجازت زینب تن کر کے اپنے وطن لکھنوتی آئے۔

پنڈوہ شریف کے مشہور آثار میں بائیس ہزاری درگاہ بھی ہے جس کی تفصیل درج ہے
بائیس ہزاری درگاہ اس درگاہ میں متعدد عمارتیں ہیں۔ شمال میں مصلیٰ نمازگاہ
ہے جس کو حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا چلہ کہا جاتا ہے۔ چونکہ حضرت
جلال الدین تبریزی قدس سرہ کا پنڈوہ آنا کتب تذکرہ سے ثابت ہے۔ حضرت جلال الدین
تبریزی مرید حضرت شیخ ابوسعید تبریزی کے لیکن خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین ہمدانی
کے ہیں۔ دہلی کے قیام کے دوران میں آپ سے اور حضرت مولانا نجم الدین صفری شیخ الاسلام

میں ان بن ہو گئی۔ لہذا وہی کو خیر باد کہہ کر بنگالہ چلے گئے اور پنڈوہ میں کچھ دن قیام پذیر رہے۔ مشہور ہے کہ پنڈوہ میں مستقل سکونت کی اور یہیں مدفون ہیں۔ میں نے اہل علم اور عمر دراز لوگوں سے دریافت کیا اور مراقبہ کیا لیکن نہ دریافت سے مزار معلوم ہوا اور نہ مراقبہ سے ظاہر ہوا۔

اس بائیس ہزاری درگاہ میں ایک عمارت مسجد نما ہے جس میں امام کے محلے کے پاس کے چبوترے کا نام ”قدم رسول“ ہے۔ اس کے مشرقی اور شمالی گوشہ کا چبوترہ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا چبوترہ کہلاتا ہے۔ اگرچہ شیخ الشیوخ کا ہندوستان میں تشریف لانا کتب سیر سے ثابت نہیں ہے ممکن ہو کہ حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب یا مراقبہ میں مشاہدہ ہوا ہو کہ شیخ الشیوخ یہاں رونق افروز ہوئے ہیں۔ لہذا یادگار میں اس چبوترہ کو منسوب کیا گیا۔ پنڈوہ کی بڑی مسجد کی جانب پررب تالاب ہے، اس کے تراویح چھ گوشہ میں ایک چلہ ہے جو حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ کا کہلاتا ہے۔

ادینہ مسجد پنڈوہ کی قدیم مسجد ہے جس کو سلطان الیاس شاہ بن سکندر شاہ نے ۷۶۶ھ میں تعمیر کرایا ہے۔

لاکھی مقبرہ سلطان جلال الدین کا مقبرہ ہے۔ اس مقبرہ میں اس کی بیوی اور فرزند بھی دفن ہیں سلطان جلال الدین مرحوم راجہ کنش کا لڑکا تھا جس کا نام جتوہ تھا۔ اس کو جتوہ نور قطب عالم نے مسلمان کیا تھا۔ لاکھی مقبرہ کے بائیں جانب ایک وسیع مسجد ہے جس پر چھت نہیں ہے یہ ”سونا مسجد“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس علاقہ کی آب و ہوا مضر صحت ہے۔ طحال (تلی بڑھنا) کے مریض کثرت سے دیکھنے میں آتے۔ ایک پلا پنڈوہ شریف میں دیکھا جس کی بابت کہا گیا کہ مدینہ طیبہ کی نسل سے ہے۔ فقط والہ راسہ جعفر علی فریدی از سمسی پور، ۵ ذیقعد ۱۳۴۵ھ

اس مکتوب کے چھ سال بعد حضرت شاہ حسین الدین اسد اللہ موصوفی صاحب کی کاغذ پر پنڈوہ اور اکنول سے پنڈوہ

کے عنوان سے رسالہ صافی اعظم گڑھ کے ذریعہ ۱۳۶۶ء میں پچیس چھپوایا ہے۔

نوٹ: مکتوب بالا ایک تاریخی مکتوب کے عنوان سے کراچی کے مہاراجہ علی محمد کے جلد ۱۰ شمارہ ۱۳ (بقیہ صفحہ ۸۲)

مکتوب - ۹

بسمہ تعالیٰ
ناصرانہ مکتوب

عزیزم خوش رہو۔

جواباً لکھا جاتا ہے کہ علوم دینیہ عربی میں ہیں اور عربی خواندگی سے مقصد دینی تعلیم کی تحصیل ہے اور تحصیل سے مقصد علوم دینیہ کی نشر و اشاعت اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ ان علوم کی تحصیل و تعلم سے زر کمانا، شہرت، عزت و وجاہت حاصل کرنا مقاصد نازیبا ہیں کیونکہ یہ سب نفس ظلماتی کے تقاضے ہیں۔ نفس ظلماتی نفس شیطانی ہے۔ نفس شیطانی نفس امارہ ہے۔ نفس امارہ کا انجام رب تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ رب تعالیٰ کی ناراضگی کا انجام جہنم اور بربادی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اپریل تا جون ۱۹۷۷ء میں پھیپھا جس پر ذیل کا تبصرہ خاب پر دینس عمر الیوب قادری ایم۔ اے مترجم و مرتب تاریخ علمائے ہند دلوئی رحمان علی مرحوم نے لکھا۔

ایک تاریخی مکتوب: حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ صوفی باصفا مبلغ شریعت اور کتاب سنت کے منبع تھے۔ قادری نقشبندی سلسلے میں بیعت و ارشاد کا سلسلہ جاری تھا۔ سیکڑوں افراد کو حلقہ بگوشن اسلام کیا۔ اور خاموشی سے اللہ کے دین کی خدمت میں زندگی بسر کی کہیں اخباروں میں نام کیا اور نہ کہیں جلسہ و جلس کے منکائے برپا کئے یہاں تک کہ ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعہ جنت الفردوس کی راہ لی۔ اللہ عز و جل رحمت فرمائے۔ موضع سر پہلہ ٹھکانہ سمری بختیار ضلع مونگیر خاٹقاہ میں دفن ہوئے۔ مرحوم کے فرزند مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمسٹی پورہ کی مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث ہیں۔ موصوف بھی سلف کے نمونہ کتاب و صفت کے متبع اور عالم باعمل ہیں۔ ہمارے بڑے کرم فرمایاں مفتی صاحب کے ذخیرہ علمیہ سے ان کے والد مرحوم حضرت مولوی شاہ جعفر علی مرحوم کا یہ تبلیغی اور تاریخی خط ہمیں دستیاب ہوا ہے جس کو ہم ناظرین "اعلم" کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

محمد ایوب قادری

ہے۔ مسلم کی شان صرف رب تعالیٰ کی رضا کی جستجو میں ہے۔ عالم کو ہمہ دم خشیت ربی کی تلاش میں رہنا چاہیئے۔ قرآن مجید میں عالم کی صفت میں یہ فقرہ ہے۔ اِنَّهَا يَخْشَى اللّٰهَ صِرَاطَ الْعِبَادِ الْاُولٰٓئِیْنَ۔ لہذا عالم دین کے لئے خشیت الہی ضروری ہے۔ جس عالم میں یہ خوبی نہیں وہ درحقیقت عالم دین کی صفت سے محروم ہے۔ اس کی محرومی بتا رہی ہے کہ اس نے علوم دینیہ کو دین کے واسطے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا کی منفعت کے لئے جس کی عانت حدیث میں ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم کو ملاحظہ کرو۔

جس مرد صالح میں رب تعالیٰ کی خشیت موجود ہے۔ اگرچہ وہ درس نظامیہ کا تارغ نہیں ہے لیکن وہ عالم ہے۔ اس لئے کہ عالم ہونے کا مفاد اس میں پایا جاتا ہے۔ اس تناد کا مدار صرف "نیت" پر ہے۔ نیت لمن یتعلم ہے۔ جیسا تخم ہوتا ہے ویسا پھل آتا ہے۔ جس طالب علم کے مد نظر دینی علوم کی خواندگی سے شہرت، عزت، مال و متاع کا حاصل کرنا ہے اس میں یہ صفات غیر حسنہ مثلاً نخوت، عداوت، حرص، اریا نمود، تعلی پائی جائیں گی۔ جو امراض نفسانیہ ہیں۔ جملہ امراض نفسانیہ قرب الہی سے دور کرنے والے ہیں۔ جن میں یہ امراض ہیں۔ وہ رضائے الہی کی نعمت سے محروم ہیں۔ رضائے الہی کے طالب کے لئے نیت کی پاکیزگی ضروری ہے۔ بغیر اس کی طہارت کے نہ حسن عمل حاصل ہوتا ہے۔ نہ خوشنودی رب تعالیٰ۔ سنو۔ سیدنا امام بخاری حضرت محمد بن اسماعیل قدس سرہ نے "نیت" کی طہارت کی اہمیت کو اس درجہ ملحوظ رکھا کہ پہلی حدیث اپنی صحیح بخاری میں نیت کی پاکیزگی کی بابت لکھی کہ حالانکہ مدرس کو اس حدیث کو ترجمہ باب کی تطبیق میں تکلف کرنا پڑتا ہے (تاکہ بخاری شریف کا درس دینے والا اور لینے والا دونوں اپنی نیت کو آلائش دنیا سے پاک و صاف کر کے رب تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت کر لیں۔ غور کرو۔ ہجرت کتنا اونچا عمل ہے۔ جس میں راحت، عزت، حب مال و متاع، حب وطن سب چھوڑ دیئے جاتے ہیں سخت سے سخت تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اگر اس میں نیت کی پاکیزگی نہیں تو یہ سب تکالیف اور عمل بے کار ہو جائے گا۔ اور آخرت میں تہیدست رہتا ہے۔ اسی طرح دینی علوم کی تحصیل کا مسئلہ ہے۔ ان کی تحصیل سے غرض رضائے الہی ہے تو عند اللہ اور

عند الصالحین بڑا مقام ہے۔ مخلوقات خداوندی اس کے لئے دعا خواہاں ہے یہاں تک کہ دریا اور سمندر کی مچھلیاں اور حیوانات بھی۔ ایسا عالم شیطان کی واقفیت کی چال میں ہزار عابد سے بڑھ کر ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قَیْنُهُ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْكُفْرِ عَابِدٍ (ایک دین میں سمجھ بوجھ رکھنے والا عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے) ایسا ہی عالم دین کی بابت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحابہ کرام سے ہے۔ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَذْنَاكُمْ (مشکوٰۃ شریف) یعنی عالم کی بزرگی عابد پر اتنی ہے جیسے میری بزرگی تمہارے معمولی شخص (کم رتبہ صحابی) پر۔ خدا خواستہ اگر نیت میں فتور ہے مثلاً علم دین کی تحصیل سے مقصد ناموری و وجاہت ہے تو اس کا انجام دوزخ ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ حدیث شریف کا متن یہ ہے۔

كُتِبَ بِنِ مَائِكَ قَالَ تَالِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَفْضِلُ مَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءُ أَوْ لِيُصْرِفَ بِهِ وَجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَذْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ (داود الترمذی و ابن ماجہ و ابن عمر)۔

لہذا سب سے اہم نیت کی درستگی ہے۔ نیت کے درست ہو جانے سے عمل خود بہ خود صحیح ہو جائے گا۔ اس کے لئے زیادہ تکلف کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ نیت قلب کا فعل ہے۔ اعضائے ظاہری ہاتھ پاؤں۔ ناک، کان اور زبان کا کام عمل کہلاتا ہے۔ پڑھنا لکھنا عمل ہے خواہ علوم دینیہ ہو یا دنیوی۔ اسے عزیر تحصیل علوم دین کے لئے کانپور کا سفر کیا ہے۔ درس نظامی کے کتب متوسطہ پڑھتے ہو لہذا ان باتوں کا خاطر رکھو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ نیت

حضرت کتب ابن مالک کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو علم طلب کرے اس لئے کہ وہ علم کے ذریعے علماء پر فخر کرے یا کم عقلوں سے جھگڑے یا آدمیوں کو گمراہ کرے (ہاں کہ ان سے مال و جاہ حاصل کرے) اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔ (اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بیان کیا)

قلب کا فعل ہے۔ قلب کا فعل جب درست رہتا ہے تو سارے افعال ٹھیک ہوتے رہتے ہیں۔ اسی سبب سے مشائخ کرام کی پہلی تعلیم قلب سے شروع ہوتی ہے اور قلب ہی کی اصلاح کے لئے ذکر خفی و جلی کی ضربیں دل پر لگواتے ہیں۔ اور تلقین کرتے ہیں کہ اپنے ہر عمل خیر سے مقصد صرف خوشنودی رب تعالیٰ رکھو اور رضائے الہی کے حصول کی نیت کرو۔ ہمارے پیر و شگیر سلطان المشائخ اویٰ قدس سرہ ہر مرید کو نیت کی درستگی کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور اس کی بابت بڑی تلقین کیا کرتے تھے۔

نور چشم رب تعالیٰ کی خوشنودی کی ظہور گاہ جنت ہے۔ رضائے الہی کے حصول کے مدارج فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول کی منزلیں ہیں۔ خوشنودی رب سے ہی عشق الہی میں دفور و سوزش پیدا ہوتی ہے۔ اس خوشنودی کی طلب کا نام اخلاص ہے۔ اسی اخلاص سے امراض نفسانی دور ہوتے ہیں اور اسی سے منازل سلوک طے ہوتے ہیں۔ فقط والدعاء والسلام علی بنی الہدیٰ۔

مکتوب - ۱۰

زیارت

فرزندم زاد عمرکم مکتوب رشید

بفضلہ تعالیٰ سب نیرت ہیں تمہاری والدہ اور نانی صاحبہ بدعا کہہ رہی ہیں کہ مدرسہ الہیات

مدرسہ الہیات کانپور میں مدرسہ مجددیہ درہنگہ سے مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ کاملوسی پاس کر کے جانا ہوا تھا۔

مدرسہ مجددیہ درہنگہ میں مولانا حافظ ابوسعید سید عبد الحمید قادری اور مولانا مفتی محمد فیض الرحمان صاحب سے درسی کتب پڑھیں۔ مولانا سید عبد الحمید قادری امام مقولات مولانا سید مرتضیٰ احمد ٹوکی کے تلمیذ رشید تھے۔ شاہی جامع مسجد درہنگہ کے

باہر دمن ہیں۔ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ میں انتقال کیا۔ رفع اللہ تعالیٰ درجاتہا۔ امام مقولات مولانا سید برکات احمد ٹوکی کا

لا احوال ۱۳۹۹ھ میں ہوا۔

(ہفت زیر زمین ہر اسماں کمال)

۱۳۹۹ھ

کانپور میں جانے کے بعد خط نویسی میں کامی آگئی ہے۔ ہر ہفتہ نہیں تو پندرہ روزہ روز
میں ضرور ایک خیریت نامہ لکھ دیا کرتا کہ تسکین ہو۔ عزیز مولوی عبدالعلیم
سلمہ ساکن در بھنگہ پرانی منصفی سے تمہاری طفلانہ حرکت کی اطلاع ملی جو ماہ اپریل
۱۹۲۸ء بسفر امتحان مولوی بانگی پور پٹنہ بمقام پھلاری شریف وقوع میں آئی
یعنی آنحضرت بوقت داخلہ وضع حضرت پیر بجیب قادری قدس سرہ بدیہ تسلیم پیش
کرتے ہوئے مسکرائے۔ تمہاری اس غیر دانشمندانہ حرکت سن کر مجھے تکلیف پہنچی۔
بزرگ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں سب قابل احترام و تعظیم ہیں۔ ان حضرات
کا ادب ہر جگہ اور ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہیے۔ بزرگان دین کیا ہیں؟ ”نائب انبیاء“
یعنی انبیاء کے علم و عمل کے وارث۔

ان ہستیوں کے مزار پاک پر باادب ہو کر لیں تسلیم عرض کرنا چاہیے۔
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا دَارُ النَّبِيِّ - السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا وَلِيَّ اللَّهِ

ہمارے آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین کے جملہ کمالات کے
جامع ہیں۔ آپ ہی سے جملہ مرسلین سابق کے فیوض جاری ہیں۔ آپ ہی رحمت الہی
کے فیضان کے منبع و سرچشمہ ہیں۔ لہذا اُمت کا ہر ولی اور ہر عالم باعمل کسی نہ کسی نبی
کی شان کا منظر ہے۔ ان ہی حضرات سے انبیاء علیہم السلام کے فیوض جاری ہیں۔
اور رہیں گے۔ فیوض کے حصول کے لئے قلبی و روحانی مناسبت درکار ہے بغیر مناسبت
اکتساب فیوض ناممکن ہے۔ اکتساب فیوض کے لئے روح و قلب کی تربیت مرشد
کرتا ہے۔ اور وہ بزرگ جو اس خدمت کے لئے مامور ہے کسی مزار شریف پر حاضری
دی اور اکتساب فیوض نہ ہو سکا تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ صاحب مزار بانیض نہیں ہیں۔
بلکہ یہ سمجھے کہ صاحب مزار سے قلبی و روحانی لگاؤ پیدا نہیں ہوا۔ لہذا محرومی ہوئی۔
احقر غفلت جب کسی مزار پر حاضر ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنے بزرگان
طریقت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم پر ناکھ پڑھتا ہے۔ پھر صاحب مزار پر ذکر نفی
اثبات کرتا ہوا تصور شیخ میں مستغرق ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اپنا جسم مرشد کا جسم

متصور ہونے لگتا ہے۔ پھر صاحب مزار کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس توجہ میں حالات منکشف ہوتے ہیں۔ کبھی صاحب مزار سے مصافحہ ہوتا ہے۔ کبھی مبالغہ کبھی ہمکلامی، کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مزار پیر مرشد کی صورت میں جلوہ گرہ ہیں۔ کبھی صاحب مزار اور پیر مرشد یکجا بیٹھے ہوئے ہیں۔

رجب ۱۳۲۶ھ میں پنڈوا شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت مخدوم علاء الحق چشتی قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حسب معمول مراقب ہوا۔ دیکھا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ اور حضرت پیر مرشد سلطان المشرق قدس سرہ دونوں یکجا جلوہ گرہ ہیں اور خاکسار کو دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ ۱۳۲۵ھ میں بمعیت جناب حکیم نعمت علی و برادر طریقت منشی کبیر بخش سکرام پوری (قریب سمستی پور) مدفون رجوا قدس سرہا بھادری شریف حاضر ہوئے۔ اس وقت خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین مولانا شاہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ باغ پیر مجیب قدس سرہ میں جا کر چند بزرگوں کے مزارات پر حسب معمول مراقب ہوا۔ لیکن کوئی حظ و انبساط حاصل نہیں ہوئے۔ پھر روضہ حضرت پیر مجیب کی طرف چلا۔ ابھی روضہ میں داخل نہیں ہوا تھا کہ موتی کی خوشبو نے دل و دماغ کو معطر کیا۔ دیر تک مزار پر حاضر رہا۔ درود شریف پڑھنے میں عجب لطف آیا۔ واپسی میں گنتی (جہاں اب پھلاری کا اسٹیشن بن گیا ہے) کی طرف آتے ہوئے سڑک کے کنارے ایک مزار نظر آیا جہاں نکستہ عمارت ہے۔ یہ بڑے باکمال بزرگ کا مرقد منسوب ہے کہ احقر دور ہی تھا کہ کشش پیدا ہوئی اور خود رفت ہو گیا۔ ان بزرگ کا نام مولانا حکیم منظور احمد صاحب نے بتایا تھا جس کا صحیح نشان حافظ میں محفوظ نہیں رہ سکا۔ ”دھندلا نشان“ مخدوم راستیں“ ظاہر کر رہا ہے۔ مولانا منظور احمد

سہ آپ پھلاری شریف ضلع پٹنہ کے رہن بھتی محمد نسیم فرنگی محل، لکھنؤ اور مولانا احمد پھلاری کے شاگرد حضرت مولانا شاہ علی حبیب نصر پھلاری کے بھتیجے اور بیٹے داماد تھے۔ خاندان اختلاف کے سبب سے ترک وطن کر کے سمستی پور میں اقامت پذیر ہوئے۔ ۱۳۵۲ھ میں بمقام کلکتہ وصال کیا۔ مرتب محمد ابراہیم فریدی غفرلہ

صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ ان دنوں مقرر پور بالوفضیلت خان صاحب کے یہاں قیام پذیر ہیں۔ اعزہ کے اصرار پر پھلواڑی تشریف لے جائیں گے، خانقاہ خرد مولانا شاہ عبید اللہ صاحب کے یہاں قیام پذیر ہوں گے، مولانا شاہ منظور احمد صاحب نے حضرت شاہ ابوالحسن پھلواڑی کا دور دیکھا ہے۔ حضرت فردا اور مولانا احمدی کے کئی باہمی واقعات احقر غفرلہ سے بیان کئے ہیں۔ مولانا نے فرنگی محل لکھنؤ میں پڑھا مولانا عبدالحی صاحب سے بھی درس لیا۔ میں فردا جا رہا ہوں۔ سنا ہے کہ مولانا قمر صاحب مدرسہ جمیدیہ درجنگہ میں آ رہے ہیں۔

فقط والسلام علی النبی الاعلیٰ۔

مکتوب - ۱۱

مکتوب ولایت

بسمہ تبارک وتعالیٰ

عزیز وافر تمیز مولوی محمد ابراہیم فریدی خوش رہو

بعد دعائے صحتوری مزاج و عافیت دارین

خط پڑھ کر حالات سے مطلع ہوا۔ "ولایت" کے معنی قرب خداوندی ہے، اس قرب کا سزاوار صرف مومن اور متقی مسلمان ہے۔ ایمان و تقویٰ کے بغیر کوئی ولایت کے درجہ پر نہیں پہنچ سکتا ہے اور نہ کسی وقت ولی ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید نے خود اس کی تخصیص کر دی ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ یہ ہیں۔ **الَاِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ** سے پارہ

سے ترجمہ: جان لو کہ اللہ کے دلیوں کو قیامت کے دن نہ کسی قسم کا کھٹکا ہو گا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے واللہ کے ولی مومن اور پرہیزگار ہیں۔

لہذا غیر مسلم ہزار عبادت و ریاضت کرے وہ ولایت کی نعمت سے محروم رہے گا۔ اگرچہ اس سے خرق عادت ظاہر ہوں اور مخلوق رجوع ہو۔ غیر مسلم کی خرق عادت کو اصطلاح میں "استدراج" کہتے ہیں۔ اس کو کرامت کہنا سفاہت اور جہالت ہے۔

تقویٰ کا پہلا درجہ شرک و کفر سے بچنا ہے۔ لہذا کوئی صدق دل سے ایمان لایا اور شرک و کفر سے بچا "ولی" ہو۔ لیکن اس کا شمار ولایت عامہ میں ہوگا۔ ولایت عامہ میں درجات ہیں۔ اس درجہ میں ہر اہل سنت ولی ہے۔ ہر عالم، ہر مفتی، دین کا ہر معلم دین کا ہر مبلغ، ہر نیکو کار اس ولایت کے افراد ہیں۔ "ولایت خاصہ" مخصوص ولایت ہے۔ اس کے حصول کا طریقہ بھی خاص ہے۔ اس ولایت میں مومن کو امتیازی وصول الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اس میں فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ کی منزلیں ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مرید ہونا اور ریاضت کرنا، مجاہدہ نفس میں مشغول ہونا لازمی ہے۔ اس راہ کے اولیاء اپنے مراتب کے لحاظ سے مختلف نام اور درجے رکھتے ہیں۔ قطب، غوث، امام، اوتاد، اجیار، ابدال، نقباء، نجباء، عمدہ، مکتوم، مفرد و اپیدال کے نام اور لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اس راہ کے طالب کو "سالک" کہتے ہیں اور تحصیل کے ذریعہ کو تصوف۔

علم تصوف: باطنی اصلاح کے طریقہ کے جاننے کا نام ہے۔ تصوف کا مقصد سرمدی حیات اور ابدی سعادت حاصل کرنا ہے۔ اس کا "موضوع" ظاہر اور باطن کی صفائی اور اخلاق حمیدہ سے موصوف ہونا ہے۔

باطنی امراض شہوت، آفت زبان، غصہ، کینہ، حسد، بخل، حرص، اریاء، عجب، غرور، حب دنیا اور حب جاہ ہیں۔ ان کو باطنی نجاستیں بھی کہتے ہیں۔ ان نجاستوں کو دور کرنا و زندہ سلوک اور وصول الی اللہ کے آرزو مندوں کے لئے بہت ضروری شے ہے۔ ان ہی امراض اور نجاستوں کو دور کرنے کا نام "تخلیہ" ہے۔ ان کی جگہ صفات حسنہ رکھنے کا نام تخلیہ یا تجلیہ ہے۔ یہ سب صوفیائے کرام کی اصطلاحیں ہیں۔ صوفیاء، باطنی امراض کو صفاتِ رذیلہ اور صفاتِ ذمیمہ بھی کہتے ہیں۔

ان صفاتِ رذیلہ کے دور کرنے کی جدوجہد کو ”جہادِ نفس“ کہتے ہیں۔ جب یہ صفات رذیلہ دور ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ صفاتِ حسنہ قائم ہونے لگتی ہیں تو ان کو ”مقامات“ کہتے ہیں۔ صفاتِ رذیلہ دور کرنے میں لگ جانے کا نام ”ریاضت“ اور جہادِ نفس ہے۔ ریاضت اور جہادِ نفس کے بعد قلب میں خاص صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو خاص کیفیت کی حامل ہوتی ہے جس سے وصولی الی اللہ ہوتا ہے۔ وصولی الی اللہ بھی قلب کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے جس میں کشش ہوتی ہے۔ اس کشش کی کیفیت جداگانہ ہوتی ہے۔ کبھی جذباتی کیفیت میں نمودار ہوتی ہے اور کبھی سکون و خاموشی میں کبھی حیرت و حشرت میں۔ کبھی گریہ و بکا میں۔ اسی کیفیت کا نام صوفیائے کرام کی زبان میں ”نسبت“ رکھا گیا ہے جس قدر نسبت قوی ہوتی جائے گی وصول میں کمال پیدا ہوتا جائے گا۔ اسی حال میں میرِ فیاض یعنی رب تعالیٰ کے دربار سے فیضان ہوتا ہے کبھی فیضانِ علوم، کبھی فیضانِ اسرار۔ یہی علوم لدنی ہیں ان کو معارفِ حقائق و اسرار بھی کہتے ہیں۔ اگر اس نسبت میں صرف کیفیات ہی ہیں۔ فیضانِ علوم و اسرار نہیں ہے تو اس نسبت کا نام ”آثار و احوال“ ہو جاتا ہے جیسے قبض و بسط، خوشی غم، وجد ہیبت، حیرت، گریہ، خندہ، نحو، مسک۔

سلوک کی ریاضت آسان نہیں بڑی مشکل ہے۔ اس میں بڑی زحماتیں اور دشواریاں اٹھانی پڑتی ہیں، ذلتِ نفس، طنزِ حجاب، طعنِ انبیاء، فاقہ، تنگدستی پریشانی، بے چینی، حقارت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ قلتِ گفتار، قلتِ طعام، قلتِ نوم، ترکِ علائقِ دنیاوی سے سابقہ رہتا ہے۔ ان سب زحماتوں کے باوجود کہیں مدتوں میں جا کر مراحلِ سلوک طے پاتے ہیں۔ ان کے طے ہونے کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ استعداد اور صلاحیت کے لحاظ سے وقت لگتا ہے جس میں رب تعالیٰ نے استعدادِ کامل و دیعت کی ہے۔ اس کا کام جلد انجام کو پہنچتا ہے۔ اس راستہ میں آپ بیتی اور پیر بھائیوں کی گزری کیا لکھوں۔ اس کا لکھنا اس وقت مناسب ہے اور کہنا وقت ملاقاتِ زیبا۔

ذوق ایس بادہ ندانی۔ بخدا تانہ چشمی۔ سہ

جب سالک پر مبداء فیاض کا فیض نازل ہوتا ہے تو سارے امور آسان ہو جاتے ہیں اور علم الیقین کی چیزیں عین الیقین میں آ جاتی ہیں۔ پھر اس سے ترقی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سالک حق الیقین کی منزل میں آ جاتا ہے۔

احیاء العلوم وغیرہ کتب تصوف میں حملہ امراض نفسانی کے دفع کرنے کے طریقے اور علاج ذکر کئے گئے ہیں۔ احقر غفرلہ کے نزدیک آسان طریقہ مرشد کی صحبت اور مرشد کے بتائے ہوئے ذکر کی مداومت اور اتباع شرع ہے۔ مرشد ظرف اور قابلیت دیکھ کر مرید کی تربیت کرتا ہے۔ بسا اوقات نسبت عشقیہ سے توجہ دیتا ہے جس سے مرید میں عشق کا جذبہ پیدا ہوا اور اس جذبہ نے صفات رذیلہ کو دور کیا۔

مہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد اور حرص و عیب کل پاک شد

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

خاکسار نے بعض مشائخ کو دیکھا کہ محفل سماع میں نسبت عشقیہ کی توجہ ڈالی اور مرید کے قلب میں تخم عشق بو دیا پھر رفتہ رفتہ جڑ پھریں لگا دیں۔ پھر اس پودا کی برگ و شاخ نے جسم کے سارے اعضاء پر تسلط کیا۔ یہاں تک کہ سالک کا وجود سراپا شجر عشق بن گیا۔ سلسلہ آبادانیہ میں ذکر کی کثرت سے نسبت عشقیہ پیدا ہو جاتی ہے اس نسبت کے حصول کا ذمہ ربط شیخ اور تصور شیخ بھی ہے۔ ربط شیخ میں بہت فائدے ہیں جو سالک پر رفتہ رفتہ عیاں ہوتے رہتے ہیں۔ سالک اس کی برکت سے تسلط شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ سالک کے قلب پر نسبت کا فیضان ہوتا ہے جس سے قلب میں طمانیت رہتی ہے۔ اس طمانیت سے ربط شیخ اتنا مستحکم ہوتا ہے کہ

سہ بنی شراب کا لطف پینے میں ہے نہ کہ دیکھنے میں

سہ جس کے باس کو عشق نے پھاڑا وہ ہر عیب اور حرص سے پاک دماغ ہو گیا۔

اس میں حضوری کا لطف آتا ہے۔

تصور شیخ کو برزخ شیخ بھی کہتے ہیں۔ یہ شغل خالوادے قادریہ نقشبندیہ ایشیہ سہروردیہ کی تربیت سلوک میں داخل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے القول الجلیل میں ہے۔

اِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ تَخَيَّلَ صُورَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِرُصْفِ الْحَبَّةِ وَالتَّعْظِيمِ فَيُقَسِّدُ صُورَتَهُ مُحِبَّتَهُ۔

جب کہ شیخ (مرشد) موجود نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔ محبت و بندگی کے لحاظ سے اس سے وہی فائدہ ہوگا جو اس کے پاس رہ کر ہوتا ہے۔
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں ہے ”صورت مرشد پیش خود تصور کر وہ بعد ذکر گوید الرفیق ثم الطريق“
کشکول کاظمی ص ۳۲ مطبوعہ مجتبیٰ دہلی میں ہے۔

بدانکہ در سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بنائے کار بر سر طریق قرار یافتہ اول طریقہ توجہ دوم مراقبہ سوم طریق رابطہ۔ وہاں توجہ بصورت شیخ است کہ فانی فی اللہ باقی باللہ۔
۲

حضرت مولانا نصر اللہ خان خوجوی خوشی قدس سرہ نے بیاض دلکش ص ۱ پر

۱ حضرت شیخ سلیم اللہ چشتی شاہجہاں آبادی کی تالیف فارسی زبان میں ہے۔ حضرت شیخ کا در سال ۱۲۲۲ھ دہلی میں

ہوا۔ جامع مسجد ہلی کے سامنے میدان میں دفن ہیں۔ قبر زیارت گاہ ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

۲ پہلے مرشد کی صورت کا تصور کر و پھر ذکر میں لگ جاؤ کہ نہ کہ رابطہ کیلئے رفیق ہونا چاہیے۔ پھر راہ پکڑنا چاہیے۔

۳ آگاہ رہو کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک طے کرنے کے تین طریقے ہیں اول توجہ دوم مراقبہ اور سوم رابطہ یعنی ہیر کی صورت کو سامنے رکھ کر توجہ کرنا کیونکہ پیر نانی فی اللہ ادبانی باللہ ہے۔

۴ شریعت و طریقت میں باکمال یزدگ صاحب علم و تصنیف ہوئے ہیں۔ خوجہ ضلع یمنہ شہر لوی پی میں

قرب عید گاہ مزار ہے۔ ۲۷ محرم ۱۲۹۹ھ تاریخ وفات۔ ۱۲۲۶ھ تاریخ پیدائش ہے۔

تحریر فرمایا ہے: ”در مسئلہ برزخ شیخ اختلاف علمائے ظاہر است و آن رحمت و راحت است۔ انا پیش صوفیاء صافیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ایں مسئلہ مسلم الثبوت است عرض ایشان بایں نہ شرک فی العلم است بلکہ طریقہ است بولے استحکام حجت شیخ و حصول برکت در بطون؛ یعنی برزخ پیر (تصور شیخ) کے جواز اور نا جواز میں علمائے ظاہر کا اختلاف ہے جو رحمت و راحت کے حکم میں ہے لیکن صوفیاء صافیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہے۔ تصور پیر سے صوفیائے کرام کا مقصد شرک فی العلم نہیں بلکہ صوفیاء میں پیر سے لگاؤ کو مضبوط کرنے اور باطن میں برکت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

حضرت مولانا خورشیدی قدس سرہ نے اپنے پیر طریقت قدوۃ العارفین حضرت شاہ عبد العظیم علوی لوہاری رحمۃ اللہ علیہ مدنون جہانگیر آباد بھوپال ۱۲۶۶ھ سے برزخ پیر کی بابت پوچھا جو بیاض دلکشا صتا سے نقل کیا جا رہا ہے۔

روزے در باب برزخ شیخ کہ صوفیاء بنظر دارند استفسار کردم۔ ارشاد شد کہ مرید را باید کہ بر آں برزخ شیخ را پیش نظر خود دارد۔ چہ در بیداری و چہ در عالم خواب تا از برکت ایں شغل از کمرویات شیطانی خداوند قدیر محفوظ دارد۔

برزخ مرشد بہ پیش چشم دار

تا نباشی از فریب دیو خوار ۛ

یعنی میں نے ایک دن تصور پیر کی بابت جس کو صوفیاء نظر میں رکھتے ہیں حضرت پیر مرشد سے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ تصور پیر نظر میں رکھنا چاہیئے۔ جاگنے اور سونے میں تاکہ اس کی برکت سے خداوند قدیر شیطان کی چال اور مکر سے بچائے۔ ان تمام بیانات سے ظاہر ہوا کہ برزخ شیخ (تصور پیر) صوفیائے کرام کا شغل

ۛ برزخ شیخ، شغل برزخ، تصور پیر ایک مفہوم کے عنوان ہیں

ۛ تصور پیر کو آنکھوں کے سامنے رکھو تاکہ شیطان کے فریب سے ذیل نہ ہو۔

رہا ہے اور ہے اور رہے گا کیوں کہ یہ سلوک میں ترقی اور شیطانی وسوسہ سے حفاظت کا باعث ہے۔ اس مسئلہ میں صوفی کا چون دچرا کرنا مناسب نہیں یہ شغل ایک منزل میں آکر خود بخود قائم ہو جاتا ہے بلکہ سالک پر مسلط ہو جاتا ہے۔ اس سے قائم کرنے کی کوشش کی حاجت نہیں کرنی پڑتی ہے۔

سلوک سے جو ولایت ملتی ہے وہ ولایت صرف نعمت الہی ہے جو سالک کو بطور انعام دی جاتی ہے اس لئے مشائخ فرماتے ہیں کہ ولایت وہی ہے کسی نہیں کہ صرف مجاہدہ کے کسب سے حاصل ہو جائے۔ بلکہ مجاہدہ نفس کے قبول ہو جانے پر وہ عطیہ ربانی ہے جو وصل باللہ کہلاتا ہے۔ وصل باللہ خصوصی نسبت کا نام ہے اللہ تعالیٰ سے اتصال مکانی اور نہ اتصال زمانی نہ حلول اور اتحاد کا۔ اس لئے کہ یہ سب اسلامی عقائد و تعلیمات کے بالکل منافی ہیں بلکہ کفریات ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم اور اجزائے جسم، مکان اور زمان کی وابستگی سے بزرگ و برتر ہے۔ وہ نہ کسی انسان کے اندر سماتا ہے اور نہ رہتا ہے نہ بستا ہے اور نہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا جزو بن جاتا ہے۔ اور نہ اس کے وجود میں مل کر ایک ہو جاتا ہے۔ بندہ اپنی روحانی ترقی اور کمال پر بھی عبودیت ہی کے مقام پر رہتا ہے۔ کبھی اس سے تجاوز نہیں کرتا۔ نبی، رسول، خاتم المرسلین، دلی، قطب، غوث، ابدال، سب کا مقام عبودیت ہی ہے۔

عبودیت کے درجات کا شمار بالا تر ہے۔ ہر مخلوق عبودیت کے مقام پر ہے خواہ جاندار ہو یا بے جان، عام ہو یا خاص، خاصان خدا کا مقام قریب "عبودیت" ہے۔ اسی عبودیت کے ایک مقام قرب کی نسبت کو رب تعالیٰ نے اتنا معزز کیا کہ کہا۔ "میں بندہ کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں آنکھ بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ اس سے وہ چھوتا اور پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ چلتا ہے۔"

یہ ترجمہ حدیث قدسی کے ایک فقرہ کا ہے جس کے اخیر راوی حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جامع امام بخاری حضرت محمد بن اسماعیل ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے متن یہ ہیں۔

اِذَا احْبَبْتَهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَوَيْدَهُ
الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرَجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا۔

غور کرو اس حدیث شریف میں صرف کمال نسبت کا بیان ہے جو عبد اور معبود میں ہے نہ جسمانی حلول اور اتحاد کا کہ رب تعالیٰ بندہ کا کان، آنکھ، ہاتھ، پیر بن جاتا ہے۔
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

کا مطلب صرف کمال نسبت کا حصول ہے نہ کہ اتحاد

عبد اور معبود کا کسی نوعیت سے اتحاد یا متحد ہونا یا معبود کا عبد میں حلول ہونا۔ یا عبد اور معبود کا باہم جزو ہونا۔ یا عبد کا معبود میں ضم ہو جانا سب اسلامی نظریات میں لہذا کسی اہل طریقت کا یہ عقیدہ ہونا ناممکن ہے۔ جہلا مگر جو طریقت سے دور ہیں وہ قابل اعتبار نہیں۔ فقط واللہ۔ والحمد للہ والثناء علیہ

محمد جعفر علی فریدی ملکہ اللہ علیہ تسبیح الصدق والعرنان
خالقہ قادریہ سرسیلا۔ فیصلہ سمعی بختیار۔ پورہ بہار

۱۔ مشکوٰۃ شریف حدیث کی بہتر کتاب ہے جس میں تیرہ مستند کتب حدیث سے زیادہ کتابوں سے احادیث جمع کئے گئے ہیں
ہر حدیث کے مروی کتب اور راوی کے نام درج ہیں۔ درس نظامی کی مشہور کتاب ہے اس کا پرانا نام مشکوٰۃ اصباح ہے
اس کے مؤلف حضرت ولی الدین ابو عبد اللہ حماد ثقفی تبریزی ہیں۔ شبہ تو لا۔ بن کمال رمضان شریف ۱۳۵۵ھ بروز
جمعہ عید کے چاند رات کے دن ہوئی۔

۲۔ حضرت محمد بن اسماعیل بخاری شریف کے ثوات ۱۰۰۰۔۔۔۔۔ بعد نماز جمعہ ۱۳ شوال ۱۹۴۳ھ
میں وفات ہوئی۔ مقام خرتنگ میں قریب سمرقند دفن کئے گئے۔ بخاری شریف میں سات ہزار دو سو پچھتر (۲۷۵۰)
احادیث ہیں۔ بخاری شریف کو صحیح بخاری بھی کہتے ہیں۔

۳۔ اس حدیث میں اطاعت گزار بندہ کی عزت بخشی کا ذکر ہے جس میں بطریق مجاز اپنا یا کیا ہے نہ طریق حقیقت۔

مکتوب - ۱۲

سعادت انوار طال کم عمر

الحمد لله على كل حال والصلاة على نبيه في كل ان

پیرمادی ہوتا ہے اور منصب ارشاد پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ پیر کا اتباع ہدایت ہی ہدایت ہے۔ مرید ہونے کا منشأ طلب ہدایت پیر سے ظاہری اعمال و اخلاق درست ہوتے ہیں اور باطنی خیالات و عقائد پاکیزہ ہوتے ہیں۔ ذکر رب تعالیٰ زبان سے ہو یا قلب و لطف سے سب کے سب باطن ترقی کے ذینے ہیں۔ ان کی کثرت سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور باطن میں صفائی آتی ہے۔ عشق الہی پیدا ہوتا ہے۔ اعتقادات میں کمال یقین اور خطرات و دوسوسہ سے دوری ہو جاتی ہے پیر کے افعال و اخلاق کو اپنا نامحبت رسول کا ذریعہ ہے۔ یقین جانو کہ سارے عالم کے پیر حقیقی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہی فی الحقیقت مرشد ظاہری اور باطنی ہیں اور سب مشائخ و اولیاء آپ کے پیرو نائے ہیں۔ صحابی کی زندگی افعال و اخلاق رسول اللہ سے بھرپور پاؤ گے۔ جملہ صحابہ کرام طریقہ نبوی کے اتباع کو اتنا عزیز سمجھتے تھے کہ کبھی اس کی نوبت ہی نہ آئی کہ دریافت کرتے کہ یہ فرض ہے یا واجب۔ سنت مکررہ ہے یا غیر مکررہ۔ مستحب ہے یا مباح۔ صرف اتنا معلوم ہو گیا کہ یہ عمل سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے اور حکم دیا ہے۔ اس کو بس کرنے لگتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکتوب ہذا بعنوان عارفانہ مکتوب کا نشانہ صابری لکیر شریف جزیری فردی لکھنؤ کے مشترکہ پرچہ نمبر ۸-۹-۱۰ جلد ۴

میں چھپا

کو دیکھو کہ مدینہ طیبہ سے جب حج کو چلے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ان افعال و حرکات و سکنات کو سامنے رکھا جو سید عالم سے سفر حج میں وجود میں آئے یہاں تک کہ جس مقام پر قیام کیا تھا وہیں ٹھہرے۔ جس جگہ نماز پڑھی تھی وہیں نماز پڑھی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھو بلا نصیب زیارت نحو جمال سبے محض عشق و اتباع میں دانت توڑ دیئے۔ یہ بھی وہ فور عشق نے اجازت نہیں دی کہ دریافت کریں کہ حضرت کا کون سا دانت شہید ہوا۔ یہی نحویت جمال، افعال و اخلاق کی نقل تلقین شدہ اذکار کی مداومت، فنا فی الشیخ کی منزل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں سلوک کی صرف دو منزلیں تھیں۔ ۱۔ فنا فی الرسول ۲۔ فنا فی اللہ۔ اس دور میں یعنی دور صحابہ میں فنا فی الرسول ہی فنا فی الشیخ کی منزل تھی۔ صحابہ کرام کا ہر فرد اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اس منزل پر فائز تھا لیکن سب سے اعلیٰ صلاحیت صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود تھی کیونکہ آپ نے غار ثور کی رفاقت میں اس مقام کی تکمیل کی اور اپنے مرشد کی زبان پاک سے یہ مژدہ سنا لَا تَخْزِيْنَا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ بس اس کلمہ کے سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق کی فنا فی الرسول کی منزل سے ترقی ہوئی اور فنا فی اللہ کا مقام شروع ہو گیا۔ اب جو بھی خدمات کیں وہ سب فنا فی اللہ کی منزل سے کیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کی اسی منزل پر جلوہ گری تھی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے جب راہِ خدا میں مال طلب کیا تو سیدنا ابوبکر صدیق نے سارا مال سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اس پر آنحضرت نے پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول کو۔ آپ نے ایک موقع پر استمال کے کپڑے بھی خیرات کر دیئے اور پہننے کو بھی نہیں رکھے۔ کبیل پیٹ کر کانٹے کا ٹمک لگا کر بارگاہ رسالت میں آئے۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی وضع

سہ آپ فکر نہ کیجئے یقیناً میرے اور آپ کے ساتھ اللہ ہے۔

ایسی مقبول ہوئی کہ حضرت جبریل امین اسی وضع میں آنحضرت کی خدمت میں آئے اور فرمایا کہ آج فرشتے بھی ابو بکرؓ کے لباس میں ہیں۔ یہ کیا رمز ہے۔ وہی فنا فی اللہ کا اثر ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا فانی سے عین کے حجرہ قدس میں جلوہ گر ہوئے تو جملہ صحابہ کرام میں کہرام مچ گیا۔ ہر ایک کے صدرے کا عالم جدا تھا۔ حضرت عمر فاروق نے فرط محبت سے ہاتھ میں تلوار لے لی اور جذبہ فنا فی الرسول میں کہنے لگے کہ جو کوئی کہے کہ رسول اللہ رحلت کر گئے ال کی گردن جسم پر باقی نہ رہے گی۔ حضرت عثمان غنی پر سکتہ کا عالم طاری تھا یہاں تک کہ ایک معزز صحابی کے سلام کے جواب دینے کا بھی احساس نہیں ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و سیدنا طہ اور انزواج رسول اللہ کے چشم گریاں اور دل بریاں تھیں۔ الغرض ہر صحابی فنا فی الرسول کے جذبہ میں مستغرق تھا لیکن ان تمام صحابہ میں صرف ایک ذات گرامی تھی جو جذبہ فنا فی الرسول کے مقام بالا تر تھی اور سکون و استقامت کی منزل پر خیمہ زن۔ اس گرامی ہستی نے مقام فنا فی اللہ کی برکات سے سائر اصحاب کوام کو ورطہ اضطراب سے نکالا۔ حالانکہ بوقت وصال غزالی مدینہ کے مقام سنہ میں تھے خمر پاتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں آئے۔ جسم شریف سے چادر اٹھا کر جیس مبارک کو بوسہ دیا۔ مسجد نبوی میں آکر منبر شریف پر جلوہ گر ہوئے۔ حج صحابہ کرام میں آیت

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ

انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئاً

(پارہ ہر لن تالوا) کی پوری آیت تلاوت کی جس کے سنتے ہی سائر اصحاب کرام سے وابستگی دور ہوئی اور سبھوں کے قلوب پر سکینہ و ثبات نازل ہوئے جس سے روحانی ترقی ملی سبھوں نے فنا فی الرسول سے فنا فی اللہ کی جانب صود کیا۔ اس باطنی عروج

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہوں۔ حضرت سے پہلے بہت سے اللہ کے رسول آئے اور چلے گئے

حضرت دنیا سے تشریف لے گئے تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ جو کافر ہو گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکے گا۔

کو ملاحظہ کرتے ہوئے ایک صحابی کی زبان سے نکلا کہ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت
 ابھی سنی ہے۔ صحابہ کرام کی یہ کیفیات واردات کیا ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا
 مقام ثبات پر ہونا۔ وہی صحابہ کرام کا فنائی الرسول کی منزل پر ہونا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ
 کا مقام فنائی اللہ ہونا۔ اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی اسی فنائی الرسول کی منزل پر
 ہوتے تو وہ بھی اور صحابہ کی کیفیات میں ہوتے اس استقامت کا مقام آپ کو نصیب
 نہیں ہوتا۔ غور کرو اس نازک موقع پر فنائی اللہ کے مقام کا نشان دینے والی
 اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فنائی اللہ کی منزل پر لانے والی حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اس دم جملہ صحابہ فیضان صدیقی کے مہربان
 سنت ہیں کیونکہ مقام صدیقیت نبوت کے بالکل قریب ہے درمیان میں
 کوئی واسطہ نہیں یعنی صدیقیت کی منزل ختم ہوتے ہی نبوت کی منزل
 شروع ہو جاتی ہے اس کو قرآن کریم میں بتایا ہے اَلَّذِينَ اٰتٰوْا اٰمَنًا عَلٰیہِمْ
 مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالْقَدِّیْقِیْنَ وَاشْهَدَ اَبَوا الصّٰلِحِیْنَ وَحَسَنٌ اَوَّلُیْلُکَ رَفِیْقًا۔
 مقام صدیقیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت کے صدیقوں
 سے بالاتر ہیں خواہ امت محمدیہ ہو یا اس سے سابق انبیاء کی امتیں۔ بلاشبہ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساری امت پر ایسی فضیلت حاصل ہے جس طرح
 ہمارے سید عالم کو تمام انبیاء علیہ السلام پر خواہ وہ رسول ہوں یا نبی جملہ انبیاء علیہ
 السلام فنائی اللہ کے اعلیٰ مقام پر حسب مراتب فائز ہیں اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ
 السلام کا مقام ”مقام محمود“ ہے جو فنائی اللہ میں سب سے اعلیٰ مقام ہے جہاں کسی
 نبی یا فرشتہ کی پہنچ اس مقام کے عارف حضرت صدیق اکبر تھے پھر حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر حسب مراتب باقی صحابہ۔ چونکہ حضرت سید عالم کے وزیر یمن
 حضرت ابو بکر اور وزیر یسار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں جیسا کہ ترمذی
 شریف میں حدیث ہے۔

ترجمہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ انبیاء صدیقین، شہداء، نیکوکار ہیں۔ یہ سب عاجان اچھے ساتھی ہیں۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء و وزیران من اهل الارض انما
وزیراکی من اهل السماء نجیریل و میکائیل و وزیراکی من اهل الارض
البو بکر و عمر۔

مقام صدیقیت کا عرفان اور اس سے فیض یابی خاص خاص ولی کو ہوتی ہے۔
اس لئے کہ یہ مقام بہت اونچا ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خاص توجہ و کرم سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا مقام کا عرفان ہوا۔ اکتساب فیوض و برکات بڑی چیز ہے۔ اس مقام کی پوری
واقفیت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھی اس لئے کہ وہ سید عالم کے وزیر
یسا رہے اسی وجہ سے حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو بکر صدیق کو نیابت رسول اللہ کے
لئے منتخب کیا اور سب سے پہلے آپ ہی بیعت سے معزز ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق ہی
خلیفۃ الرسول کہلائے۔ بلاشبہ ان تمام صحابہ کرام سے زیادہ قرب الہی حاصل ہے۔
یہی عقیدہ مشائخ قادریہ، نقشبندیہ چشتیہ اور سہروردیہ کا ہے۔ یہی مسلک جملہ اہل
سنت کا ہے۔ یہی تحقیق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد
بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ہے۔ مشائخ طریقت نے تصریح کی ہے کہ صحابہ کرام
میں افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی، پھر
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بعض بزرگوں نے حضرت عثمان پھر حضرت علی و فضیل
دی ہے۔ محترم مولوی شاہ منظور احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرے اکابر
حضرت شاہ ابوالحسن زردچیلواری تک وہی مسلک۔ باجوہ مشائخ طریقت کا ہے
لیکن چچا حضرت شاہ محمد علی حبیب نصر قدس سرہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والے ہوتے ہیں میرے دو وزیر آسمان والے حضرت جبریل اور حضرت
میکائیل اور زمین والے (حضرت) ابو بکر۔ عمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما

لہذا مجھ سے اختلاف ہوا۔ بلاشبہ ولایت کے منصب امامت پر سیدنا علی کرم اللہ
 وجہہ فائز ہیں۔ آپ ہی کے فیوض و توجہ سے اقطاب، اوتاد، نقباء، نجباء ابدال کے
 رجابت ملتے ہیں۔ آپ ہی کے ذریعے خلفاء ثلاثہ کے فیوض سے استفادہ ہو سکتا ہے۔
 مشائخ زمانہ آپ ہی کے زوریا ہیں۔ لہذا بڑے بڑے بزرگوں کو دیکھو گے کہ وہ سب
 حب علی میں مرشار ہیں۔ بغض الی انسان عیب الاحسان سیدنا علی کرم اللہ
 وجہہ کے احسانات کے مرہون ہیں۔ لہذا محبت مرتضوی میں فنا ہیں۔ یہ فنائیت اس
 بات کی دلیل نہیں کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قرب الہی کو تمام صحابہ سے زیادہ
 جانتے ہیں۔ مرید صادق۔ اپنے پیڑ پریقت کی محبت جملہ مشائخ سے زیادہ رکھتا ہے
 اور اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ ان کی صحبت اور اتباع میرے لئے قرب خداوندی
 کا باعث ہوگا، اور یہی ذریعہ اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کے ہیں لیکن یہ یقین نہیں
 رکھتا کہ میرے مرشد کو تمام مشائخ سے زیادہ قرب الہی حاصل ہے۔

فقط والدہ عا السلام علی خیر الانام

مکتوب - ۱۳

حاملہ اومصلیٰ

نور چشم طال عمہ کم و نور قلبکم
 عزیزا ہندوستان کے طول و عرض میں نہ مشائخ کی کمی ہے اور نہ سلاسل

۱۔ انسان احسان کا مرہون ہے

ترند شریف حدیث کی درسی کتاب ہے جو صحاح ستہ کے دور میں پڑھائی جاتی ہے صحاح ستہ میں اس کا درجہ پانچواں ہے اس
 کے مؤلف حضرت محمد بن علی محدث ہیں جنکی کنیت ابوعلی ہے۔ ہندوستان میں تھے۔ ولادت ۲۹۸ھ اور وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی۔ ۲۹ سال کی
 عمر پائی۔ ترندیک شہر کا امام ہے جو دریائے جیوں کے کنارے پر آباد ہے۔ ترندیک شریف کو جامع ترندیک، سنن ترندیک بھی کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ جس سلسلہ سے قلب کی وابستگی ہو جائے اور جس پیر کی صحبت سے قلب میں خشیت سوزش عشق پیدا ہو جائے اور نفس کی اصلاح ہو دے وہی سلسلہ اس کے حق میں "سلسلۃ الذہب" وہی پیر رہبر کامل ہے۔ اسی سلسلہ کے بزرگوں سے زیادہ انس رکھے اور اس پیر سے زیادہ محبت اور لگاؤ ہونا چاہیے اس کا اتباع مشعل حیات اور اس کی پیروی شمع ہدایت، اس کی محبت جان تصوف اور روح سلوک ہے۔ اس راہ میں پیر طریقت سے جتنا زیادہ ربط اور جس قدر گہرا لگاؤ ہوگا اتنا ہی مدارج میں ترقی ہوگی۔ خواہ پیر اس ناسوت کی دنیا میں ہو یا برزخ کے عالم میں۔ پیر سے صحیح رابطہ قائم رکھنے کے اصول یہ ہیں کہ پیر کی ہدایت پر کار بند رہے۔ پیر کے بتائے ہوئے اذکار، اذکار کی پابندی کرے۔ اس میں غفلت نہ کرے۔ ذکر کے وقت پیر کا تصور رکھے اور یہ سمجھے کہ میرا پیر میرے سامنے جلوہ گر ہے اور میرے ذکر کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس سے یہ فائدے ہیں کہ ذکر میں دل لگتا ہے۔ شیطان کے زندقہ سے محفوظ رہتا ہے۔ خیالات فاسد سے امن میں رہتا ہے۔ غیبت میں بھی شیعہ (پیر) کی حضوری حاصل رہتی ہے۔ تعلیمات نقش بند میں صحبت پیر کی بڑی اہمیت ہے۔ پیر کیا ہے۔ مربی روح ہے۔ تربیت روح پیر کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ مرید کے ذمہ اخلاص عقیدت و اطاعت ہے۔ پیر ذاکر اور مذکور کے درمیان میں واسطہ ہے جس کے ذریعے مرید کے قلب میں نزول رحمت ہوتا ہے۔ مرید کی شان ذاکر کی ہے اور رب تعالیٰ کی مذکور کی۔ رب معبود ہے، رب مقصود ہے۔ رب موجود ہے۔ رب کی ذات و صفات بے مثال ہے، نہ کوئی اس کا کسی بات میں شریک ہے اور نہ مقابل۔ نہ کوئی صفت اس کی ثانی اور نہ مخلوق ہے جو خوبی ہے وہ ازلی ہے، ابدی ہے اور دائمی ہے۔ پیر رب تعالیٰ کا بندہ ہے اور اس کی مخلوق اور اطاعت گزار۔ مرید کا وہ رہبر اور مربی ہے۔ پیر میں جو صفت رہنمائی اور تربیت کی پیدا ہوئی ہے وہ محض رب تعالیٰ کا انعام ہے جو ذکر میں فنا اور اتباع سید عالم میں محو ہوجانے سے ملا ہے۔ مرید کے قلب میں جو سوزش عشق ہے۔ مرید کو جو ظاہری

و باطنی ہدایات ملتی رہتی ہیں یہ سب پیر کے توسط سے ہے۔ پیر کا تصور برکھنات پرتی نہیں اور نہ شرک۔ کوئی پیر کی پوجا نہیں کرتا۔ پیر کو مہبود نہیں سمجھتا ہے نہ بہ خیال کرتا ہے کہ رب تعالیٰ پیر میں سما گیا ہے۔ صرف "رہنما" سمجھ کر اس کی صورت کا خیال رکھتا ہے تاکہ کلفت کا رشتہ تو یہ ہو اور اتباع کا بندھن مضبوط ہے۔ صحابہ کرام کا ہر فرد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیخہائی تھا اور آپ کے ہر روش کا عاشق تھا۔ آپ کی ہر ادا کو جان سے عزیز رکھتا تھا۔ آپ کی شبیہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی۔ حضرت ہندابی مالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے پیش نگاہ شبیہ مبارک کا تصور رہتا تھا۔ حضرت امام حسن آپ ہی سے حضور کا سراپا پوچھا کرتے تھے۔ تصویر شیخ کے جواز کا فتویٰ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی محدث دہلوی مہاجر مکہ مکرمہ نے بھی دیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی محدث حضرت مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی کے شاگرد اور حضرت مولانا شاہ ابوسعید مجددی محدث رامپوری کے صاحبزادہ اور مرید و خلیفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے استاد الحدیث ہیں۔ حضرت شاہ ابوسعید مجددی کا انتقال ٹونک میں ہوا یکم شوال ۱۲۵۵ھ مزار خانقاہ مولانا مزار مظہر جانان دہلی کو چہ شاہ ابوالخیر میں ہے حضرت ہندابی مالہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ کے رشتہ کے ماموں تھے۔ مآخذ الثماین النبی انتمہ

۱۰ مکر معظمتیں محرم ۱۲۹۶ھ میں فوت ہوئے علما دیوبند میں حدیث آپ سے آئی ہے۔ آپکو حدیث کی اجازت حضرت شاہ ابوسعید مجددی پدیر گوار سے بھی ہے جو حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی کے شاگرد تھے۔ ۱۱ مولوی ضامن حرم سے مولوی سید احمد حسن امر دہوی نے حدیث پڑھی۔ مولوی صا امر دہوی استاذی مولوی عبدالعزیز خاں بجنوری نے حضرت استاذ سے مدرسہ نظام الاسلام بریلی میں احقر محمد ابراہیم فریدی نے حدیث پڑھی۔ استاذی علیہ الرحمہ کو درس کی اجازت مولانا وحی احمد سورتی نے بھی دی۔ احقر بریلی میں مولانا حامد رضا خان صاحب سے بھی پڑھا، استاذی حضرت عبدالعزیز خاں بجنوری اعلیٰ حضرت بریلوی کے مرید و مجاز تھے۔

محمد ابراہیم فریدی غفرلہ

۱۲ کیا حقیقت ان مورتیوں کی جنکی عبادت میں متکف ہو۔

لہا عا کفون الایہ۔ سے تصور شیخ کو ناجائز قرار دینا درست نہیں۔ اس لئے کہ
 اس آیت میں لفظ تائیل ہے جو تمثال کی جمع ہے۔ تمثال بت کو کہتے ہیں جس کو
 اس آیت میں خطاب کیا گیا ہے وہ بت پرست تھی۔ اور مورتی کو معبود جانتی
 تھی اور اس کی عبادت کرتی تھی۔ یہاں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کوئی مزید پر کو معبود
 نہیں جانتا ہے اور نہ شریک و مقابل سمجھتا ہے اور نہ حلول کا قائل ہے اور نہ اوتار
 کا بلکہ خدا کا فرمانبردار بندہ تصور کرتا ہے۔ تصور شیخ کو بزرگان چشتیہ ”شغل بربخ“
 کہتے ہیں۔ بزرگوں نے بتایا کہ رب تعالیٰ کی صفات کا عرفان مخلوقات سے ہوتا ہے
 مخلوقات ہی رب تعالیٰ کے وجود اور صفات پر دلیل ہیں۔ عالم وجود کی ساری کائنات
 باری تعالیٰ کے وجود و صفات پر شہادت دے رہی ہیں۔ بلاشبہ مخلوقات دلیل
 اور خالق مدلول ہے۔ اپنا وجود، اپنا جسم، اپنی نشوونما، اپنی سمجھ بوجھ ادراک و
 ذکاوت سب خالق کی وحدانیت کے نشان ہیں۔ ہر فرزند آدم سے رب تعالیٰ کی
 صفات ہو پیدا ہو رہی ہیں۔ اسی کی فکر اور اسی کی شناخت عرفاں ہے۔ اسی کو
 کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا فَاجَبَبْتُ أَنْ تُعْرِفَ مَخْلَقَتِ الْخَلْقِ لَمْ يَمُنْ فِي أَشْأَارِهِ كَيْفَ
 رب تعالیٰ جس مخفی بندہ سے چاہتا ہے۔ اپنی صفت ظاہر فرماتا ہے۔ معجزات و
 کرامات کیا ہیں؟ وہ سب رب تعالیٰ کی صفات کے ظاہر کنندہ ہیں۔ دعاؤں کے اثرات
 دعاؤں سے شفا یابی کیا ہیں۔ سب معجز و برحق کی صفات کو نمایاں کرنے والے ہیں۔ یہ
 سارا عالم عالم اسباب ہے اور مسبب صرف وہ ذات وحدہ لا شریک لہ ہے۔
 جس کی صفات بے شمار ہیں۔ اسما ان گنت ہیں۔ سورہ کہف کی آیت۔
 لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِذًىٰ اَدَاكُم مِّمَّا رَزَقْنَاهُ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ
 اَنْ تَنْفِرَ كَلِمَتٌ رَّبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مِزَارًا

لے ترجمہ: بین پوشیدہ خزانہ تھا تا کہ پہچانا جاؤں تو مخلوق کو پیرا کیا تفسیر صادی (مرئی اس سبجیل الرحمن ودا) (سورہ مریم) کی تفسیر میں
 کنت کنزاً مخفیاً کہ حدیث حدیث قدسی لکھی ہے اور فی عرفی کا اضافہ تخلقت الخلق کے بعد کیا ہے لے بیچ عام سمندر
 کے پانی سیاہی میں تو بھی رب تعالیٰ کے پورے کلمات کو لکھ نہیں سکتے اگر اس سمندر کے
 آدھ ختم ہو جائیں گے۔ لیکن رب تعالیٰ کے کلمات کی لکھائی پوری نہیں ہو سکتی۔

میں جو کلمات ربی ہیں۔ اس سے مراد رب تعالیٰ کی صفات و شیون ہیں جن کی انتہا نہیں۔
 نور چشمی جس بن بندہ سے خدا کی صفت کا ظہور ہو۔ بندہ بارگاہ خداوندی میں ممتاز
 اور خاص عزت رکھتا ہے۔ ان سے محبت رکھنا ادا ان کی تعظیم و تکریم کمرانہ حقیت ایمان
 روتق عشق ہے۔ ان کی بے ادبی، خودی اور کفران نعت ہے۔ بے ادب عروم انداز فضل
 رب۔ رب تعالیٰ جس بقول بندہ سے کسی ایک صفت کو بار بار ظاہر فرماتا ہے۔
 جب بھی اس کی مشیت کا تقاضا نہیں ہوتا ہے تو اسی صفت کو اس بندہ سے
 ظاہر نہیں کرتا ہے۔ اگرچہ اس بقول بندہ کی آرزو و خواہش ہو۔ مرشد برحق مادی ہے۔ یہ
 بھی رب تعالیٰ کی ہدایت کا مظہر ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ اور اتباع
 سے۔ یعنی مرشد بنی اکرم کی ہدایت کا مظہر اور بنی اکرم رب تعالیٰ کی صفت۔ مادی کا چونکہ
 حضرت بنی اکرم رب تعالیٰ کے نائب ہیں اور نیابت بھی کمال درجہ کی جس نیابت کوئی بشر
 نہ ملے اور کوئی بنی نہ رسول پہنچ سکتا ہے نہ پہنچا نہ پہنچے گا۔ اس لئے کہ آپ ہی پر ساری
 نعمتیں پوری کر دی گئیں۔ آپ ہی نیابت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ ہی اخلاق کی تمام خوبیاں
 اور شعبوں کو مکمل کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: **إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ سَلَامَ الْأَخْلَاقِ**
 آپ ہی کی ذات پاک میں تمام انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات بدرجہ کمال لکھی گئی ہیں
 حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
 انجہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ ہی سے تمام انبیاء و سابقین کے فیوض جاری ہیں۔ آپ کے ہر صحابی انبیاء
 علیہم السلام کی خصوصیات کے مظہر ہیں۔ اس کا پتہ مناقب صحابہ پر غور کرنے سے چلے گا۔

مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی شان ملے گی
 فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں شان موسوی۔ ذوالنورین میں شان عیسوی۔ علی مرتضیٰ میں شان ہاروی۔
 اس طرح اولیاء کی شانیں ہیں کسی میں موسوی نسبت ہے، کسی میں عیسوی، کسی میں خلیلی، کسی
 میں محمدی۔ اسی نسبت کو مونیائے کرام کہتے ہیں کہ ”ہر ولی ایک نبی کے زیر قدم ہوتا ہے“
 یعنی ہر ولی سے ایک نبی کی شان نمایاں ہوتی ہے۔ اسی مناسبت سے اس ولی کا حال و
 قیام ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ولی میں شان جلال ہے تو وہ ولی اسی نبی کے زیر قدم ہے جن
 میں شان جلال نمایاں تھی۔ جس میں گریہ و بکا کی کثرت ہے تو اس میں اس نبی کا عکس ہے
 جو گریہ زاری زیادہ کرتے تھے۔ مثلاً حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں جن کی شان
 میں فرکان مجید نے اَوَّلًا حَلِیمٌ کہا ہے۔ اَوَّلًا اودہ سے مشتق ہے۔ اَوَّلًا کے معنی بہت
 گریہ کرنے والا۔ اسی عکس کے لحاظ سے خدمات دین کے ظہور ہوتے ہیں مثلاً جس نبی
 سے صرف چند نفوس ہدایت یاب ہوئے اسی طرح اس کے زیر قدم ولی سے ہوں گے سلوک
 کی تربیت میں بھی انبیاء علیہم السلام کے فیضان جاری ہوتے ہیں اور لطائف ستہ کے انوار
 میں بھی عزیزی محمد اسحاق سلمہ کی حالت دن بدن گرتی جاتی ہے جس سے مایوسی آرہی
 ہے۔ علاج جاری ہے۔ ان دنوں حکیم قطب الدین عظیم آبادی کا علاج سہرا ہے انیس الح
 سلمہ پٹنہ والا دوا لینے گئے ہیں۔ والد دعا۔

مکتوب ۱۲

۷۸۶

نور البصار مولوی محمد ابراہیم فریدی مدظلہ

اشیاء اللہ علی کل حال۔ دن بدن ضعف میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے لیکن رب
 تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خاص کی بدولت
 نقابست جسمانی کے بارہر و مہولات شبانہ یوم میں کوئی فرق نہیں آیا ہے بلکہ از ریاد

اسنوائق و نایب ترقی ہے۔ رب تعالیٰ اپنے لطف و کرم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درجائیت کی برکت سے ثابت قائم رکھے اور فنا بیست ذکر اور سوزش عشق میں ساعت بہ ساعت افزونی کرے آمین۔ سید عالم صلی اللہ وسلم کی تشریف بری کے بعد فنا کی تین منزلیں ہو گئیں (۱) فنا فی اللہ (۲) فنا فی الرسول (۳) فنا فی ایشیخ۔ بعض اہل طریقت نے فنا فی الغوث کی منزل بھی جدا گانہ قائم کی ہے یہ بعض مشائخ کا دریہ کی خاص اصطلاح ہے۔ اس لئے کہ ان صاحبان نے سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو مستقل حیثیت دے کر فنا فی الرسول اور فنا فی ایشیخ کے درمیان ”فنا فی الغوث“ کی ایک منزل قرار دی ہے۔ اس نظر یہ پر چار منزلیں ہو گئیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ مقام فنا فی ایشیخ کی منزل میں داخل ہے کوئی جدا منزل نہیں بلکہ فنا فی ایشیخ کے ایک مقام کا نام فنا فی الغوث ہے۔ فنا فی ایشیخ کی منزل میں شیخ طریقت سے لے کر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقامات کا انکشاف ہو جاتا ہے اور حسب استعداد و صلاحیت کتاب فیوض ہوتا ہے۔ اور ان کی زیارت سے شرفیابی اور برکات سے روحانی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ ائمہ طریقت حضرت غوث اعظم حضرت خواجہ نقشبند، حضرت خواجہ عزیز نواز، شیخ الاسلام بابا گنج شکر صاحب ری، نظامی خاں اردوں کے پیشوا۔ حضرت مخدوم کلیری، حضرت خواجہ محبوب الہی، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دربار روحانی میں رسائی ہوتی ہے۔ مصافحہ، معانقہ، خلوت سے سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔ یہ فنا فی ایشیخ کی خدا گانہ منزل عہد صدیقی سے قائم ہوئی ہے اور قیامت تک رہنے کی یہ منزل دراصل نیابت رسول کی منزل ہے۔ جوں جوں اس منزل میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ نیابت رسول کے درجات بڑھتے جاتے ہیں۔ مگر فنا فی ایشیخ میں سرید اپنے مرشد کے مقام پر ہے تو اسی مقام کے لحاظ سے نیابت بھی ہے۔ اگر حضرت غوث جیلانی، خواجہ اجیری، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے بارگاہ میں رسائی ہوئی تو نیابت کے درجات کا تعلق بھی اسی مقام سے ہو گا۔ سالکان طریقت کو شیخ کے ذریعہ نیابت رسول حاصل ہوتی ہے لہذا فنا فی ایشیخ کی منزل میں ہونا

عزوری ہے۔

سیدنا امام مہدی علیہ السلام بھی مقام "شیخ" پر ہوں گے اور نیابت رسول سے ہی پرمزہ باغ میں بہار آئے گی۔ ہر شیخ (پیر) نائب رسول ہے۔ ان کو رسول کی نیابت حاصل ہے۔ کسی شیخ میں ایک شعبہ کی نیابت، کسی میں دو کی، کسی میں اس سے زیادہ کی۔

دیتے ہیں بادلہ طرف تدرج خوار جان کر

حضرت غوث الاعظمؒ کو کئی شعبوں میں نیابت کاملہ حاصل ہے اور آپ ہی کے نائب کامل حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہا ہیں۔ تزکیہ نفس ظاہری و باطنی کے علاوہ فتاویٰ نویسی، تدریس علوم دینیہ، اصلاحی و تبلیغی و عظم گوئی بھی حضرت پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے منصب ارشاد میں داخل ہیں۔ محققین مشائخ کرام سے سنا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کو علم فقہ میں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ اگرچہ آپ کا آخری طریقہ حنبلی فقہ پر رہا اور مذہباً حنبلی تھے۔ آغاز میں ضرور فقہ امام شافعی کے پیرو رہے۔ مقام ولایت میں امامت کے درجہ پر ہیں۔ یہ منصب حضرت امام حسن عسکریؒ کی روحانی جانشینی میں ملا ہے۔ آپ کے ذمہ ہونے سے پہلے یہ بلند عہدہ حضرت امام حسن عسکریؒ سے متعلق رہا ظاہری جہاں میں وجود غنوی بعد مائرج مبارک سے

دبا رہا۔ اسی عالم ارواح سے امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ جب حضرت غوث الاعظم کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی روحانیت سے جلیل منصب ملا تو آپ نے ارشاد فرمایا: قَدْ بَيَّهْتُ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ دَلِيٍّ اللّٰهُ۔ یعنی میرا قدم ہر دلی کی گردن پر ہے۔ اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ اب سے ہر دلی کو فیض ولایت میرے واسطے سے ہوگا۔ یعنی میرے توسط کے بغیر کوئی دلی بارگاہ ولایت سے فیضیاب نہ ہوگا۔ اس مفہوم میں آپ کا یہ شعر ہے۔

اَنْلَتْ شَمْسُ الدَّوْلَيْنِ وَ شَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰى الْاَقْبَقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ س

یعنی ہمارے قبل کے اولیاء کرام جو فیض رسائی میں آفتاب کی طرح ہیں۔ اب ان کے فیوض و برکات بغیر میرے توسط کے جاری نہیں ہوں گے اور میرے فیوض و برکات بند نہیں ہوں گے۔

مشائخ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ نے ولایت کی امامت کا سلسلہ یوں بیان کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کو یہ منصب حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے ان کو حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے، ان کو امام علی رضا علیہ السلام سے، ان کو حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے، ان کو امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے، ان کو حضرت امام باقر علیہ السلام سے، ان کو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے، ان کو حضرت امام حسین علیہ السلام سے۔ ان کو حضرت امام حسن علیہ السلام سے۔ ان کو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے سیف المسلول (فارسی) کے خاتمہ میں تصریح کی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ یہ بزرگ منصب امامت ولایت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے وقت ظہور سے چلا آ رہا ہے۔ وجود غفری میں آنے سے پہلے آپ کی روح پاک اس امامت کی خدمت کو انجام دیا کرتی تھی۔ سابقین انبیاء علیہم السلام کے دور میں ہر ولی آپ کی روح پاک کے توسط سے بارگاہ ولایت سے مستفیض ہوئے اور بعد تشریف آوری صحابہ و تابعین نے بھی آپ کے واسطے سے فیوض ولایت حاصل کئے۔ پھر بعد شہادت حضرت علیؑ کے یہ با عظمت منصب سیدنا امام حسن علیہ السلام کو ملا۔ پھر امام حسین علیہ السلام کو۔ بعد حسب تفصیل بالا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت ہوا جو ظہور امام

س اللہوں کے سراج کی روشنیان بچھ گئیں۔ ہمارے سراج کی روشنی ہمیشہ بلند افق سے چلتی رہے گی۔ مجھے گی نہیں

مہدی علیہ السلام تک آپ سے متعلق رہے گا۔

بزرگوں نے بطور کشف و الہام بیان فرمایا ہے کہ وہی میں سب سے پہلے نزول برکات بارگاہ ولایت سے حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی روح پاک پر ہوتا ہے۔ پھر آپ کے ذریعے تمام اولیاء دہلی پر ہوتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم جیلانی کا قول آخری و خلیفہ کاٹن موسیٰ بن عمران جو بعض بزرگان قادریہ میں مشہور ہے۔ وہ اسی منصب (امامت ولایت) سے سرفراز ہونے پر ظہور میں آیا۔ اس نعرہ کا مطلب یہ ہے کہ مقام ولایت میں حضرت غوث اعظم کی روح شریف حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی روح مبارک سے تنوب تھی۔ اسی طرح سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی روح مقدس کو انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کے ہمراہ ہونا اور باب کشف صوفیائے کرام نے لکھا ہے۔ اس لئے کہ مقام ولایت نبوت کے پہلو میں ہے۔ ہر نبی بعثت کے پہلے مقام ولایت میں ہوتا ہے اور کمال ولایت سے سرفراز کی رکھتا ہے۔ لہذا امام ولایت کی روح پاک انبیاء علیہم السلام کی ارواح قدسہ کے ہمراہ ہوتی ہے قطب الارشاد، فرد الافراد، امام ولایت، یہ سب الفاظ قریب المعنی ہیں صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ”امام ولایت“ وہ بزرگ ہوتا ہے جس کے قلب پر بارگاہ ولایت سے برکات الہیہ کا نزول آؤلاً ہو۔ پھر اس کے ذریعہ سے جملہ اولیاء اللہ کو فیض یابی ہو یہ امامت ولایت کا درجہ ہے یہی منصب ظہور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر وفات مرتضوی تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے متعلق رہا پھر حسب ترتیب آئمہ اہل بیت میں رہا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد حضرت پیران پیر غوث اعظم رحمۃ اللہ کے سپرد ہے۔

اس امامت کا تعلق صرف کمالات ولایت سے ہے نہ کمالات نبوت سے۔ اس لئے کہ کمالات ولایت میں صفات الہیہ کی تجلیات بلا واسطہ ہوتی ہیں اور ذات بحت کی تجلی بواسطہ واسطہ صفات کا ہے یعنی صفات کے پردہ میں ذات بحت کے انوار متجلی ہوتے ہیں۔ اور کمالات نبوت میں ذات بحت کے انوار بلا واسطہ صفات متجلی ہوں

کے یعنی اس کے تجلیات کے ظہور کے لئے صفات کے واسطہ کی حاجت نہیں۔ بلاشبہ نبوت کے کمالات ولایت کے کمال سے کہیں افضل ہیں۔ ان کمالات نبوت کے قطب الارشاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس لئے کہ ان دونوں بزرگوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے در شرای فی الارض ابوبکر و عمر فرمایا ہے۔ یہ دونوں شخصین کہلاتے ہیں فضیلتہ الشیخین اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالنورین ہیں۔ نورین نور کا تثنیہ ہے۔ نورین سے مراد اہل تصوف نے کمالات نبوت و ولایت لی ہے۔ لہذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کمالوں کی نعمتوں سے بہرہ ور ہیں۔ بایں وجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ صرف کمالات ولایت سے بہرہ مند ہیں اور اسی بارگاہ کے امام ہیں۔ یہ سلسلہ ولایت تا قیامت باقی رہے گا اور کسی دور میں منقطع نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بزرگوں کے کرم سے یہ سب مسئلے قلم پر خود بہ خود منکشف ہوں گے۔ لیکھتے امر اچلتے۔ برادر طریقت حضرت حکیم سید جلال الدین ساکن جڑوا حاجی پور کا ۸ رمضان شریف ۱۳۶۶ھ کو وصال ہوا۔ ۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو حق میں عبادت کے لئے گیا تھا۔ اپنے سریدین کی تعلیم و تربیت احقر کے ذمہ کر دی ہے۔

فقط والد دعا والسلام علی خیر الوری
سمستی پور۔ ۱۷ رمضان شریف ۱۳۶۶ھ

مکتوب - ۱۵

یا سہمہ تہائی

سراپا تمیز بقا کم اللہ تعالیٰ بالعافیتہ

خط کاشف احوال ہوا۔ افسوس کہ برادر طریقت حضرت حکیم سید جلال الدین ساکن
جرھوا حاجی پور راہی ملک بقا ہوئے۔ رمضان شریف کی آٹھ، آوار کا دن ۱۳۶۶ھ
جولائی ۱۹۰۷ء تکھی۔ میں آخر شعبان میں عیادت کے لئے جرھوا گیا تھا۔ باطنی حالت قابل
آفریں تھی۔ ہر عضو و شے سے اسم ذات کا ذکر جاری تھا۔ اخیر دم تک نماز اور وظیفہ کے

۱۵ حاجی پور مظفر پور ضلع میں مشہور سب ڈریشن ہے۔ جرھوا حاجی پور کا مشہور قصبہ ہے جہاں حکیم صاحب کا
آبادی وطن تھا۔ اس قصبہ کے قبرستان میں دفن ہیں۔

پابند ہے۔ وفات سے پہلے وصیت فرما گئے کہ میرے کل متوسلین کی تعلیم و تربیت جناب بھائی مولوی جعفر علی صاحب کے ذمہ ہے۔ سمجھوں سے کہہ دینا کہ بھائی صاحب سے تربیت حاصل کریں۔ شد و بالو برابر پیش خدمت ہے اور مرید ہو گئے ہیں۔ اب میرا جانا فاتحہ چہلم پر ہوگا جو ۱۴ شوال کو منعقد ہوگا۔ حسب معمول عشرہ اخیر میں اعتکاف مسنون میں بیٹھنے کا ارادہ ہے۔ رب تعالیٰ توفیق بخشنے اور اپنے خاصان خاص کے صدقہ میں قبول فرمائے کیونکہ یہ ناچیز سراپا پر تقصیر ہے۔ اس کے اعمال کی کیا حقیقت۔ آنحضرت بھی قبولیت کی دعا کرو۔ قبولیت ہی اعمال کی جان ہے۔ قبولیت نہ ہو تو سارے اعمال صالحہ اور مجاہدہ نفس و خدمت خلق بیکار ہیں۔ پچھلے خط میں اخلاقِ رذیلہ یعنی صفات مذمومہ کی تفصیل لکھ چکا ہوں۔ اور بتا چکا ہوں کہ ان صفات مذمومہ سے دور ہونا روزندہ سلوک کے لئے بہت ضروری ہے۔ اب اس خط میں ”صفات حسنہ“ یعنی ”اخلاق حمیدہ“ کا بیان ہے۔ جن سے سالک کا متصف ہونا لازمی ہے۔ ان صفات سے عارضی انصاف کو صوفیاء ”حال“ کہتے ہیں اور جب یہ صفات سالک میں جاگزیں ہو کر عادت میں نمایاں ہوتے ہیں تو ”مقام“ کہنے لگتے ہیں۔ مقام کے حصول پر تقویٰ و ریاضت، قناعت، یقین، استقامت، حیا، ادب، حریت کی پاکیزہ، صفیں خود بخود سالک میں پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ صفات لوازمہ مقام ہو جاتے ہیں۔ ان کے حصول کے لئے مزید مجاہدہ نفس کی حاجت نہیں۔

مجاہدہ نفس:۔ نفس سے صفاتِ رذیلہ کا دور کرنا۔ صفاتِ حسنہ سے نفس کو متصف کرنا ہے۔ اسی مذمومہ صفات کو دور کرنا اور صفاتِ حسنہ کو حاصل کرنا ”جہاد نفسی“ ہے۔ صفاتِ حسنہ کو صوفیائے کرام ”اخلاق حمیدہ“ بھی کہتے ہیں اور وہ اخلاق حمیدہ یہ ہیں۔

(۱) **توبہ:** گناہ کو یاد کر کے دل کا دکھنا اور اس کے چھوڑنے کا پکا ارادہ کرنا اور بوقتِ خواہش نفس اس کو روکنا۔

(۲) **صبر:**۔ قائم رکھنا اور جبار ہنا۔ یعنی عملِ نیک پر جبار ہنا اور عملِ بد کی خواہش کو دبانا

(۳) **تشکبہ:**۔ رب کی دی ہوئی نعمت پر خوش ہونا اور اس کے احکام کی پوری پابندی

کرنا۔

(۴) رجا :- یعنی امید۔ رب تعالیٰ کی رحمت کی آس رکھنا اور اس کے حصول کے لئے اعمال صالحہ کرنا۔

(۵) خوف :- یعنی ڈر۔ رب تعالیٰ کے قہر و عتاب کو یاد کر کے اس کا دردناک ہونا اور اس کی ناپسند باتوں سے بچنا۔

(۶) نہ پرہ :- دنیا کی رغبت ترک کر کے آخرت کی جانب مائل ہونا۔

(۷) توحید :- بلا کم رب تعالیٰ کے نہ کچھ ہو سکتا ہے اور نہ کوئی کچھ کر سکتا ہے۔

(۸) توکل :- رب تعالیٰ کو کار ساز جاننا اور قلب کا اس پر اطمینان کرنا۔

(۹) محبت :- انعام الہی یاد کر کے طبیعت کو مائل کرنا۔ جب میلان زیادہ ہو جائے "عشق" ہے۔ عشق میں ساری توجہ محبوب کی طرف ہو جاتی ہے انعام کی طرف نہیں رہتی۔

(۱۰) شوق :- جو شئی پورے طریقہ سے معلوم نہ ہو اس کو پورا جاننے کی خواہش ہو۔

(۱۱) انس :- معلوم شئی پورے دل کا مسرور ہونا۔

(۱۲) اخلاص :- اپنے نیک عمل سے صرف رب تعالیٰ کی خوشنودی اور قربت کا قصد کرنا۔ اپنے نفس کو مخلوق کے خوش کرنے کا ارادہ نہ کرنا۔

(۱۳) رضا :- قضا پر نہ زبان سے اور نہ دل سے اعتراض کرنا اور نہ کسی کے آگے شکایت میں زبان بھولنا۔

(۱۴) نیت :- اپنے فائدہ مند چیزوں کے حاصل کرنے میں دل کا ابھرتا۔

(۱۵) صدق :- جو مقام حاصل ہوا ہے اس کو کمال تک پہنچانا۔

(۱۶) مراقبہ :- رب تعالیٰ کا دل سے دھیان رکھنا اور یہ خیال رکھنا کہ رب تعالیٰ

ہمارے ظاہر و باطن سے ہمہ دم آگاہ ہے اس سے کوئی بات چھپی نہیں ہے مراقبہ کی کئی قسمیں ہیں۔ یہ مراقبہ عام ہے۔

(۱۷) محاسبہ :- مغرب یا عشا کی نماز کے بعد خیال کرنا کہ آج مجھ سے کیا کیا کام اچھے ہوئے

اور کیا کیا برے۔ اچھے کام پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور برے کام پر اپنے

اور پر ملامت کرتا۔

۱۸۔ فکر: آخرت کی بقا اور دنیا کی فنا پر غور کرتا۔

ان سب کی تفصیلات کتب تصوف رسالہ قشیریہ عربی از امام ابو القاسم قشیری
احیاء العلوم (عربی) کیسائے سعادت (فارسی) مؤلفہ امام محمد غزالی عوارف (عربی) مؤلفہ حضرت
شیخ شہاب الدین عمر صدیقی سہروردی منطق الطیر خواجہ فرید الدین عطار مشنوی مشنوی مولانا
دوم (فارسی) مشنوی شاہ ابو علی قلندر پانی پتی۔ ارشاد الطالبین قاضی شاد اللہ پانی پتی۔ پادشاه
نعمان لکھنؤی، مفید الطالبین۔ آداب اسالکین مؤلفہ حضرت داروغہ حب علی خاں جیسی
پتھری میں ہیں احیاء العلوم، کیسائے سعادت عوارف کے اردو ترجمے چھپ چکے ہیں اور
مفید الطالبین غیر مطبوعہ ہے، اس کا قلمی نسخہ خانقاہ شریف آ رہا ہے میر گنج میں ہے اور نامکمل
نسخہ برادر طریقت حضرت حاجی مولوی شاہ مبارک حسین درجہنگہ کی خانقاہ میں ہے جس کی نقل
ڈاکٹر عبد العظیم صاحب خانقاہ مبارک پچھوتہ گھگرا ضلع مونگیر کے پاس ہے احیاء العلوم
کا خلاصہ بھی مصر میں چھپا ہے جو نزہتہ انظارین مؤلفہ شیخ عبدالفرید مطبوعہ دارالکتب
عربیہ کبریٰ کے حاشیہ پر ہے اور رانم الحروف کے پاس موجود ہے۔

عزیزی اچھے میاں اچیا میاں، بے میاں، بے میاں کو دعائیں، فقط والد عا

جعفر علی فریدی

۵ جون ۱۹۴۷ء - ۱۲ رمضان ۱۳۶۶ھ

خانقاہ حضرت حاجی شاہ مبارک حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چوک درجہنگہ

مکتوب - ۱۶

جان پدر سلیم تہالی بعد ماہر المسنون

توفیق الہی سے احقر خادم درویشاں متجدد کا پابند ادائیں شباب سے ہے

تہجد کی نماز کو بعض صلوٰۃ اللیل بھی کہتے ہیں۔ اس نماز کی صوفیائے کرام میں بڑی اہمیت ہے۔ اگرچہ قتادہ عالمگیری میں سنت مستحیہ لکھا ہے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نماز بڑی پیاری تھی۔ آپ کو اس نماز میں بڑا لطف اور قرب حاصل ہوتا تھا اور اس نماز میں وہ محویت حاصل ہو جایا کرتی تھی کہ آپ کو اپنی خیر نہیں رہتی تھی۔ یہاں تک کہ پائے مبارک میں درم آ جایا کرتا تھا بلکہ پائے مبارک کی کھالیں بھی پھٹ جاتا کرتی تھیں۔ سالک کو اس نماز سے انبساط قلب اور فرحت روح حاصل ہوتی ہے اور وہ لطف و مزہ ملتا ہے جس سے دنیا کی محبت کم ہو جاتی ہے۔ حضرت پیران پیر و شیخ رشید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس نیم شبی نماز اور ذکر میں وہ حظ نصیب ہوا کہ آپ نے شاہ سبزواری کے عطیہ شہر نیروز کو ٹھکرا دیا اور اس پیشکش کے جواب میں یہ لکھ بھیجا

چوں چتر سبزی رخ نختہ سیاہ باد
درد دل گر بود ہوس ملک سنجہ دم
زانکہ کہ یافتہ خبر از ملک نیم شب
من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

تہجد کی نماز پڑھنا ہر صوفی اور پیر کے معمولات کا جزو ہے بلکہ ہر خدا ترس اور دیندار مومن کے اعمال میں داخل ہے۔ حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ آروزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہر مرید کو اس کی ہدایت کیا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

یاد شاہ سبزی کی چتر کی طرح میرا نصیب سیاہ ہوا اگر دل میں ہوس ملک سبزی ہووے
جس وقت سے میں نیم شبی کے ملک سے آگاہ ہوا ہوں۔ ملک نیمروز کو ایک جو
سے بھی نہیں خریدوں گا۔

چتر :- یاد شاہ کے مرید لگانے والی چتری۔

ہتجد جہاد نفس ہے۔ اس جہاد سے مردہ دل زندہ ہوتا ہے اور
 ذاکر کے ذکر میں دلجمعی اور سکون نصیب ہوتے ہیں۔ اس وقت رحمت
 الہی کا خاص نزول ہوتا ہے۔ اس وقت ذاکر پر فیضان قلبی اور
 روحی ہوتا ہے۔ اس نماز کو تنہائی اور تاریکی میں پڑھنا چاہیے تاکہ
 پوری جمعیت خاطر حاصل ہو اور ریاضے دوری۔

اس کی رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں اور کم سے کم دو رکعت بتا دی عالمگیری
 اور در مختار میں آٹھ رکعت کی تعداد لکھی ہے۔ ہمارے مشائخ کرام کا معمول ہتجد کی رکعتوں
 کی بابت مختلف رہا ہے۔ حضرت میاں صاحب حاجی دیدار علی خان غازی پوری قدس
 سرہ برابر بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور دو دو رکعت کی نیت کیا کرتے تھے اور فرماتے
 تھے کہ صوفیائے کرام کے نزدیک ہتجد کی بارہ رکعت معتبر ہیں۔ بخاری شریف میں بھی انتہائی
 تعداد ۱۲ رکعتوں کی سی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ میں نے اپنے پیر و مرشد کو
 سبھی بارہ کبھی آٹھ اور کبھی چار پڑھتے دیکھا اور فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ایک
 باب مقرر تعداد پر نہیں تھا بلکہ مختلف اعداد پر۔ اس بندہ گنہگار کا معمول بھی یہی ہے
 کبھی دو رکعت کی نیت کر لی، کبھی چار کی اور کبھی انتہائی تعداد آٹھ رکعت کی ہوئی
 اور کبھی بارہ کی کبھی چار کی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین (امام ابو یوسف
 امام محمد) کا اختلاف چار رکعت اور دو رکعت کی تحریک میں ہے۔ وہ محض ادنیٰ

حنفی فقہ کی بڑی معتبر کتاب ہے جو علامہ علاء الدین حصکفی کی تالیف ہے جس کی شرح
 رد المحتار علامہ ابن عابدین شامی حنفی نقشبندی کی ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ علامہ
 ابن عابدین شامی کا نام محمد امین ہے۔

وفات ۱۲۵۰ھ میں ہوئی

غیر اولی ہونے میں ہے نہ جواز و عدم جواز میں۔ تہجد کے کسی رکعت میں الحمد کے بعد کسی خاص سورہ پڑھنے کی خصوصیت نہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماثور ہے اور نہ صحابہ کرامؓ سے منقول۔ جو سورہ یاد ہو پڑھو۔ مشائخِ نبوتیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے عوام کی سہولت اور کثرتِ ثواب کی حصول کی خاطر سورہ اخلاص (قل هو اللہ احد) کا پڑھنا بتایا ہے اور ذیل کا طریقہ تلقین کیا ہے۔

۱۔ ہر رکعت میں تین تین بار بعد الحمد کے سورہ قل هو اللہ احد پڑھنا۔
۲۔ تہجد کی جتنی رکعتیں پڑھنا ہیں اتنی ہی بار پہلی رکعت الحمد کے بعد سورہ قل هو اللہ احد پڑھا جائے۔ پھر ایک ایک کر کے کم کر دیا جائے یہاں تک کہ آخری رکعت میں الحمد کے بعد صرف ایک بار سورہ قل هو اللہ احد کا سورہ پڑھا جائے۔ مثلاً بارہ رکعت پڑھنا ہے تو پہلی رکعت بارہ بار سورہ قل هو اللہ احد پڑھے دوسری میں گیارہ بار۔ تیسری میں دس بار۔ چوتھی میں نو بار۔ تہجد کے بعد استغفار اور مناجات پڑھنا چاہیے۔ مناجات میں گڑ گڑانا نصیب نہ ہو تو رونی صورت بنالینا چاہیے۔

تہجد کا وقت عشر کی نماز سے صبح صادق کے ظہر تک ہے۔ حنفی فقہ میں کچھ دیر کے لئے سونا بھیا ہے اس کے لئے بہترین وقت اخیر شب کا حصہ ہے جبکہ تہائی رات رہ جائے۔ حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ”تہجد گزار کے لئے عشاء کی نماز پڑھ کر سو جانا سنت ہے۔“ فقہائے حنفیہ نے تصریح کی ہے۔ عشاء کی نماز پڑھ کے سو جانے کے بعد جس وقت آنکھ کھلے وہی تہجد کا وقت ہے۔ لیکن شوافع اور اہل حدیث کے یہاں یہ تصریح نہیں۔ ان صاحبان کے یہاں جو نفل اخیر رات میں پڑھی جائے وہ نماز تہجد ہے خواہ وہ رات بھر جاگا ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی آنکھ نہ لگی ہو۔ آرم کے قیام کے دوران میں مدرسہ احمدیہ ملکی محلہ جانا ہوتا تھا۔ برادرِ طریقت حضرت مولوی حاجی محمد مبارک حسین (دوبھنگہ) اس میں مدرس تھے اور بلوچ المرام کا درس بھی لیا کرتے تھے۔ میں نے بھی اس مدرسہ میں کچھ پڑھا ہے۔ اس مسئلہ کو مولوی ابو محمد ابراہیم مرحوم سے پوچھا تو کہا کہ ہم اہل حدیث کے یہاں نماز عشاء کے لئے حضرت حافظ ابن حجر محدث عقلانی کی تالیف ہے جو درس حدیث کی پہلی کتاب تھی۔

بعد اخیر شب میں جو نفل پڑھی جلتے وہ تہجد ہے۔ اسی طرح رمضان شریف کی راتوں میں رات کے اخیر حصہ میں ہم آٹھ رکعت نماز پڑھتے ہیں وہی تراویح اور تہجد ہے۔ تری محلہ آکرہ میں مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا تہجد اور ہے۔ تراویح اور۔ تراویح بیس رکعت ہے اور تہجد کی آٹھ رکعت حسب تصریح فقہائے حنفیہ ہے۔

۱۔ مولوی عبدالحکیم صاحب حافظ۔ حاجی۔ عالم اور طبیب تھے اور سی حنفی۔ مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب جماعت اہل حدیث کے پیشوا اور مدرسہ احمدیہ ملکی محلہ کے بانی تھے۔ مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور وہاں شافعی المذہب بن کر رہے۔ اور فوت ہوئے اس وقت تک مدرسہ فیض الغریب آکرہ وجود میں نہیں آیا تھا۔ اس کا وجود مولانا رحیم بخش صاحب سے ہوا۔ اس مدرسہ کا نام فیض الغریب مولانا کی جدت طبع کا نتیجہ ہے چونکہ اس مدرسہ کا قیام غریبوں کی امداد سے ہوا فقط یکم صفر ۱۳۷۴ھ

مکتوب - ۱

نور ویدہ نور اللہ قلبکم بعد ما ہوا المستون
خیرت نامہ سے عافیت معلوم ہوئی۔ بھائی مولوی شہاد الدین صاحب اچھے ہیں دعا کہتے ہیں تمہاری والدہ اور نانی صاحبہ اچھی ہیں۔ محمد اسحاق سلمہ عافیت ہیں اور سلام گزار۔ درس نظامیہ عربی کا درس قدیم ہے اس کے مرتب حضرت ملا نظام الدین صاحب سہالوی (مورث علمائے فرنگی محل لکھنؤ ہیں جو حضرت سید عبدالرزاق قادری بانسوی تھے آپ مدرسہ حنفیہ آکرہ کے ہستم ۱۸۹۱ء میں رہے اس مدرسہ میں درس نظامیہ کا درس بھی دیا۔ اور اخیر آغا عالم آکرہ کی لائبریری بھی کی ہے مولوی صاحب مولوی ناصر علی آری مولوی سعادت حسین بہاری اور دیگر علمائے بہار۔ میاں صاحب نذیر حسین مونگری ثم دہلوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی وغیرہ کے تلامذہ میں سے ہیں سہلے استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین صاحب کامزار لکھنؤ مولوی انوار صاحب کے باغ میں ہے وفات ۱۳۷۴ھ میں ہوئی۔

قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ با کمال مدرس اور درویش ہوئے ہیں مولانا بحر العلوم عبد العلی صاحب حضرت ملا صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ ملا صاحب کا مرتبہ نصاب درس عربی (درس نظامی) بہت مقبول اور بہت مفید ثابت ہوا موجودہ دور کے جس قدر علمائے کرام ہیں خواہ مسند درس کی زینت ہوں یا فتویٰ نویسی کے مصنف ہوں یا مولف۔ واعظ ہوں یا رہنما۔ سب درس نظامی پڑھے ہوئے ہیں۔ آنحضرتؐ کو اسی درس کی تکمیل کرنی ہے۔ یہ درس جامع علوم نقلیہ اور عقلیہ ہے۔ اس درس کی کتابوں کی خواندگی میں محنت کرو۔ اور اپنی پوری سمجھ سے کام لو جس سے کتب فہمی کی پوری استعداد پیدا ہو جائے اور تدریس کتب و فتویٰ نویسی کی مشکلات حل ہو جائیں۔ علوم عقلیہ کی خواندگی سے ذہن کی تیزی اور نظر و فکر کی قوت پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ پیچیدہ مضامین سے دماغ نہ الجھے بلکہ کما حقہ ان مضامین کے فہم و ادراک میں سعی کرے۔ دیکھو کتب معقولات کی عبارت آسان ہے لیکن اس کا مفہوم مشکل اور سخت۔ ان کتابوں کے مباحث میں مَالَهُ وَمَا عَلَيْهِ۔ قِيلَ۔ قَالَ۔ دفع دخل مقدم ہونے ہیں۔ جس سے طلباء کے ذہن تیز اور فہم میں کشادگی ہوتی ہے اس سے طلباء مشکل فہمی کے عادی ہو جاتے ہیں متن کی کتابوں کا فائدہ۔ شافِیہ سَلَّمَ الْعُلُومَ۔ هِدَايَةُ الْحِكْمَةِ كُنْزُ الدِّقَاتِ۔ کو دیکھو کہ بہت ہی مختصر عبارت میں ہے گویا معمر ہے ان کتب کے فہم و افہام میں طلباء کو غیر معمولی کاوش اور جودت طبع کرنا پڑتی ہے تو مضامین سمجھ میں آتے ہیں ورنہ مروجہ کتب اور تفسیر اوقات ہے۔ عربی خواندگی سے دینی علوم کی تحصیل مقصود ہے اور بس۔ دینی علوم، فقہ، تفسیر، حدیث۔ کلام اصول فقہ اور اصول حدیث ہیں۔ تفسیر بیضاوی۔ شرح عقاید نسفی۔ خیالی۔ کتب درسی دینی ہیں جن میں استدلال معقولات کے انداز پر ہیں۔ بغیر علوم عقلیہ پڑھے ان کتابوں کے مطالب پر عبور حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے جو مدرس علوم عقلیہ سے واقف ہے وہ ان کتابوں کے مطلب کو خوب حل کر سکتا ہے۔ تیس سال پیشتر کانپور میں مولانا حافظ حاجی احمد حسن صاحب بٹالوی

لے کتب ابو العیاش ہے وفات ۱۲۲۵ھ میں پائی۔ ماس کرناٹک میں مدفون ہیں۔ آپ کا انتقال کانپور میں ۱۳۲۵ھ میں ہوا۔ بساطیون کی قبرستان میں مزار ہے۔

(پنجابی) کا درس مشہور تھا آپ جامع علوم نقلیہ اور عقلیہ تھے۔ آپ کو ہر علم کی تدریس میں کمال تھا۔ ہر فن و علم کی کتب کا درس دیا کرتے تھے۔ بیرون ہند کے طلباء بکثرت آپ کے حلقہ درس میں ہوتے صوبہ بہار میں بھی آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ مولانا احمد حسن صاحب مولانا مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھ کے تلمیذ خاص اور حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی

عہد بانی خانقاہ رحمانیہ منوگھر وفات ۱۹۲۶ء (حاشیہ سید محمد علی صاحب کے متعلق)۔ مولانا بشارت کریم صاحب ساکن موضع گرھول ضلع مظفر پور نے جملہ علوم اور حدیث آپ ہی سے پڑھی اور آپ کے پیر مولوی غلام حسین صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مدرسہ امدادیہ درہمنگہ کے مدرسین نے مولانا بشارت کریم سے عرض کیا کہ حضور نے دیوبند شیخ الہند دورہ حدیث نہیں کیا فرمایا استاذی مولانا احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کی جامعیت نے کانپور سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی۔ میں نے حدیث بھی مولانا سے ہی پڑھی۔ مولانا گرھولی خانوادہ نقشبندیہ کے پیر تھے۔ گرھول میں انتقال کیا وہیں دفن ہیں۔ یہ موضع قصبہ جالا کے قریب میں ہے۔ اس واقعہ کو مولف ہمدیس مولوی مقبول احمد باشندہ موضع مبہولی ایٹشن کمٹول ضلع درہمنگہ اور اسی طرف کے باشندہ مولوی محمد کچلی نے بیان کیا جو خود ختنی ہیں لیکن ان کے پیر اور اقارب اہل حدیث۔ محمد ابراہیم قریدی غفرلہ بالیوں۔

لے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو درس نظامیہ کے ہر علم و فن میں پوری مہارت حاصل تھی اور علم ریاضی میں بمعصروں پر تفوق تھا ہر علم و فن کے درس یکساں قوت سے ہونے علم حدیث و ادب کے درس کی دو شہادتیں استاذ العلماء مولف مولانا محمد حبیب الرحمان خان شیردانی سے درج ہیں۔

”یہ دونوں واقع مولوی سید عبداللطیف صاحب میر ہم درس نے بیان کئے ہیں۔ ایک مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم کانپوری کی زبانی۔ مولوی صاحب صحاح ستہ کا دور علیگڑھ میں ختم کر کے بہارن پور مولوی احمد علی صاحب مرحوم سے پڑھنے گئے تھے چنانچہ دورہ ختم کر کے سند حاصل کی۔ فرماتے تھے کہ بہارن پور میں رجال اور اسانید کی تحقیق علیگڑھ سے رائے نقی۔ مگر کتاب اور حدیث کا مطلب اتنا ہی تھا جتنا علیگڑھ میں تھا۔ دوسرا واقعہ خود ان کے

کے مرید و خلیفہ اثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے خاص شغف تھا۔ اثنوی پر آپ کا حاشیہ ہے جو بہت عمدگی اور بڑی صحت و حسن کتابت و طباعت کے ساتھ نامی پریس کانپور منشی رحمت اللہ عدم مرحوم کے اہتمام سے چھپی۔ سلب ہے کہ آنحضرت کے استاد مولانا غلام محی صاحب جو مدرسہ الہیات کانپور کے صدر مدرس ہیں۔ علوم عقلیہ اور نقلیہ میں کامیاب مدرس ہیں تدریس ہی میں زیادہ مدت عمر گزاری ہے۔ تمہارے ذمہ اپنے استاد کی عظمت کرنا اور ان کی خدمت کرنا اور پڑھاتے وقت ہر کلمہ کو ہمہ تن گوش ہو کر سننا فراموش نہ کرنا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ مدرسہ الہیات کانپور میں عیسائی اور آریہ کے دونوں کتابوں اور رسالہ جات کا بہت ذخیرہ ہے۔ ان کے رد کے لئے طلباء کو تیار کرایا جاتا ہے۔ آنحضرت بھی اس سے لگاؤ رکھو۔ گزشتہ زمانہ میں کانپور عیسائی تبلیغ کام کر رہے تھے اور آریہ مشن بھی تیزی پر رہی ہے علماء نے تردیدی کام بھی غیر معمولی کیا ہے۔ غرض کہ بعد ہی کانپور علوم عقلیہ اور نقلیہ کا درس گاہ ہو گیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

۲ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے (۱۲۱)

والد کی زبانی موصوف نے علیگر ٹھہ میں ادب عربی دوسرے فزون کے ساتھ پڑھا تھا یہاں سے جا کر لاہور میں مولوی فیض الحسن صاحب مرحوم ادیب نامور سے پڑھا۔ بعد فراع کہا کرتے تھے کہ لاہور میں آیام عرب وغیرہ کا بیان بے شک پیشتر تھا۔ لیکن اشعار کا مطلب علیگر ٹھہ سے زیادہ نہ تھا۔ انتہی مفتی لطف اللہ صاحب نے سات سال مدرسہ فیض عام کانپور میں درس دیا پھر مدرسہ جامع مسیح علیگر ٹھہ میں بعدہ حیدر آباد دکن میں مفتی عدالت عالیہ ہوئے۔ بعمر ۹ سال۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ علیگر ٹھہ میں فوت ہوئے۔ قطعہ تاریخ وفات چوں مولانا لطف اللہ۔ بودہ استاذ العلماء۔ حسرت سال وفات شان۔

”استاذ العلماء“ گفتا محمد ابراہیم فریدی غفرلہ۔ بدایوں۔ محلہ کمانگران

۱۳۳۱ھ

۱۔ اس کے بانی مولانا آزاد سبحانی تھے جو موضع قاضی پور ضلع بلیا کے رہتے والے تھے جن کو علوم عقلیہ پر پڑا عبور تھا اور قائد اعظم کی طرف سے روس کا دورہ بھی کیا۔

کا کوری مصنف علم الصیغہ اور تاریخ حبیب آلہ وغیرہ نے جزیرہ انڈین کے جس کی رہائی کے بعد کانپور میں مدرسہ عربیہ دینیہ و درس نظامی کا قائم کیا جس کا نام ”مدرسہ فیضی عام“

۱۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۹ شوال ۱۲۲۸ھ بمقام دیوبند ضلع بارہ بنکی (روپی) میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں رام پور جاکر مولوی سید محمد ربیلوی اور مولوی حیدر علی ٹونکی۔ مولوی رالاسلام سے درسی کتابیں پڑھیں۔ دلی جاکر حضرت شاہ محمد اسحق محدث سے حدیث کا درس لیا۔ دلی سے علیگڑھ آکر جامع مسجد میں مولوی بزرگ علی سے علم ریاضی پڑھا بعد فراغ جامع مسجد میں مدرسہ مقرر ہوئے ایک سال کی تدریس کے بعد علیگڑھ ہی میں منصف و مفتی کے عہدہ پر تقرر ہوا۔ کولہ سے بریلی تبادلوں ہوا۔ صدر امین ہوئے پھر صدر اعلیٰ۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں بغاوت کا الزام لگا اور جزیرہ انڈین بھیج دیئے گئے وہاں کے قیام میں قرآن مجید حفظ کیا اور تاریخ حبیب آلہ اور علم الصیغہ تالیف کیا۔ یہ دونوں نام تاریخی ہیں۔ ۱۲۷۱ھ میں جزیرہ انڈین کی اسیری سے رہائی ہوئی۔ کانپور میں قیام کیا اور مدرسہ فیضی عام کانپور کی بنیاد ڈالی اور خود درس دیا دو سال کے بعد حج کا ارادہ کیا۔ اپنے تلامذہ سے مولوی سید حسین شاہ واصف کو مدرسہ اول مولوی لطف اللہ صاحب علیگڑھ کو مدرسہ دوم مقرر کیا اور خود حج کو روانہ ہو گئے۔ اس زمانہ میں جہان باد بانی تھے۔ جدہ کے قریب پہنچ کر جہان پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ حضرت مفتی صاحب بحالت نماز اصرام باندھے ہوئے غرق ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۲۷۹ھ شوال ۱۲۷۹ھ کا ہے۔ مفتی صاحب کی کل عمر ۵۲ سال کی ہوئی۔ راقم السطور کا مضمون ”مفتی عنایت احمد کوری“ کے عنوان سے مارچ ۱۹۵۹ء انجمن اسلامیہ کراچی بیگزین جلد ۱ نمبر ۵ صفحہ ۳ تا ۳۷ میں چھپا مولوی بزرگ علی مرحوم ماہرہ ضلع ایٹک کے ساکن والد کا نام حسن علی شوق۔ لکھنؤ کلکتہ میں تحصیل علوم کیا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حدیث اور حضرت شاہ رفیع الدین محدث سے علم ریاضی پڑھا۔ ابتداء میں درس دیا پھر کولہ میں منصف ہے۔ استغفار دیکر ریاست ٹونک میں قاضی القضا ہوئے ۱۲۷۲ھ میں بمقام ٹونک انتقال کیا اور دفن ہوئے محمد ابراہیم فریدی۔ بدایوں محلہ کمانگران ۱۹۶۵ء۔

رکھا۔ اسی مدرسہ فیض عام کانپور کے فیوض کا چشمہ ”دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ“ ہے۔
مدرسہ فیض عام کانپور نے مشاہیر فضلاء پیدا کئے۔ جن میں بھائی نثار احمد صاحب ہر لویا
کے پیامات آچکے ہیں۔ لہذا چھوٹے بابو مولانا مولوی شاہ محمد معین الدین قادری آروی
قدس سرہ کے عرس میں راتن جانے کا ارادہ ہے۔ والد علی اپنے استاد مکرم سے سلام سنوں
فقط۔ جعفر علی فریدی خانقاہ مبارک پچھوتہ کھگیا ضلع مونگیر

۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ

مکتوب - ۱۸

نورِ نظم۔

بکرہ تعالیٰ بحریت ہوں اور متعلقین سلامت ہیں۔
کئی ہفتے پر آج خط بصیرت نواز ہوا۔ ایام طالب علمی میں اوزاد اذکار سے
شغف رکھنا مشائخ طریقت سے پسند نہیں فرمایا ہے۔ اس زمانے کے اندر درسیات
میں محنت کرنا کتب خواندگی میں انہماک رکھنا ”ورد“ ہے اور اسباق کا ہم سبقوں سے
تکرار کرنا خواندہ سبق کو دھرانہ۔ علمی مباحث سے دلچسپی رکھنا اور مذاکرہ بہترین ”ذکر“
ہے۔ ہونے والے اسباق کے لئے مطالعہ میں محو ہو جانا ”مراقبہ“ ہے۔ طلباء کے لئے
ممنوعات شرعیہ سے بچنا اور جماعت سے نماز پڑھنا بڑی اہم عبادت ہے۔ آنحضرت
کے لئے بخیر وقتہ جماعت سے نماز پڑھنا اور فجر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرنا کافی اور
وافی ہے والد عافیت۔

مکتوب - ۱۹

نور العین۔

بعد دعلے صحت ظاہری و باطنی۔ احقر غفرلہ ۲۵۔ یوم کے مسلسل تبلیغی سفر کے بعد کل
واپس آئے۔ تبلیغی سفر سہ سارہ پورا ضلع بھاگل پور کے علاقہ میں ہوا۔ اس علاقہ میں مسلمان

دینی تعلیم اور اسلامی طریقہ زندگی سے بالکل ناواقف ہیں۔ رسومات مشرکانہ دلیوالی۔ ہولی چھٹھہ درگاہ پوجا وغیرہ ہندوانی مذہبی رسوم و رواج اور پرستش کرنے میں مبتلا ہیں چونکہ ان کے علاقہ میں بزرگان لوہن اور مبلغین اسلام کی آمد بہت کم ہوئی جس سے اس علاقہ کے مسلمانوں کی اصلاح نہیں ہوئی۔ اصلاح ایک دربار کے آنے جانے سے نہیں ہوتی ہے بلکہ بار بار کی آمد و رفت اور پیہم اصلاحی اور تبلیغی کام کرنے سے اور لوگوں کو گرویدہ بنانے سے۔ احقر غفر اللہ تعالیٰ لئے تجارت کا معمولی سامان اور چٹا اور ستھو۔ موٹھی رپرل (کوزا در راہ سفر کر کے چند مواضعات میں گشت کیا، تبلیغ کی کلمہ طیبہ سکھایا۔ وضو کرنا نماز پڑھنا، اذان کہنا، بکیر راقامت) کہنا بتایا۔ اسلامی عقائد سے واقف کیا۔ رسوم کفریہ سے منع کیا۔ مسلمانوں کے گھر میں بت پرستی اور بھگت کی بھگتائی ہوتی تھی اس کو روکا۔ شب روز دینی خدمات و تبلیغ شریعت میں گزے چونکہ آب و ہوا ناموافق آئی اور طبیعت خراب ہو گئی واپس آید ہنوز ناسازی مزاج موجود ہے۔

آنحضرتؐ کی خواہش میں پوری کوشش کرو کہ کتاب فہمی آجائے اور استعداد تعلیمی پیدا ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ عمر عزیز گزر جائے اور حاصل کچھ نہ ہو۔ پھر مستقبل میں حیرت و افسوس کا رنج اٹھانا پڑے۔ ان اوقات تعلیم کو غنیمت جانو **يَكُلُّ شَيْءٌ آفَتْ وَلِلْعَالَمِ آفَاتٌ** ہر مقصد کے حاصل کرنے میں پریشانی اور دقت سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن تحصیل علم میں بہت سی کلفتوں اور آفتوں سے سابقہ پڑتا ہے جو طالب علم طلب علم کی دشواریوں کو جھیل لیتا ہے وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔

آپ کی دریافت پر لکھ رہا ہوں کہ روزندگان سلوک کے لئے جو ہدایتیں حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہیں ہیں۔ وہ یہ ہیں رحمت خداوندی سے امید ہے کہ مستقبل قریب میں یہ تمام ہدایتیں شعل راہ ہوں گی۔

۱۔ ذکر پر مداومت کرنا ۲۔ مصلیٰ الہی کی طلب ۳۔ پیر مرشد سے ربط و محبت

۴۔ ہر شئی کے حصول میں دشواری ہے اور تحصیل علم میں بہت دشواریاں ہیں۔

۴۔ شریعت کا اتباع۔ ۵۔ تواضع انکساری (اپنے کو رب تعالیٰ کا معمولی بندہ سمجھنا)۔
 ۶۔ غور گہند سے بچنا۔ ۷۔ ذکر و فکر کی کثرت کے عجب سے دور رہنا۔ ۸۔ مراد ان طریقت
 سے خصوصی میل و جمل رکھنا۔ ۹۔ ضرورت مندوں کی حاجت رفع کرنا۔ ۱۰۔ بزرگانِ طریقت
 بلکہ جملہ اہل اللہ اور تمام مسلمان مرد و عورت کو فاتحہ اور ایصالِ ثواب میں شریک کرنا۔
 ۱۱۔ ذکر کے ختم پر ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں گڑا کرنا اور طالبِ دعا کے لئے دعا کرنا۔
 ۱۲۔ تہجد کی نماز پڑھنا اگرچہ دو ہی رکعت ہو۔

سلسلہ آبادانیہ میں صبحِ شام ذکرِ حلقہ کر لیا دیتا ہے۔ اول فجر کی نماز بعد دمِ مغرب کی
 نماز پڑھنے کے شام تک حلقہ کر لیا طریقہ یہ ہے کہ پیر یا انکا مجامع میں ہو اور جملہ ذاکرین
 ان کے ارد گرد ہوں کہ دائرہ کی شکل بن جائے۔ اگر ذکرِ خفی کرنا ہے تو ہر ذاکر اس ذکر
 میں لگ جائے جس کی تلقین ہوئی ہے۔ اگر ذکرِ حلی کرنا ہے تو جو بزرگ دائرہ (حلقہ)
 کے بیچ میں ہوں وہ ذکر کا آغاز کریں باقی ان کے ساتھ ہم آواز ہو کر اونچی آواز سے ذکر
 میں مشغول ہوں۔ ہر ذکر میں آنکھیں بند ہوں۔ اندھیرا ہو۔ روشنی بالکل نہ ہو۔ اگر روشنی
 ہو تو بہت دھیمی جس سے تاریکی رہے۔ ذکر شروع کرنے سے پہلے استغفار پڑھا جائے
 اور فاتحہ پڑھی جائے۔ ذکر کے ختم پر دعائیں جات پڑھی جائے۔ پھر آیات قرآنی اور
 درود شریف پڑھ کے فاتحہ کی جائے۔ جس میں اولاً بزرگانِ سلسلہ کے نام لئے جائیں
 پھر جملہ اولیاء اللہ، صالحین امت، عام مسلمان و مسلمات کے۔ بلکہ سابقین انبیاء
 علیہم السلام اور ان کی مسلمان امت کو بھی شامل کر لیا جائے فقط والد دعا۔

مکتوب - ۲۰

نور نظرم مولوی مفتی محمد ابراہیم فریدی۔ بَارَكَ اللهُ فِي عَمْرٍ كُمْ۔ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَحَمْدُهُ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّ ذَا اِل
 اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْحَالِ وَالْمَقَالِ ۝

خط پڑھ کر خوشی ہوئی۔ خواب ماشاء اللہ نافع ہے۔ جو ہرے بھرے درخت
 اور رنگ برنگ پھول دیکھے ہیں وہ سب اعمال حسنہ کی شکلیں ہیں جو عالم برزخ میں
 متشکل ہوئے ہیں۔ عالم برزخ کو عالم صور و اشکال بھی کہتے ہیں۔ اس دنیا میں جو
 عمل وجود میں آتے ہیں اُس عالم میں اس کی خاص شکلیں بن جاتی ہیں جو قائم اور باقی
 رہتی ہیں۔ اعمال حسنہ کی حسین اور دل فریب صورتیں اور اعمال قبیحہ کی بری اور
 ڈراؤنی شکلیں ہوتی ہیں اور یہ بری اور ہیبت ناک شکلیں گناہ پر نام ہونے اور
 توبہ کرنے کے قبل تک باقی رہتی ہیں۔ اور بعد ندامت اور توبہ صادق منٹ جاتی
 ہیں۔ عالم برزخ میں یہ اعمال حسنہ کبھی پاکیزہ حلال جاندار طیور اور مکیشتی کے

ترجمہ ۝۔ بری بات اور بری حالت سے اللہ کی پناہ ڈھونڈھتا ہوں۔

پیکر میں کبھی درخت، سبزہ، پھول، باغ، پھلواڑی کے مجسمہ میں کبھی چشمہ آب کی صورت میں وجود میں آتے ہیں اور انہیں عالم میں ان سب کی پرورش ہوتی ہے جس نیت اور حسن ارادے کے سبب ان سب میں تازگی اور رونق آتی رہتی ہے اور بالیدگی میں افزونی اور ترقی ہوتی رہتی ہے۔ رویا (خواب) اور مراقبہ میں تمام صور و اشکال کے مشاہدے حضرات صوفیائے کرام کیا کرتے ہیں۔ جن کی مثالیں صحابہ کرام اور صوفیائے عظام کی حیات طیبہ میں بکثرت ملیں گی۔ قرآن کریم میں لکھمُ الْبَشَرِی فی الْحَیَوةِ الدُّنْیَا ہے۔ بشری اور بشارت ہم معنی ہیں۔ دنیاوی زندگی میں بشارت یہی مشاہدات رویا اور مکاشفات و مراقبات ہیں جن میں مژدہ خیر کی اطلاعات عالم برزخ سے ہوتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہشت میں تعلیم پہنچنے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے جانا اگرچہ بحیثیت خادم چوبدار تھا، سالکان طریقت کا ہوا میں اڑنا۔ ملائکہ سے مصافحہ کرتا فرشتوں کی جماعت میں داخل ہوتا ہرے بھرے درخت کے سایہ میں بیٹھنا اور لذت پھل کھانا۔ سبز و شاداب باغ میں سیر کرنا۔ رنگین اور خوشبودار پھول کا دیکھنا یا سونگھنا۔ عالیشان و دلکش محل کا دیکھنا یہ سب اعمال صالحہ کی بہترین اشکال و صورتیں ہیں۔ جو بطور بشارت مشاہدہ میں لائے جاتے ہیں۔

روندہ سلوک کے رویائے صادقہ (سچے خواب) کئی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ہر نوع میں خدا گانہ صورت تعبیر ہوتی ہے کسی میں افعال حسنہ کی جاذب صورتیں دکھا کر قبولیت عمل کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ کسی میں ترغیب دلائی جاتی ہے تاکہ سالک کا شوق بڑھے اور شوق میں کمی نہ آنے پائے۔ کبھی خواب میں سالک کی یا طنی کیفیات ظاہر کی جاتی ہیں۔ کبھی سالک کی فروگزاشتوں پر تنبیہ کی جاتی ہے کبھی آئندہ کے واقعات کی خبر دی جاتی ہے۔ کسی خواب میں دعا کی تلقین ہوتی ہے۔ بزرگان طریقت جنہیں طرح حیات ظاہری میں با اخلاص مرید کی تربیت

کرتے ہیں۔ اسی طرح بعد وصال بھی۔ اس عالم برزخ سے۔ اس کی کئی مثالیں دعاگو کے پیش نگاہ ہیں کہ مرید کی تربیت کی تکمیل پیر کے وصال کے بعد عالم برزخ سے ہوئی ضلع اعظم گڑھ کے مشہور صاحب ارشاد بزرگ مولانا محمد کاملؒ نعمانی ولید پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت سلوک ناقص تھی کہ مولانا کے شیخ قدوة العرفاء حضرت مشائخ عبد العظیم لوہاری قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔ بعد وصال حضرت قدوة العرفاء قدس سرہ نے عالم برزخ سے مولانا کی تربیت سلوک فرمائی۔ بذریعہ خواب بقیہ اذکار اور آبادانی کی تعلیم کی۔ بعد تکمیل تعلیم اجازت و خلافت دیا۔ (خواب) میں عطا کی مولانا رحمۃ اللہ علیہ صاحب سلسلہ بزرگ ہوئے ہیں۔ مولانا کے کئی خلفاء نے عرب شریف جاکر رشد و ہدایت کی۔ مولانا نے علامہ شبلی کا نام شبلی اور ان کے بھائی کا نام جنید رکھا۔ اور علم کے حصول کی دعائیں کی۔ چونکہ علامہ شبلی کے والد بزرگوار شیخ حبیب اللہ صاحب مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلیقہ حضرت شیخ الہی بخش صاحب۔ ساکن سیر حد ضلع جوہنپور کے مخلص مرید تھے۔

راقم السطور دعاگو بھی اس سلسلہ میں داخل ہے کہ مری تربیت سلوک اور تعلیم سلوک مکمل ہونے سے پہلے حضرت پیر و مرشد واصل باللہ ہو گئے۔ حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے عالم برزخ سے تربیت فرمائی اور تعلیمات آبادانی کی تکمیل کی۔ کبھی خواب میں بتایا اور کبھی مراقبہ میں بہنوڑ اصلاح کا فیض جاری ہے اسی عالم برزخ سے اجازت ارشاد کی عزت ملی۔

خواب فہمی اور خواب کی تعبیر بتانا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ خواہ وہ عالم ہو یا متقی۔ تعبیر خواب کے لئے خاص نسبت و فیض درکار ہے جس کے سینہ میں طریقتی فیوض بواسطہ یا بلا واسطہ ہوں وہ خواب کے کنہ سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ خاکسار سے کوئی نہ ہو و طریقت کوئی خواب بیان کرتا ہے تو اس کو خاص توجہ سے سنتا ہے

سے آپ کا ذکر ”تذکرہ علمائے حال“ مطبوعہ نول کشور مرتبہ وحشی نگر می میں ہے۔

ہے۔ پھر لطیفہ قلب کی طرف متوجہ ہو کر غور کرتا ہے اس پر بھی صحیح تعبیر سمجھ میں نہیں آتی تو بعد وظیفہ مراقبہ میں دھیان کرتا ہے اس پر بھی ظاہر نہیں ہوتی تو حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانیت کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اب جو فیضان ہوا اور اشارہ ہوا۔ اس پر غور کیا۔ اگر تعبیر بیان کرنا مناسب سمجھا تو کہدی ورنہ خاموش رہا۔ اور مناسب موقع پر حسن پیرایہ میں کہہ دیا۔ اگر موقع دعا گوئی کا ہے تو بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ اگر آئندہ کی آفات سے محفوظ رہنے کے لئے صدقہ کی ضرورت ہے تو صدقہ بتا دیا۔ اگر نیک عمل کرنے کی حاجت ہے تو اس کی رہنمائی کر دی۔ رہرو طریقہ کے لئے ضروری ہے کہ اپنا خواب طریقت کے باخیر بندگ اور ہم مشرب بندگ سے کہے۔ جو ہم مشرب تھیں اور نہ راہ طریقت سے واقف ہو۔ اس سے ہرگز نہ کہے۔ کیونکہ نا اہل سے کہنے میں نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔ خواب کی تعبیر جوئی میں عجلت نہ کرے اور نہ دیر ہونے سے پریشان ہو۔ ہمہ دم رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اپنے پیر طریقت کی جانب خاص التفات کرے۔ اشخاص و حال کے لحاظ سے خواب کی تعبیر بدلتی رہتی ہے۔ ایک خواب کو مختلف درجہ اور خیال کے آدمیوں نے دیکھا ہے تو سب کی تعبیر ایک نہ ہوگی بلکہ جداگانہ۔ فقط

حیفر علی فریدی

خانقاہ قادریہ۔ سر بیلا ضلع مونگیر۔ محرم ۱۳۵۸ھ

مکتوب - ۲۱

عزیز اذجان و علیکم السلام ورحمۃ
خط سے اچھے میاں اور جیا میاں کی خواندگی کا حال معلوم ہوا۔ مسرت ہوئی

تعلیم سے زیادہ نگہداشت کی ضرورت ہے۔ نگہداشت تربیت ہے۔ تربیت سے بچے ہونہار ہوتے ہیں۔ بے میاں کی رو بصحت ہونے سے سمجھوں کو خوشی ہوئی۔ دعا ہے کہ جلد رب تعالیٰ ان کو شفا کامل دے۔ اور آپ کی پریشانیاں بھی دور ہوں۔ احقر دعا گوئی سے قاصر نہیں ہے۔ سید احمد سلمہ لیاقت ہیں ذکر کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ برابر جاری رہے اگرچہ ٹھوڑا ہو۔ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وہ عمل پسند ہے جو برابر ہوتا ہے اگرچہ مقدار میں کم ہو۔ بھلا قل شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ **أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا** ذکر کے فضائل مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں۔ ان احادیث کی وضاحت ”مظاہر حق“ میں خوب ہے۔ **العزيز: "أَشَقُّهُمُ الْهَمَاتُ"** شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا مطالعہ کرو۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی شرح فارسی میں ہے اور نو لکھنؤ پریس لکھنؤ میں چھپی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری شرح ”الہمات“ ہے جو عربی زبان میں ہے اور بہت مکمل ہے اس کا نسخہ نایاب ہے۔ ایک قلمی نسخہ باتکی پور پٹنہ مولوی خدا بخش چھپروی کی لائبریری میں ہے۔ یہ لائبریری مخطوطات کتب میں مشہور ہے۔ شیخ عبدالحق قدس سرہ محدث دہلوی حدیث وفقہ میں امام اور صوفی مشرب بزرگ تھے۔ ہر جماعت میں مقبول ہیں۔ حضرت شیخ کی تالیفات مفید اور مستند ہیں۔ قادری۔ اور شاذلی طریقہ تھا اخیر عمر میں حضرت خواجہ باقی باللہ بخاری دہلوی شیخ خالوادہ نقشبند یہ کی صحبت میں رہے اور اکتساب فیوض کیا۔ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں شیخ کا رہنا فرنگی محل لکھنؤ کے ایک عالم نے غازی پور یا جوہنپور بیاں کیا تھا جس کو پچاس سال کا عرصہ ہوا۔ حضرت شیخ کا وصال دہلی ۱۰۵۲ھ میں ہوا۔ فخر العلامار مادہ سال وفات ہے۔ قطب صاحب میں حوض شمس فی کے کنارہ ذہن ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور شیخ محدث دہلوی کا باہمی اختلاف بموجب حدیث شریف **اِخْتَلَفَ اُمِّي رَحْمَةً** ہے اس میں موشگافی کرنا

۱۔ دلائل مفتی عنایت اللہ فرنگی محل رحمۃ اللہ علیہ نے مظاہر حق کے تہجد میں بھی اس کو ذکر کیا ہے۔
(بقیہ صفحہ ۱۳۲ پر)

اور اس سے بڑا اثر لینا اور فرقہ بندی کرتا حرام اور بد نصیبی ہے۔ دونوں بزرگ واجب تکرم اور تعظیم ہیں اور ہمارے پیشوا۔ مظاہر حق کی بابت ایک معمر صاحب تدریس عالم نے فرمایا کہ مظاہر حق جو مشکوٰۃ شریف کا اردو ترجمہ اور شرح ہے۔ یہ تالیف حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کی ہے اگرچہ تالیف کی نسبت مولانا نواب قطب الدین خان دہلوی کی جانب ہے۔ مولانا نواب قطب الدین خان دہلوی حضرت شاہ صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ممتاز شاگرد اور نواسہ ہیں جن سے حدیث شریف کی خوب اشاعت ہوئی۔ لکھنؤ میں دہلی سے مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے اور مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ مظاہر حق کا عدد ۱۲۵۴ ہے۔

منقولہ سے

کسی استنباط مسئلہ میں مری امت کا باپ بھی اختلاف موجب رحمت ہے۔ لکھنؤ وفات ۱۲۶۲ھ میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔
 ۱۲۳۹ھ دہلی میں ہوئی۔ دہلی بروں ترکان دروازہ دہلی جہولیوں میں اندرون احاطہ مسجد فن میں اسی چوتزہ پر
 شاہ عبدالکریم۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین صاحب محدث رحمہم اللہ تعالیٰ مدفون ہیں۔
 مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری اور مولانا احمد علی محدث بہار پوری رحمۃ اللہ علیہا نے بھی حدیث شریف
 حضرت شاہ صاحب مولانا محمد اسحاق محدث سے پڑھی حضرت مفتی لطف اللہ علی گڑھی استاذ العلمائے جملہ علوم اور حدیث
 بھی مولانا مفتی عنایت احمد صاحب سے پڑھی۔ استاذ مولانا عبدالسلام دہلی قندھاری قدس سرہ نے مختلف علوم فن
 بیات و معقولات و حدیث استاد العلماء علی گڑھی اور ان کے تلامذہ مولوی بشیر احمد علی گڑھی وغیرہ سے حاصل کئے اور
 معقولات کی تکمیل مولوی ظہور حسین صاحب فاروقی رامپوری سے۔ احقر دو سال ۱۲۸۸ و ۱۲۹۰ھ مولانا ابو محمد عبدالسلام قندھاری
 النور اللہ سرقدہ کے حضور میں رہا درس علم ہیات و معقولات حاصل کیا۔ در رحمۃ اللہ علیہم، استاذ مولانا مولوی عبدالسلام
 قندھاری کا درس معقولات مشہور تھا کابل بخارا۔ بلوچستان و دیرستان کے طلباء بعد فراغ آپ کے درس میں حاضر آتے
 مدرسہ عالیہ رام پور، مدرسہ رحمانیہ دہلی، مدرسہ دیوبند کے فارغ طلباء علم ہیات شرح اشارات وغیرہ کی خواندگی کے لئے
 حلقہ درس میں بیٹھتے اور تکمیل کر کے جاتے۔ استاذی نے یوپی کے مختلف درگاہوں میں درس دیا۔ مدرسہ شاہی مسجد ارد آباد

ذکر کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ** تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ نے جب اپنے رب کا ذکر کیا تو رب تعالیٰ نے بھی اس بندہ کا ذکر کیا۔ امام محمد غزالی کی احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت ثابت بنانی قدس سرہ نے اپنے احباب سے کہا: جس دم مرارے مجھ کو یاد کرتا ہے مجھ کو معلوم ہو جاتا ہے۔ اس پر ان کے احباب حیرت زدہ ہو کے کہنے لگے اے ثابت کیسے کہتے ہو بتاؤ۔ حضرت ثابت نے فرمایا قرآن مجید میں دیکھو، **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ** موجود ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ جو بڑے محدث اور ثقہ راوی حدیث ہیں کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے امت محمدیہ کو ایسی نعمت دی۔ اگر وہ نعمت جبریل و میکائیل (علیہ السلام) کو دی جاتی تو اون کے لئے بڑی عظمت و قدردانی کا باعث ہوتی وہ نعمت **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ** ہے۔

صحیحین (بخاری و مسلم) میں حدیث قدسی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے **اِذْ ذَكَرْنِي فَاَنْ ذَكَرْنِي فِیْ نَفْسِیْ ذِكْرٌ شَکْ فِیْ نَفْسِیْ اِنْ ذَكَرْنِي فِیْ مَلَاَئِکَہِ ذِكْرٌ شَکْ فِیْ مَلَاَئِکَہِ خَیْرٌ وَّ مِنْکُمْ**۔ یعنی اس کو مری سمیت حاصل ہوتی ہے جس وقت مراد ذکر کرتا ہے۔ اگر مراد ذکر نفس (دل) میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر نفس (دل) میں کرتا ہوں۔ اگر جماعت کے حلقہ میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے تو میں ایسی جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ مرے ذاکروں کی جماعت بندہ کی جماعت ذاکرین سے بہتر ہے۔ ذکر نفس سے مراد ذکر قلبی اور ذکر لطائف ستہ اور ذکر باطنی ہے۔ حدیث شریف میں لفظ **مَلَاَئِکَہِ** آیا ہے

حاشیہ: مکہ طہ لفظ ہے۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں سالہا سال تعلیم دی۔ اخیر میں مدرسہ رحمانیہ مدرسہ اسلامیہ اندر گھوٹ میرٹھ۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں سالہا سال تعلیم دی۔ اخیر میں مدرسہ رحمانیہ دہلی میں شیخ المقول رہے۔ یہیں زہر دیا گیا جس سے موت واقع ہوئی حضرت خواجہ باقی اللہ کی مسجد کے عقب میں دفن ہوئے ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ قمری استاذی مرحوم کی تصنیفات میں دو کتابیں اسوہ طلیعہ بزبان عربی۔ اسوہ اللہ کی شرح۔ طلیعہ سید شاد کی۔ اسوہ کے مقدمہ میں کابل اور قندھار کی تاریخ ہے۔ مولانا مولوی ظہور حسین رامپوری امام معقولات شمس العلام مولوی عبدالحق عمری خیر آبادی وفات ۱۳۱۶ھ کے تلمیذ خاص تھے محمد ابراہیم قریری نقوی بدایوں

مکمل کے معنی جماعت ہے جماعت سے مراد ذکر کا حلقہ ہے۔ جس میں سب ایک جا ہو کر ذکر کریں خواہ ذکر چہری ہو یا ذکر خفی۔ رب تعالیٰ کے ذاکرین کی جماعت سے مراد ملائکہ مقربین اور ارواح انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے۔ جو اس دنیا کے صالحین اور ذاکرین کی جماعت سے بلند ترین ہے۔ اس لئے کہ ارواح انبیاء اور ملائکہ مقربین کے مقام قرب الہی میں بہت بلند ہیں۔ چونکہ یہ حضرات عالم انعام میں ہیں۔ اور ہم سب عالم عمل و اکتساب میں۔ ذکر نفسی چونکہ یہ ذکر نفس یعنی دل میں ہوتا ہے اور لطائف خمسہ باقیہ سے کیا جاتا ہے جو کہ پوشیدہ اور چھپا ہوتا ہے اس کی خبر سوائے ذکر کرنے والے اور رب تعالیٰ کے جس کا ذکر کیا جاتا ہے دوسروں کو نہیں ہوتی ہے حتیٰ کہ کاتبین فرشتوں کو بھی نہیں۔ لہذا کہا گیا ہے۔ **غَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ**۔ (بہترین ذکر خفی ہے یعنی بلا آواز والا ذکر) حضرت ملا علی قاری محدث شارح مشکوٰۃ شریف اور مولانا فخر الدین دہلوی نے حصن حصین کی اپنی اپنی شرح میں لکھا ہے۔ ذکر خفی ذکر جلی سے ستر درجہ افضل ہے۔ یہ دونوں شرح یکجا تول کشور پریس میں چھپی ہے۔ مولانا فخر الدین دہلوی کی شرح فارسی میں اور ملا علی قاری محدث کی عربی میں ہے جس کا نام درمیں ہے مولانا فخر الدین دہلوی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے پوتوں میں ہیں۔ مشائخ طریقت نے فرمایا ہے کہ ذکر خفی کا اثر ذکر جلی سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ذکر خفی میں قوت تاثیر بہت زیادہ ہے اس کا تجربہ خاکسار کو بھی ہے۔

مظاہر حق جلد دوم۔ باب ذکر اللہ کے فائدے میں ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بدور السافرہ میں لکھا ہے۔ اللہ کا ذکر دل اور زبان دونوں سے ہوتا ہے۔ افضل یہ ہے کہ دل اور زبان دونوں سے ہو تو دل کا افضل ہے۔ پھر دل کا ذکر دو قسم پر ہے ایک فکر کرنی عظمت خدا اور جبروت و ملکوت میں۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں جو آسمان و زمین میں ہیں اس کو ذکر خفی کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے ستر درجہ افضل ہے ذکر خفی وہ جو نہیں سنتے اس کو حفظہ یعنی فرشتے اعمال لکھتے والے جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ خلایق کو حساب کے لئے جمع کرے گا۔ اور حفظہ اس چیز کو لائیں گے جن کو یاد رکھتے تھے اور لکھا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے

گا دیکھو کیا باقی رہا۔ ان کے واسطے۔ حفظہ کہیں گے ہم نے کچھ نہیں چھوڑا جو یاد رکھا اور جمع کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گا سرے پاس اس کی نیکی ہے جن کو تم نہیں جانتے ہو۔ اس کا بدلہ میں دوں گا اور ذکر خفی ہے۔

صباح اور قاموس میں لکھا ہے ذکر نسیان کا ضد ہے۔ یہ دل کا فعل ہے ہاں جو کچھ کہ زبان سے ہو اس کو بھی ذکر کہتے ہیں۔ لفظ ذکر مشترک ہے دل کا فعل ہو یا زبان کا مشائخ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذکر دو نوع پر ہے قلبی اور زبانی۔ اور اثر ذکر قلبی کا قوی تر ہے اور بزرگ تر اور بہت اثر انداز ہے ذکر زبانی سے (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ شریف) حضرت ملا علی قاری محدث نے در ثمن شرح حصن حصین میں ایک حدیث قدسی نقل کی جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَكَرَنِي۔ میں ذکر کرنے والے کا ہم نشین ہو جاتا ہوں۔ قرآن مجید میں ہے وَلِذِكْرِ اللَّهِ اَكْبَرُ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب ذکروں سے بڑا ہے۔

حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے صاحبو۔ میں تم کو بہترین اور پاکیزہ عمل کی خبر دیتا چاہتا ہوں جس کے درجے بہت اونچے ہیں۔ وہ نقل خیرات سونا چاندی کے صدقہ کرنے سے بھی اچھا ہے اور اس سے بھی اعلیٰ۔ کہ تم جہاد میں کافروں کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ یہ سن کر حاضرین صحابہ نے بیک زبان کہا کہ یا رسول اللہ اس عمل کو ضرور بتلائیے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ

س۔ مولانا حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی لکھنؤی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شرح عربی حصن حصین کے خاتمہ میں ملا علی قاری محدث کی شرح حصن حصین کا نام حرز ثمن لکھا ہے لیکن مشائخ اور علماؤں کی زبان پر در ثمن ہے یہی نام مطبوعہ نول کشور کے نسخہ میں ہے۔ مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی نور اللہ مرقدہ کا انتقال ۲۹ ربیع الاول اور دوشنبہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ میں مقام لکھنؤ ہوا۔ مولوی انوار صاحب کے باغ میں مسجد سے ملحق دفن کئے گئے۔

وسلم نے فرمایا کہ وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔

دیکھو اس حدیث میں ذکر کرنے کو جہاد اور خیرات کرنے سے افضل بتایا ہے اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، موطا امام مالک نقل کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن لیسر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ۔ اسلام کی نقلی عبادتیں کثیر ہیں جن کے بجا لانے سے اپنے آپ کو قاصر پارہا ہوں۔ ایسا مختصر بتائے کہ جس کے کرنے میں ثواب زیادہ ہو اور کرنا بھی آسان ہو۔ جہاں چاہوں پڑھ لوں اور ایسا جامع ہو جو بہت سی نقلی عبادتوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہو۔ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہے کہ تیری زبان برابر ذکر الہی میں لگی رہے۔ (مشکوٰۃ شریف) بزرگان طریقت فرماتے ہیں کہ زبان عام ہے خواہ متہ کی زبان ہو یا قلب و لطائف کی۔ ذکر قلبی ہو یا قافی یا لطائف سے۔

حضرت ابو سعید قدسی (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون بندہ افضل ہے اور بلند درجہ رکھتا ہے۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا وہ مرد و عورت جو اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاد کرنے والے سے بھی وہ افضل ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اگر مجاہد اپنی تلوار سے کافر اور مشرک کو مارے اور وہ تلوار ٹوٹے جس سے مجاہد خون میں رنگین ہو جائے جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اس سے بہتر ہے۔ دیکھو اس حدیث نے بتایا ہے کہ جہاد میں شہید ہونے والے سے اللہ کا ذکر کرنے والا بزرگ تر ہے۔ حضرت عبداللہ بن لیسر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کون آدمی بہتر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا وہ خوش نصیب جس کی عمر دامن ہوئی اور نیک عملی میں صرف ہوئی۔ اس اعرابی نے کہا یا رسول اللہ

کون سا عمل افضل ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تو دنیا سے جدا ہوا اور تیری زبان اللہ کے ذکر میں تر ہو۔ حدیث شریف کے لفظ مبارک ہیں لِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ رطب کے معنی تر ہوتا ہے یعنی اللہ کا ذکر زبان پر جاری رہے۔ صوفیائے کرام نے کہا ہے اس سے مراد ذکر پر مداومت کرنا ہے خواہ ذکر خفی ہو یا ذکر جلی۔ عرفاء کے نزدیک جس لطیفہ اور جس عضو میں ذکر جاری ہو وہ لطیفہ اور وہ عضو زبان ہے سلطان الاذکار میں ہر عضو بلکہ ہر بن و مو زبان بن جاتے ہیں جس سے ذکر ہونے لگتا ہے۔ طبرانی شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَوْ اَنَّ رَجُلًا فَنِيَ حَجْرَهُ دَرَاهِمَ يَفْسِمُهَا - وَآخِرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ كَالنَّاسِ الذَّاكِرِ لِلّٰهِ اَفْضَلُ - حصن حصین -

ترجمہ۔ ایک آدمی اپنے گود میں روپے رکھے ہوئے بانٹ رہا ہے۔ دوسرا اللہ کے ذکر میں لگا ہوا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا ہے وہ روپے بانٹنے والے سے بزرگ تر ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ ایسا کلمہ بتا دیجئے کہ اس کلمہ کا ذکر کروں اور اس کے واسطے سے دعا کروں۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ کَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کرو۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اس کلمہ کو تیرا ہر بندہ کہا کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی خاص کلمہ بتایا جائے۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ ساتوں آسمان اور اس کی نگہانی کرنے والا اور ساتوں زمین سب کو ترانہ دے کے ایک پلہ میں رکھ دیا جائے اور کلمہ کَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اس ترانہ کے دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو کلمہ کَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے وزن سے یہ پلہ بھاری ہو جائے گا اور پہلا پلہ ہلکا۔ (رواہ شرح السنۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فضیلت ترین ذکر کَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور فضیلت ترین دعا الْحَمْدُ

اللہ ہے (ترمذی شریف و ابن ماجہ) لا الہ الا اللہ کے ذکر کرنے کے خاص فائدہ یہ ہے کہ اس ذکر سے باطنی امراض (صفات ذمیمہ) دور ہو جاتے ہیں اور باطن میں صفائی اور پاکیزگی آتی ہے اور نفسانی خواہش جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس کلمہ سے اس کی پوری نفی ہوتی ہے اور ایک ذات واحد جو معبود برحق ہے اس کے وجود کا اثبات ہوتا ہے جو سب پر حاکم اور آمر اور سب کا خالق رازق ہے ترمذی شریف اور طبرانی شریف میں مذکور ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی فجر کی نماز یا جماعت پڑھے کہ ذکر الہی میں لگ جائے یہاں تک کہ سورج نکل آئے پھر دو رکعت نماز پڑھے اس کو پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا

یہ نماز سنت استحبائی ہے اس کا وقت سورج کا کنارہ چمکنے سے بیس منٹ پر شروع ہوتا ہے۔ اس نماز کو نماز اشراق کہتے ہیں۔ اس نماز کا پڑھنا اور فجر کی نماز کے بعد ذکر میں لگ جانا خواہ اسی جگہ جہاں نماز پڑھی ہے یا اس سے پہلے کہ اسی صف میں یا اس سے علی صفوں کے کسی حصہ میں ہو۔ یہ طریقہ سلسلہ آبادانیہ کے معمولات میں ہے لہذا سرے ہر پیر بھائی کو اس کا پابند پاؤ گے۔ اس مکتوب کے جملہ احادیث کو مشکوٰۃ شریف یا اس کی اردو شرح مظاہر حق اور حصن حصین علامہ شمس الدین محمد دمشقی شیرازی محدث مشہور ابن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لی ہے۔ کتب تحولہ سے مقابلہ کرو۔ فضل خدا سے آنحضرتؐ سے کو حدیث شریف سے خاص لگاؤ ہے جو سلسلہ مجددیہ کی خصوصیات میں سے ہے جن احناف علماء نے اشاعت حدیث میں زیادہ حصہ لیا ہے ان میں اکثریت ان عالموں کی ہے جن کا تعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے ہے۔ اشراق کی نماز کے سلسلہ میں دو حدیث کا ترجمہ لکھ رہا ہوں اصل عبادت مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

۱۔ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صبح کی نماز پڑھے کے مصلے پر بیٹھا رہے اور دو رکعت نماز چاشت پڑھے کے مسجد سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہ کو معاف کر دے گا۔ اگرچہ یہ گناہ سمندر کے

جھاگ سے زیادہ ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز سے چاشت کی نماز تک کوئی بات خلاف شرع نہ کی ہو۔ (الوداؤد)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دو رکعت نماز چاشت کی برابر پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہو۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ) حدیث شریف میں لفظ ضحیٰ ہے اس کے ترجمہ میں نماز اشراق اور چاشت دونوں داخل ہیں۔ درمختار میں نماز ضحیٰ کا وقت طلوع شمس کے مکروہ وقت نکل جانے سے نصف النہار شرعی تک لکھا ہے یہی وقت اشراق اور چاشت کی نمازوں کا ہے۔

مکتوب - ۲۲

۲۲۔ لخت جگر میں یافیت با شید۔

بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں اور جملہ وابستگان سلامت ہیں۔ خط کا شف احوال ہوا۔ ماشاء اللہ باطنی کیفیات قابل ترقی ہیں۔ اللہم زد فرزد۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ، بلاشبہ جلیل القدر صوفی اور کثیر العلم عالم ہیں۔ صاحب کشف اور کیف بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی مشہور تالیف فصوص الحکم ہے۔ آپ کی تالیف فتوحات مکیہ قابل مطالعہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ گیا۔ ہے۔ اصل کتاب عربی زبان میں ہے۔ حضرت شیخ نے یہ کتاب مکہ مکرمہ کے قیام کے ایام میں مسجد حرام میں اعتکاف کر کے تالیف کی ہے۔ حضرت شیخ کافر عوں کی بابت خاص مسلک ہے یعنی فرعون کے با ایمان مرنے کے قائل ہیں۔ یہ شیخ کامسک جملہ مجتہدین اور اولیاء کے مسلک کے غیر موافق ہے لہذا اس مسلک کا تعلق صرف اولیٰ کی ذات سے وابستہ ہے۔ ہمارا وہی مذہب ہے، ہمیں وہی مسلک

رکھنا چاہیے جو مجتہدین اور اولیاء کرام بزرگان طریقت کا ہے کہ یہ سب کے سب فرعون کے کافر ہوتے اور کفر پر موت واقع ہونے کے قائل ہیں۔

آرہ (شریف) کے قیام کے دوران میں ابو طالب پدر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ما کے ایمان کا مسئلہ معرض بحث آگیا تھا اور کئی مہینہ تک چلا۔ بالآخر علمائے اہل سنت و جماعت اور اہل حدیث نے طے کیا کہ ابو طالب با ایمان نہیں مرے۔ شیعہ صاحبان بالاتفاق مومن ہونے کے قائل ہیں۔ غالباً ۱۳۱۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔ حضرت سکندر ذوالقرنین اور حضرت خضر علیہ السلام کا نبی ہونا علمائے کرام کا اختلافی مسئلہ ہے۔

سکندر نامہ میں مولانا نظام الدین گنجوی قدس سرہ اور بعض کتب تفسیر میں

دونوں بزرگوں کو ”نبی“ لکھا ہے۔ لیکن پیر و مرشد حضرت سلطان المشائخ حافظ شاہ محمد فرید الدین آروی قدس سرہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ احتیاط اس میں ہے کہ ان دونوں بزرگوں کو ولی مانا جائے۔ میں نے تفسیر مواہب الرحمن مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ کے پارہ نمبر ۱۴ میں بڑی تفصیل دیکھی ہے، جو بحوالہ کتب تفسیر عربی درج ہے۔ سکندر رومی جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تین سو سال قبل گزرا ہے جس کا ذکر تاج روم میں ہے۔ یہ غیر مسلم ہے مفسرین کرام نے اس کو کافر اور مشرک لکھا ہے۔ فقط

(حیقر علی فریدی غفرلہ خانقاہ شریف محلہ میر گنج آرہ)

مکتوب - ۲۳

۲۳ - راحت قلبی حفظکم اللہ تعالیٰ

خوش رہو۔ کھانسی اور تجیر دماغ کا ساتھ ہے ان دونوں میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ ضعیفی کے سبب تکلیف کا احساس زیادہ ہے۔ قریب کی نگاہ میں بھی فتور معلوم ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیر مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ سے ذکر میں نہ فتور پیدا ہوا اور غفلت طاری ہوئی بلکہ ذکر میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ یہ سب بزرگان طریقت کے فیوض ہیں۔ رب تعالیٰ حسن خاتمہ نصیب فرمائے رات دن اسی کی فکر لگی رہتی ہے۔ آغزینہ بھی دعا کرو۔

راہ طریقت کا خضر پیر مرشد ہے بغیر مرشد کے تصوف کا راستہ طے نہیں ہوتا ہے اور ثبلا پیر کے اس راستہ پر چلنا چاہیئے۔ یہ راہ باطن ہے اس کا شمع پیر مرشد ہے۔ بغیر پیر مرشد کے کوئی راہ گیر نہیں ہو سکتا ہے اور نہ منزل پہ پہنچ سکتا ہے۔ اور جو بھی پہنچا وہ پیر مرشد کے واسطے سے پہنچا۔ اس راہ میں یہی طریقہ اور سنت الہی جاری ہے۔ یہی سلف سے ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ فرماتے ہیں

۱۔ گم ہوائے ایں سفر داری دلا
 دامن رہبر بگیراے راہ جو
 در ارادت باش ثابت لے فرید
 دامن رہبر بگیراے راہ جو
 گم روی صد سال در راہ طلب
 بے رقی ہر کہ شد در راہ عشق
 پیر خود را حاکم مطلق شناس
 ہر چہ فرماید مطیع امر باش
 انچہ می گوید سخن تو گوش باش
 دامن رہبر بگیراے راہ جو
 دامن رہبر بگیراے راہ جو
 تا بیابی گنج عرفان را کلید
 ہر چہ داری کن نشان راہ او
 را رہبر بنود چہ حاصل زان تعب
 عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق
 تا براہ فقر گردی حق شناس
 طوطیائے دیدہ کن از خاک پاش
 تا نگوید او بگو خاموش باش

راہ طریقت کے رہرو کے لئے پیر کا ہونا ضروری ہے۔ یہ صوفیا صافیا کا متفقہ فیصلہ ہے۔
 اس بارے میں کسی عارف سے انکار ثابت نہیں ہے، مثنوی مودت نامعنوی قدس سرہ
 میں بھی اس کا ذکر ہے۔ مجاہدہ نفس کے لئے پیر مرشد نہ ہو جو اس کی رہنمائی کرے
 تو اس کا پیر مرشد شیطان بن جاتا ہے وہی شیطان اس کی رہنمائی کرتا ہے جس کی
 رہنمائی شیطان کرتا ہے وہ راہ مستقیم سے ہٹا اور دین سے گیا۔ حضرت شیخ الشیوخ
 شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ کا مقولہ
 مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْخٌ فَشَيْخُهُ شَيْطَانٌ
 کہتا ہے۔ پیر میں یہ صفتیں ہونی چاہیے۔

اول عقیدہ میں اہل سنت و جماعت ہو۔ دوم پابند شرع ہو۔ سوم مقلد ہو۔
 چہارم اہل طریق بزرگوں کا صحبت یافتہ ہو۔ پنجم خالوادہ ہائے صوفیائے کرام

ترجمہ ہے ۱۔ اے دل اگر اس سفر دلی سلوک کی خواہش رکھتا ہے۔ مرشد کا دامن مقام پھر اس
 در راہ سکوک میں قدم رکھ۔
 اے فرید ارادت و خوش اعتقاد (میں ثابت قدم رہ۔ تاکہ عرفان کے خزانہ کی کنجی پالے۔
 اے طالب مرشد کا دامن پکڑ۔ اور جو کچھ میرے پاس ہو اس راہ میں قربان کر۔
 اگر سو سال راہ طلب (سلوک) پر چلے۔ مرشد نہ ہو تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا سوائے در ماندگی اور تھکن کے۔
 بے مرشد کوئی راہ عشق میں چلا۔ عمر گزارے اور عشق سے آگاہ نہ ہوا۔ اپنے مرشد کو پورا حکم دان مان
 تاکہ فقر (عشق و سلوک) کی راہ سے حق کا پہچاننے والا ہو۔ جو مرشد فرمائیں اس کا تابعدار رہ۔ اور مرشد کے قدم
 کی خاک کو اپنی آنکھ کے لئے سرمہ بنا۔
 جو فرمائیں اس پر کان دھر۔ جب تک بولتے کا حکم نہ دیں چپ رہ۔ عا شہیر اکلے صفحہ پیر

میں سے کسی خاوندہ سے وابستہ ہو۔ اور تعلیم دینے اور تربیت کرنے کا مجاز ہو۔
 ششم خود ذکر اور شاغل ہو۔ سالک ہو یا مجذوب سالک۔ یا سالک
 مجذوب، مجذوب محض نہ ہو چونکہ مجذوب محض خود جذبے میں مستغرق رہتا ہے۔
 دوسروں کی صحیح رہنمائی نہیں کر سکتا ہے۔ ہفتم مرید کی تربیت کا خیال رکھتا ہو چونکہ
 سالک ہمہ دم ہوش میں رہتا ہے اور ہر آن شرع کا مکلف ہے وہ جذبہ سے مغلوب
 نہیں ہوتا ہے بلکہ جذبہ پر غالب رہتا ہے لہذا مقام ارشاد کے لئے زیادہ لائق ہے۔
 صوفیائے کرام کی اصطلاح میں مجذوب سالک سے وہ بزرگ ہے کہ جس پر پہلے
 عشق کا جذب غالب رہا ہو۔ جس سے وہ بالکل وارفتہ ہو کے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو
 گیا ہو۔ یا ہوش و خرد میں کمی آگئی ہو، پھر اس نے ہوش و خرد کے ساتھ سلوک کے مقامات
 طے کئے ہوں۔

سالک مجذوب ہے۔ وہ بزرگ ہیں جو ہوش و خرد کے ساتھ مجاہدہ نفس میں
 لگے ہوں پھر جذب کا غلبہ ہوا ہو جس میں مغلوب ہو گئے ہوں۔ یہ مغلوبیت کبھی گھنٹوں
 اور منٹوں کی ہوتی ہے کبھی سہفتوں، مہینوں اور برسوں کی۔ ظرف و استعداد کے لحاظ
 سے مغلوبیت کی مدت مختلف ہوتی ہے۔ جس کی تعیین ناممکن ہے۔ ہر سالک پر
 ایک نہ ایک وقت آتا ہے جس میں وہ جذب کی کیفیت سے مغلوب ہو جاتا ہے
 اس سے بالکل ووری ناممکن ہے۔ اس کے بغیر راہ سلوک طے کرنا ممکن نہیں۔
 سالک پر صحو و سکر کی کیفیات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان لذتوں سے آشنا ہو کے وہ
 ترقی کی منازل سے دوچار ہوتا ہے اور اس پر ایسا مقام آتا ہے کہ جذبہ عشق
 ہمہ دم مغلوب اور وہ ہمہ دم باہوش و باخرد اور ہمہ دم احکام شرع کا مکلف۔
 ایسے اشخاص بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اس وقت ہمارے پیر بھائیوں میں حضرت
 حکیم سید جلال الدین ساکن جھووا حاجی پور اور حضرت شیخ نثار احمد ساکن موضع ہرلویا
 ضلع مونگیر۔ بھائی حضرت مولانا محمد مبارک حسین در بھنگہ کے خلفاء میں ڈاکٹر سید

مذہب۔ جس کا پیر نہ ہوا اس کا پیر شیطان بن جاتا ہے یعنی وہ شیطان کی رہنمائی میں چل رہا ہے۔

عبدالظہیم باروی مقیم بچھوترہ کھگہیا۔ میں۔ حضرت شیخ شہار احمد صاحب کے فیض
صحبت سے انہیں بہت مستفید ہوئے ہیں۔ ہمارے پیر زادہ حضرت مولوی شاہ مصلح الدین
صاحب نور اللہ مرقدہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی بیعت سے انہیں بہت فایاد ہوئے ہیں
متحمل اور اعلیٰ درجہ کے سالک تھے۔ مرید کے ذمہ احکام کی تعمیل اور اطاعت ہے اور
حسن عقیدہ رہنا۔ جس قدر پیر سے لگاؤ زیادہ ہوگا اتنی ہی ترقی ہوگی۔ اس راہ
میں پیر سے بدظنی اور بداعتقاد ہونا اپنے کو محرومی اور خسران میں ڈالنا ہے چونکہ اس
راہ میں سوءظنی ایسا سخت سنگ راہ ہے جس کے آگے جانا محال اور پیچھے کھڑا
رہنا دشوار۔ کوئی پیر سے بدظن ہو کے طریقت کے راستہ پر چل نہیں سکتا ہے اور
نہ کبھی مراد کی منزل سے آشنا ہو سکتا ہے جو بدظن ہو اور وہ طریقت کے سیدھے راستہ
سے بھٹکا۔ اور ٹھیکہ راہ اختیار کی جس میں فلاح نہیں۔ پیر ولی ہے۔ ولی سے
بداعتقاد ہونا اور بدظن ہونا عداوت کہنا ہے اور ولی سے عداوت رکھنا سخت
منع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔ جو بخاری شریف میں
ہے اور حدیث قدسی ہے۔ مَن عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَنِي بِالْحَرْبِ یعنی
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے ولی سے عداوت رکھے اس کو اعلان ہے جنگ
کرنے کا مجھ سے۔

میرے پیر بھائیوں میں جناب حافظ عبدالکریم آردی مرحوم جو آ رہ محلہ میر گنج
کی مسجد میں امام تھے۔ یہ وہ مسجد ہے جس میں مدرسہ حنفیہ قائم ہے۔ ساری عمر امامت
کے فرائض انجام دیئے اور مرنے کے بعد اسی مسجد کے دروازہ کے باہر متصل دیوار
دفن ہوئے افسوس کہ اب نشان قبر بھی باقی نہیں رہا۔ احقر آ رہ شریف کی حاضری
پر ایک یار مزار کے پاس جا کر فاتحہ پڑھ دیتا ہے۔ حافظ صاحب مرحوم نے پیر مرشد
سلطان المشائخ آردی قدس سرہ سے مرید ہو کے سلوک کی تربیت حاصل کی اور اس
میں اچھی خاصی ترقی کی ایک منزل پر پہنچے جہاں فیضان عالم بالا سے ہونے لگا۔
یک بیک حضرت مرشد قدس سرہ سے بداعتقاد ہو گئے بس سارا فیضان بند ہو گیا

اور ساری ترقیاں ختم ہو گئیں اور نسبتیں باطنی سب سلب ہو گئیں۔
 بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کسی مرید کو پیر طریقت سے فیض باطنی حاصل نہ
 نہ ہو۔ جب بھی پیر سے بد عقیدہ نہ ہو اور نہ اس سے منحرف ہو کہ بلکہ حسن عقیدت
 رکھے۔ پیر کی اجازت سے کسی دوسرے بزرگ کو مرشد بنایا یا پھر پیر کے وصال کر
 جانے پر کسی بزرگ سے طالب ہوا اس سے فیض یابی ہوئی۔ جب بھی اپنے پیر سے
 حسن عقیدت رکھے اور یہ سمجھے کہ یہ سب پیر ہی کا فیض ہے جو بعنوان دگر مرشد
 سے حاصل ہو رہا ہے۔ ایک بزرگ نے اس موقع پر فرمایا کہ بیعت سلوک میں
 پہلی بیعت بیعت طریقت ہوئی۔ یعنی طریقت میں داخل ہوا۔ اور دوسری بیعت
 ارشاد ہوئی یعنی اب طریقت پر چلنے لگا۔ برادر طریقت حضرت مولوی حاجی محمد
 مبارک حسین قدس سرہ (درمہنگا) طفولیت کے ایام میں حضرت واحد اشرف
 کچھوچھوی سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے پھر حضرت مولانا عنبر الدین چشتی قدس
 سرہ متوفی یکم رمضان شریف ۱۲۰۳ھ مدفون چھپرہ گڑھی تیر کی صحبت میں
 رہے۔ چندے حضرت حافظ محمد عبدالصمد صاحب قادری آرو کی۔ پھر بحکم مولانا
 عنبر الدین صاحب پیر و مرشد سلطان المشائخ حافظ شاہ محمد فرید الدین آرو کی بارگاہ
 میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت ارشاد حاصل کر کے تربیت تعلیم
 لی اور صحبت میں رہ کر اور خدمت کر کے مقام ”ولایت و ارشاد“ پر جلوہ گر ہوئے
 اور صاحب سلسلہ ہوئے۔

حضرت حبیب اللہ خان صاحب عرف داروغہ حبیب علی خان حبیبی قدس سرہ
 چھپروی مؤلف مفید الطالبین آداب السالکین، تذکرۃ العارفین، گلہ ستہ حبیبی وغیرہ
 مولانا محمد فصیح غازی پوری کے مرید تھے راہ سلوک پر چلنے کا ذوق ہوا تو برادر طریقت
 حضرت حافظ محمد عبدالصمد صاحب کی صحبت میں رہے۔ پھر پیر مرشد سلطان
 المشائخ آرو کی کے جناب میں آکر سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت سلوک
 حاصل کی اور تمام سلوک کیا۔ ۲۹ رجب ۱۹۲۰ھ، ۱۳۳۸ھ بوقت مغرب روز

دوشنبہ واصل بحق ہوئے۔ موضع بھدیا بزرگ (گنج) کی قبرستان میں دفن ہوئے۔ بڑے ذاکر اور عارف باللہ ہوئے۔

آنحضرتؐ۔ سلمہ تعالیٰ کو بیعت سلوک کے حصول کے چند مہینے بعد حضرت قبلہ مولوی شاہ محمد مصلح الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا جس سے تعلیم و تربیت کی تحصیل کا پورا موقع نہیں ملا اور نہ فیض صحبت سے استفادہ کا۔ تمھاری حالت مبتدی کی تھی میں نے اس کی ضرورت محسوس کی لہذا بھائی حضرت شیخ شہار احمد صاحب زید کریم، سے کہہ کر تم کو متعلق کر دیا کہ وہ تربیت و تعلیمات سے آگاہ کریں۔ اور فیض صحبت سے مستفیض فرمادیں۔ ہر چند مرید صادق الاعتقاد کو پیر واصل سے فیوض اور نسبتیں اور تعلیمات حاصل ہوتی رہتی ہیں تاہم مبتدی اور متوسط کو ظاہری رہسیر کی حاجت ہے کہ پیر واصل کے ایما و اذات کا صحیح مفہوم بتائے اور باقی تعلیمات کا اجراء کر دے۔ صوفیائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تعلیم سلوک کے لئے کسی صاحب سلوک بزرگ کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ اس میں پس و پیش کرنا غیر مناسب ہے اس کے لئے اول پیر کی صحبت ہے۔ پیر اگر واصل باللہ ہو گئے تو پیر بھائی کی صحبت میں رہے یہ بھی نہ ہوں تو چچا پیر کی صحبت اٹھائے یہ بھی میسر نہ ہو تو سلسلہ کی شاخ کے کسی بزرگ کی خدمت میں رہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو کسی کامل کی خدمت میں حاضر رہے۔ پیر کی اجازت سے پیر کی حیات ظاہری میں بھی دوسرے بزرگ سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ کسی کا پیر صرف علم ظاہری سے واقف ہے اور علم طریقت اور تصوف سے نہیں۔ اور مسترشد کو راہ سلوک کی طالب ہے تو وہ دوسرے بزرگ جو واقف راہ طریقت ہیں اور طریقت کی منزلوں سے آگاہ ہیں ان کو مرشد بنا سکتا ہے لیکن اس کے لئے بھی پیر سے اجازت حاصل کر لینا چاہیئے۔ پیر سے تربیت و تعلیم کی بابت تقاضا کرنا، عجلت کرنا درست نہیں ہے۔ پیر کے فرائض منصبی میں ہے کہ مرید کی صلاحیت استعداد کے پیش نظر اس کی تربیت اور تعلیم میں مشغول ہو اور اس کی باطنی ترقی کی تدابیر اختیار کرے۔ مرید کی تربیت سے غافل رہنا مقام شیخ دیر کیلئے بالکل نازیبا ہے۔

مُستَرشد کے آداب میں ہے کہ مرشد کا کوئی قول و فعل کسی فقہی امام کے فقہ کے خلاف ہو۔ یا بظاہر خلاف نظر آئے تو مرشد پر اعتراض نہ کرے اور نہ اس سے بد عقیدہ ہو۔ بلکہ خاموش رہ کر غور و فکر کو کام میں لائے اور حُسن ظن رکھ کر اپنی تعلیمات میں مصروف رہے۔ اور اس فعل کا کوئی درست معنی نکال کر و سو کہ خاطر کو دفع کرے۔ ولی محفوظ ہوتا ہے یعنی رب تعالیٰ اس کے اعمال و اقوال کی پوری نگرانی کرتا ہے۔ اور اس کو گناہوں سے بچاتا ہے کوئی ولی معصوم نہیں ہوتا ہے۔ معصوم ہونا بنی کا خاصہ ہے۔

مُستَرشد کو چاہیے کہ مرشد کے سامنے چلا کر جھنجھلا کر بات نہ کرے اور نہ کدخت آواز سے بولے جس سے مرشد کی طبیعت میں گرانی پیدا ہو بلکہ نرم آواز اور خادمانہ انداز سے بات چیت کرے پورا ادب و احترام سامنے اور پیچھے ملحوظ رکھے۔ ادب سے نام لے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب سمجھے اور اپنا رہبر۔ ہمہ دم اطاعت میں کمر بستہ رہے ہم لوگوں نے پیر مرشد کی خدمت گزاری میں بڑی جانفشانی کی ہے۔ مرشد کی اطاعت میں جانفشانی اٹھانا اور تکلیف برداشت کرنا مجاہدہ نفس ہے۔ مرشد کی اطاعت میں مشقت اٹھانا اور تکلیف برداشت کرنا کچھ آج ہی سے نہیں بلکہ سلف سے یہ دستور چلا آ رہا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا ہر فرد مرشد اعظم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اطاعت گزار رہا اور اپنی ہر امکانی قوت فرماں برداری میں صرف کر دی۔

مسائل اختلافیہ فقہیہ میں مرشد اور مُستَرشد کی ایک تحقیق نہیں ہے بلکہ جداگانہ مرشد اپنی تحقیق پر عمل کر رہا ہے اور مُستَرشد ذی علم اپنی تحقیق پر۔ مُستَرشد مرشد کے عمل پر نہ نکتہ چینی کرتا ہے اور نہ غلط بتلاتا ہے اور نہ اس کے اس عمل کو شرع کے خلاف بتلاتا ہے اور نہ آداب میں کسر کرتا ہے تو یہ بھی اطاعت گزاری ہے۔ اگر تقلید شخصی میں مرید کسی امام کا مقلد ہو اور پیر کسی دوسرے امام کا پیرو۔ اور دونوں امام ائمہ اہل سنت و جماعت سے ہیں تو یہ بھی اطاعت مرشد میں داخل ہے۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل قدس سرہ کے پیرو تھے اور ہم امام اعظم حضرت ابو حنیفہ کے۔ یعنی ہم حنفی اور حضرت غوث الاعظم حنبلی۔ اس

اختلاف مسلک و مذہب رکھنے کے سبب ہم غوث الاعظم کی اطاعت گزاری سے خارج نہیں ہوئے اور نہ ہمارے عقیدہ میں کسی طرح کا بل آیا۔ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء ذوق سماع زیادہ رکھتے تھے اور کثرت سے سماع سنا کرتے تھے۔ اور حضرت کے خلیفہ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہ کو ذوق سماع نہیں تھا اس لیے نہ حضرت کی محفل سماع میں حاضر ہوئے اور نہ پیر کے اس طریقہ کو بڑا جانا اور نہ کسی پیر بھائی کو محفل سماع میں شریک ہونے سے روکا نہ سماع کے استماع کے سبب پیر سے بد عقیدہ ہوئے بلکہ حسن عقیدہ اور محبت و ربط بڑھتے گئے کہ جن کی بدولت حضرت خواجہ نصیر چراغ دہلوی قدس سرہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی کے جانشین ہوئے فقط۔ حیدر علی فریدی غفرلہ،

مکتوب ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ - بِحَمْدِ اللّٰهِ -

سرور قلبی عزیزی مولوی محمد ابراہیم فریدی عافاکم اللہ تعالیٰ (قادری بیٹا نقشبندی تریا) بخیر ہو گئے اور بچے و دلہن بعا فیت ہوں گے۔ خط کا شفا احوال ہوا۔ باطنی حالت ماشاء اللہ اچھی اور قابل شکر یہ ہے۔ رب تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو حال سے مقام میں لے آئے اور بزرگان طریقت کی توجہات باطنی کار فرمائی کرتی رہے۔ چونکہ آلِ تعزیزہ سلیم تعالیٰ کی بیعت بزماتہ طالب علمی عمل میں آئی لہذا سلوک کی تربیت کی جانب خاص توجہ مبذول نہیں کی گئی صرف ابتدائی تربیت کی رہنمائی آلِ تعزیزہ کے پیر طریقت اور خاکسار کے مرشد زادہ قدوہ المشائخ حضرت مولوی شاہ محمد مصلح الدین آردی قدس سرہ نے کی تھی۔ درس نظامی سے فراغ کے

بعد انعزیز نے اس راہ کی طلب کی خواہش کی تو احقر نے غور و خوض اور مراقبہ کے بعد برادر طریقت حضرت شیخ شارا حمد صاحب قادری ساکن ہر لواء ضلع مونگیر سے انعزیز کی تربیت کا تعلق کر دیا۔ جو حسب استعداد اور موقع محل انعزیز کی تربیت فرما ہیں انعزیز کا فرض ہے کہ جو ذکر بتایا گیا ہے اس پر مداومت کر دے مدامت کرنا سلوک میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حدیث شریف ہے جس کو امام بخاری نے اپنے صحیح میں بیان فرمایا ہے۔
 أَحِبُّ الْأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا إِنْ قُلَّ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ عمل صالح زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ اس کی مقدار کم ہو اس سے باطنی صلاحیت بھی رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے۔ ذکر کا اثر اور نفس کی اصلاح بھی آہستہ آہستہ ہوتے ہیں اس کی بابت عجالت چاہنا گھبرانا اور اکتانا نازیبا اور ضرر رساں ہے۔ ہم لوگوں کی تربیت میں کافی عرصہ لگا ہے۔ ہم لوگوں کی تعلیم میں سبک دہی کی گئی ہے۔ عمرے باید کہ یار آید بکنار۔ سلوک میں مرید کی حالت مردہ جیسی ہونی چاہیے اور پیر مرشد کی غسال کی ایسی غسال کے ذمہ غسل دینا۔ طہارت و صفائی کرنا ہے پھر اس کے بعد جامہ پوشائی کر کے مزین کرنا۔ طریقت کا راستہ آہستگی اور سبک روی کا ہے قلب میں صفائی رفتہ رفتہ آتی ہے۔ شیخ سعدی شیرازی خلیفہ سہروردی کا مشہور شعر ہے۔

تامل در آئینہ دل کنی صفائی بتدریج حاصل کنی۔ پوستاں

راہ طریقت میں تیزی اور جلد بازی نہیں ہے۔ اور نہ کسی ورد و وظیفہ کی تعلیم

کی بابت تقاضا کرنا۔ البتہ کیفیات اور حالات جو ذکر میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ان سے آگاہ کرنا مرشد کو ضروری ہے۔ یہ خاک پائے بزرگان اپنے پیر مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر پڑا رہا اور حضور و سفر میں غاشیہ برداری اور خدمت گزاری کے فرائض

آپ کا نام مصلح الدین تخلص سعدی ہے بعض تذکرہ نویس نے شرف الدین نام لقب مصلح الدین لکھا ہے شیراز مولد و مدفن ہے۔ ۱۰۵۰ھ سال ولادت ۱۱۹۹ھ سال وفات ہے۔ مدفن سعدیہ سے مشہور ہے۔ والد کا نام عبداللہ۔ فاضل صوفی باصفا۔ مخنور تھے تمام علوم میں دستگاہ تقاسم تھرت لاف و سخنوری میں بھی۔ مدرسہ نظامیہ بغداد شریف کے فارغ۔

انجام دینے میں مشغول رہا۔ کبھی کسی ورد و طیفہ کی تعلیم کی بابت نہ تقاضا کیا اور نہ عرض کیا۔ خدمت میں حاضر رہنا اور احکام بجالانا ہی اپنی زندگی کے فرائض سمجھا۔

قال را بگذار مرد حال شو پیش مردے کا ملے پا مال شو

میں ہمہ دم لگا رہا۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے موقع و محل صلاحیت استعداد۔ تحمل ضبط حالت و کیفیت کے ملاحظہ کے ساتھ تعلیم و تلقین فرمائی اور توجہ خاص میزول کی۔ ایک بار برادر طریقت حضرت شیخ شہار احمد صاحب قبلہ نے ایک امر کی بابت بار بار عرض کیا تو فرمایا نہ تار جانتے ہو۔ سونا کتنی قیمتی اور قابل قدر چیز ہے لیکن اس کے پانچ من کا ٹکڑا تمہارے سر پر رکھ دیا جائے تو تمہارا کیا حال ہوگا اور سونا کدھر جا پڑے گا۔

حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ حافظ فرید الدین قادری آرومی قدس سرہ نے راہ سلوک میں جن لطائف کی نشاندہی کی ہے ان کی تفصیل لکھ رہا ہوں۔

لطائف ستہ کے نام

۱۔ لطیفہ قلبی، ۲۔ لطیفہ روحی، ۳۔ لطیفہ نفسی، ۴۔ لطیفہ سری
۵۔ لطیفہ خفی، ۶۔ لطیفہ اخفی،

لطائف ستہ کے جگہ

۱۔ لطیفہ قلبی بابت چھاتی سے دو انگلی نیچے دل جس کو قلب صنوبری کہتے ہیں۔

(باقی صفحہ گزشتہ) علامہ شمس الدین ابن جوزی محدث سے حدیث پڑھی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے تربیت سلوک حاصل کی۔ گلستان بوستان۔ کریمیا۔ مشہور تصنیف ہیں۔ حضرت امیر خسرو دہلوی نے استاد مانا۔ امیر حسن دہلوی نے تعریف کی۔ مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے کہا۔ در شعر حق کس پیمبر آئند۔ ہر چند کہ لابی لعدی۔ ابیات و قصیدہ۔ غزل۔ را۔ فردوسی و انوری و سعدی۔ محمد ابوبکر فریدی۔ بدایوں محلہ کنگران۔

ایک سو بیس سال کی عمر پائی شب جمعہ ۵۔ شوال کو واصل بحق ہوئے۔

ع۔ ابن جوزی محدث کا نام عبدالرحمن اور والد کا علی، دادا کا جوزی۔ بڑے نافرمان اور داعی

تھے لیکن صوفیائے کرام سے خوش عقیدہ تھے۔ ۷۹۰ھ میں پیدائش اور ۸۵۹ھ میں وفات۔ جنیلی مذہب تھا۔

- ۲۔ لطیفہ روحی - دائیں چھاتی کی دو انگلی نیچے -
 ۳۔ لطیفہ نفسی - ٹنڈی کے بائیں جانب دل کے نیچے سمت پر
 ۴۔ لطیفہ سری - وسط سینہ میں -
 ۵۔ لطیفہ خفی - اس کی جگہ بیچ پیشانی (محل سجدہ) ہے
 ۶۔ لطیفہ اخفی - اس کی جگہ اُمّ الدماغ ہے یعنی تالو -
 لطیفہ اخفی کو حضرات قادریہ اور چشتیہ دل مدور اور دل بیرنگ بھی کہتے ہیں
 مشائخ اس لطیفہ کو جملہ لطائف سے لطیف تر کہتے ہیں -
 لطائف سے ستہ کے انوار

- ۱۔ لطیفہ قلب کا نور زرد - (۲) لطیفہ روحی کا سرخ - (بعض پیر بھائی پر
 لطیفہ قلبی کا سرخ اور روحی کا زرد ظہور میں آیا) -
 (۳)۔ لطیفہ نفسی کا نیلگوں (۴)۔ لطیفہ سری کا سفید، (۵)۔ لطیفہ خفی کا اودا -
 (۶)۔ لطیفہ اخفی کا سبز -
 بعض مشائخ لطیفہ نفس کو دل نیلو فرمی کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دل تین ہیں
 (۱)۔ دل صنوبری، (۲)۔ دل نیلو فرمی، (۳)۔ دل مدور
 مشائخ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لطائف ستہ کا ہر لطیفہ
 ایک نبی اولوالعزم کے زیر قدم ہے ان حضرات کی مراد زیر قدم سے ولایت و فیضان
 ہے۔ یعنی اس لطیفہ پر اس صاحب قدم نبی کا فیض حاصل ہوگا اور وہ سالک اس نبی
 کی ولایت کی ماتحت ہوگا۔ اس لئے کہ نبی میں دو صفتیں لازمی ہوتی ہیں۔ ایک صفت
 ولایت کی۔ دوم صفت نبوت کی۔ نبی سے ولی گری کا فیض جاری رہتا ہے۔
 جس سے امت کا ہر فرد ولی بن سکتا ہے اور صاحب قدم نبی کے عکس و ظلال

نص ہمارے سلسلے میں انوار کے رنگوں کی زیادہ اہمیت نہیں بلکہ ذکر کی اہمیت ہے۔ دوسرے سلسلوں میں
 لطائف کے رنگ کچھ جدا گانہ ہیں۔ ہمیں ان سے کوئی اختلاف نہیں جس پر جو رنگ ظاہر ہوا صحیح ہے۔
 یہی رنگ "قول الجمیل" میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ذکر فرمایا ہے۔

اس پر پڑتے ہیں۔ اور وہ ترقی کر جاتا ہے۔ لیکن کسی بنی میں بنی گری کی صفت نہیں کہ وہ دوسرے کو بنی بنا سکے اگرچہ مقام نبوت سے سالک مستفیض ہو رہا ہو۔ اور علوم نبوت سے مستفاد۔ اور مقام قرب بنی میں نزدیک تر ہو کہ اس سے فیض نبوت جاری ہو۔

لطائف زیر قدم اور صاحب قدم انبیاء علیہم السلام کی تفصیل۔

- ۱۔ لطیفہ قلب - حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم۔
 - ۲۔ لطیفہ روح - حضرت نوح علیہ السلام کے زیر قدم۔
 - ۳۔ لطیفہ نفس - حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم۔
 - ۴۔ لطیفہ ستری - حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم۔
 - ۵۔ لطیفہ خفی - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم۔
 - ۶۔ لطیفہ اخفی - حضرت سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ہر لطیفہ میں شیون الہی الگ الگ ظاہر ہوتے ہیں جو روندہ سلوک پر ہویدا ہوتے رہتے ہیں۔ لذت سے شناسی بخدا تانہ چشی۔ فقط۔

جعفر علی فریدی غفرلہ، از سبستی پور ص ۱۰۸

مکتوب ۲۵

فرزند ارجمند خوش باشید

بعد عائلے صحت احقر غفرلہ باقتضائے بشریت یہ سبب گردش روزگار ضرور مضمحل اور پریشان ہے۔ لیکن پیر مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہات باطنی سے ملکوتی قوت میں از دیار اور قلب میں طائیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس عالم حیات میں عجیب کشاکش رہتی ہے۔ سمجھی تقاضائے بشری کا غلبہ ہوتا ہے تو ہم پست ہمت اور ضعیف الارادہ ہو جاتے ہیں جن سے اندیشہ ہو جاتا ہے کہ کہیں

قدم جاوہ استقامت سے ہرٹ نہ جائے اور حیب ملکوتی قوت کام کرنے لگتی ہے تو بہمت میں علو پیدا ہو جاتا ہے اور یقین میں ترقی ہونے لگتی ہے۔ جس سے موانع کی پر خارا دیاں پسپا ہو جاتی ہیں۔ ہمارا بھروسہ اور اعتماد صرف رب تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہے۔ اسی بھروسہ کا نام توکل ہے۔ توکل کرنا صوفیائے کرام کا شیوہ ہے۔ توکل کرنے سے ہی سارے معاملات انجام پاتے ہیں۔ توکل کرنے کا حکم قرآن حکیم میں ہے۔ توکل کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنا بزرگان طریقت کا طریقہ رہا ہے۔ بزرگوں نے بتایا ہے کہ کام کے انجام پانے کے سارے سامان فراہم ہو جائیں اور ان تمام اسباب کا تقاضا بھی ہو۔ پھر بھی ان اسباب پر بھروسہ مت کرو بلکہ رب تعالیٰ کے لطف و کرم پر۔ ہمہ دم رب تعالیٰ کے کرم پر نظر رکھو۔ یقین کرو کہ کام کا انجام پانا رب تعالیٰ کو منظور ہے تو وہ کام ضرور انجام پائے گا۔ اگر اس کو انجام پانا منظور نہیں ہے تو سارے سامان اور اسباب یوں ہی پڑے رہیں گے اور کام سرانجام تک نہیں پہنچے گا۔

مسافر راہ سلوک کا رہبر توکل اور اہل اللہ کی توجہ بدرجہ اسباب مساعی ہیں۔ حیب قلب میں صفائی آتی ہے تو ملکوتی قوت بڑھتی ہے اور حیب ملکوتی قوت بڑھی تو بشری ظلمت کم ہوئی۔ بشری ظلمت کیلئے نفس امارہ کی پیروی ہے اور نفس امارہ کی ظلمتوں سے پاک و صاف رہنا صوفی کی شان ہے۔ صوفیائے کرام پر ملکوتی صفات غالب ہوتی ہیں۔ اور غلبہ اس درجہ ہوتا ہے کہ صفات ملکوتی سے فیضان جاری ہوتا ہے جس سے اصلاح خلق عمل میں آتی ہے اور ہم صحبت سے صفات رذیلہ دور ہو جاتی ہیں۔ انھیں مذمومہ صفات سے دوری کا نام تخلیہ ہے تخلیہ کے بعد تجلیہ آتا ہے۔ تجلیہ کیا ہے صفات ملکوتی کا حاصل کرنا ہے۔ صفات ملکوتی سے، انصاف کے بعد بشر مقام عبودیت پر پہنچتا ہے۔ مقام عبودیت پر پہنچنے کا راستہ راہ سلوک ہے۔ راہ سلوک پر چلنے کے طریقہ سلاسل صوفیائے کرام کی تعلیمات و تربیت بتائے گئے ہیں۔ سلاسل صوفیائے کرام میں چار پیر مانے گئے ہیں جن کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) حضرت امام حسن علیہ السلام۔ (۲) حضرت امام حسین علیہ السلام
 (۳) حضرت خواجہ حسن بصریؒ (۴) حضرت خواجہ کبیرؒ بن زیاد۔ ان سب
 کے پیر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہیں، حضرت امام حسن اور امام حسین علیہ
 السلام کو صحابہ اور نبیرہ ہونے کے شرف کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے ہو بہو تصویر ہونے کی فضیلت حاصل ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت
 امام حسن علیہ السلام سر سے ناف تک اور حضرت امام حسین علیہ السلام ناف سے
 پاؤں تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے۔ منقول ہے کہ حضرت ابن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جناب کلیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زیارت رسولؐ سے
 شرفیاب ہونے کا خواب بیان کیا اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حلیہ پوچھا
 حضرت کلیب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و شکل حضرت حسن بن علیؑ کی
 ایسی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ آپ نے بلا شبہ سید عالمؐ کی اصلی صورت
 میں زیارت کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے فضائل سب پر عیاں ہیں۔ حضرت خواجہ
 حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور تابعی۔ فقیہ۔ محدث۔ صوفی ہیں۔ خواجہ کبیر بن
 زیاد عابد، زاہد۔ تابعی۔ صوفی ہوئے ہیں۔

سلسلہ آبادانی میں شجرہ قادریہ تین طرق سے منقول ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے۔
 حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت علی۔ حضرت امام حسین، حضرت امام
 زین العابدین۔ حضرت امام باقر۔ حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام موسیٰ کاظم
 حضرت امام علی رضا، حضرت معروف کرخی اور حمہم اللہ تعالیٰ سے حضرت عوث اعظم
 تک۔ اس شجرہ کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پھر
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَشَفِّعِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
 سَيِّدِنَا وَشَفِّعِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ لکھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم
 شریف سے شروع کرے اور اپنے پیر کے نام پر ختم کرے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت علی
 حضرت امام حسن، حضرت حسن مثنیٰ، حضرت سید ابوالحسن، حضرت سید عبداللہ
 محض، حضرت سید موسیٰ جون، حضرت سید عبداللہ مورث، حضرت سید موسیٰ ثانی
 حضرت سید داؤد، حضرت سید محمد مورث، حضرت سید یحییٰ زاہد، حضرت سید عبداللہ
 حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست، حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ
 اللہ علیہم اجمعین۔

اس شجرہ کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے اَوَّلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پھر درود
 شریف مذکورہ۔ پھر کلمہ طیبہ لکھے پھر اپنے پیر کے نام شروع کرے اور سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ختم کرے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت علی،
 حضرت خواجہ حسن بصری۔ حضرت حبیب عجمی، حضرت داؤد طائی، حضرت
 معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین،

اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰی سَيِّدِنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ لَا تَاْخُطِّمْ وَ بَارِكْ
 وَ سَلِّمْ وَ صَلِّ عَلَیْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھے پھر سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نام سے شروع کرے اور اپنے پیر کے نام پر ختم کرے۔

شجرہ نویسی کے تینوں طریقے حضرت نواب مولانا سید امجد علی خان رضوی رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ لکھنوی کی تالیف نورالقلوب (فارسی قلمی) سے ماخوذ ہے، نورالقلوب کا
 دوسرا نام محفوظ میاں آبادانی/۲۶ ۱۲۰ ہجری ہے۔ جس سے سال تالیف نکلتا ہے۔
 یعنی ۱۲۲۶ھ۔ آپ سادات نیشاپور سے ہیں۔ نورالقلوب کے خاتمہ میں شجرہ نسب
 اور خاندانی خطاب و اعزاز کا ذکر کیا ہے۔ حضرت ناشتی الہی صوفی آبادانی قدس سرہ

س نورالقلوب کا قلمی نسخہ راقم حاشیہ کے پاس بھی ہے۔

کے خلیفہ تہم ہیں۔ لکھنؤ محلہ مقبول گنج احاطہ شکومیوں میں مزار ہے۔ غلبہ شوق میں
بوقت وفات یہ شعر زبان پر جاری تھا۔

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم جسم بگذارم سراسر جاں شوم۔ سہ
شعر مولانا رومی کا ہے۔ ۲۲۔ رجب ۱۲۷۲ھ سال وفات ہے۔ آئینہ مبارک میں
بھی آپ کا ذکر ہے۔ بڑے صاحب کمال اور صاحب علم بزرگ ہوئے ہیں فقط۔

مکتوب ۲۶

بِیْنَامِ خُدا اَمْرِ زِکَّار

عزیزِ اکوعلیکم السلام ورحمۃ

بفضلہ تعالیٰ زندہ ہوں اور کھانسی کا مریض۔ خط آئے ہوئے ہفتہ سے زیادہ
سروسہ گزرا لیکن جواب نویسی کی نوبت نہیں آئی۔ آج جواب نگاری کی توفیق بکرمہ تعالیٰ نصیب ہوئی
حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ قدس سرہ کی زیادہ توجہ اذکار خفی کی تعلیم و
تلقین کی جانب تھی اور اس ذکر کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ ہمارے بعض پیر بھائی
کو شروع میں ذکر جلی کی تعلیم ضروری گئی تھی۔ لیکن چند مہینہ کرا کے ذکر خفی کی
طرف راغب کر دیا۔ ”ذکر جلی“ میں صرف نفی اثبات (کلمہ لا الہ الا اللہ) چار ضربی کی
تلقین کی جاتی ہے اس کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے
لطیفہ قلب سے باواز بلند لا اٹھائے اور لطیفہ سری پر اکا ضرب لگاتا ہوا لا اٹھائے۔“

سے اب وہ وقت آیا کہ میں ظاہری جسم کے خالی سے الگ ہو جاؤں۔ اور خاکی جسم کو چھوڑ دوں اور سراپا پاکیزہ روح بن جاؤں

کا ضرب لطیفہ روحی پر لگا کر ”اَل“ کا ضرب لطیفہ قلبی پر لگا کر دوبارہ کَلَّہ کا ضرب قلب پر لگائے۔ ”اَل“ کہنے پر آواز تیز ہو جائے۔ اس طریقے سے کرنے پر چار ضرب تین لطیفے پر لگے پہلا ضرب لطیفہ سری پر۔ دوسرا لطیفہ روحی پر۔ تیسرا اور چوتھا لطیفہ قلبی پر اس ذکر کی تعداد طاق عدد پر پہنچے تو کلمہ کا دوسرا جز ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ“ کہے۔ ابتدا میں تیسرے اور پورا کلمہ کہہ دے۔ پھر بڑھاتا جائے۔ طاق چھٹ کو کہتے ہیں یعنی جوڑا نہ ہو۔ جیسے ۳ - ۵ - ۷ - ۹ - ۱۱۔ وغیرہ پھر کچھ دنوں کے بعد اسی طرح لطیفہ روحی پر کرے لطیفہ روحی پر دو ضرب لگیں گے جس طرح لطیفہ قلب پر دو ضرب لگے تھے۔

ذکر خفی میں اس روسیہ فادم درویشاں کو پہلی تعلیم ”پاس انفاس“ کی ہوئی تھی پھر جس دم کے ساتھ نفی اثبات ”چار ضربی“ کی۔ کئی سال بعد ”سہ ضربی“ کی۔ پھر درود شریف چار ضرب اور عیس دم کے ساتھ۔ پھر زبانی ”درود شریف“ کی کثرت کی۔ ان اذکار کو کئی سال کرنے پر اور بعد ملاحظہ کیفیات و حالات ”اسم ذات“ کے ذکر کی تلقین ہوئی۔ پہلے لطیفہ قلب پر۔ پھر لطیفہ روحی پر۔ پھر لطیفہ نفسی پر۔ پھر لطیفہ ستری پر۔ پھر لطیفہ خفی پر۔ پھر لطیفہ اخفی پر۔ جب ہر لطیفہ میں اسم ذات اثر کر گیا۔ اور اس میں ذکر ہونا محسوس ہونے لگا تو ”شش لطائف“ کو ملا کر ذکر کرنے کا حکم ہوا اس طرح کہ بیک وقت ”شش لطائف“ میں ذکر ہونا محسوس ہو۔ شش لطائف پر توجہ کر کے ذکر کرنا ذکر اجماعی ہے۔

ان لطائف کے ذکر ہو جانے پر قلب پر اسم ذات اللہ کا تصور کرنے کا حکم ہوا۔ پھر لطیفہ روحی پر۔ اسی طرح بتدریج باقی لطیفوں پر۔ پھر ہر لطیفہ کے نور کے تصور پر توجہ دلائی گئی۔ جب ہر لطیفہ کا نور ہویدا ہو گیا۔ اور ہر لطیفہ کے ذکر ہونے سے جب اس میں تیزی اور جوش پیدا ہو گئے تو اس کا اثر دوسرے عضو پر پڑنے لگا اس میں بھی ذکر جاری ہونے لگا یہاں تک محسوس ہونے لگا کہ جسم کا ہر عضو اور ہر حصہ ذکر میں مشغول ہے۔ جب ذکر تمام اعضاء میں اثر انداز ہوا اور ذکر ہر عضو سے ہونے لگا تو ”ذکر قالبیہ“ کا ایماء کیا گیا جس میں توجہ ہر عضو بن و مو پر کی جاتی ہے

کہ ہر موصی اسم ذات کا ذکر جاری ہو جائے اس ذکر میں ذکر پر عجیب عجیب کیفیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں بڑے تحمل و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے پیر کی عنایت خاص اور التفات خاص کی ہمہ دم حاجت ہوتی ہے اس میں جذبی کیفیت بھی نمودار ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ مجذوب ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر مرے پیر بھائیوں پر جذبی کیفیت پیدا ہو گئی اور جذب غالب رہا۔ خاکسار پر بھی جذب کی کیفیت آئی اور رہی اور گئی۔ اب بھی کبھی کبھی جذب کا غلبہ ہو جاتا ہے لیکن فضل خداوندی اور عنایت مرشدی سے کبھی کوئی عمل خلاف شرع سرزد نہیں ہوا اور نہ کسی وقت کی نماز گئی۔ ہمیشہ شریعت پر استقامت رہی۔ فی الحقیقت اس مقام پر بڑے ظرف و استعداد اور برداشت کی حاجت ہے۔ اس میں کبھی بے چینی، کبھی حیرانی، کبھی محویت، کبھی خاموشی، کبھی تکلم، کبھی تبسم، کبھی گریہ، کبھی جلال، کبھی وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ ان کیفیات میں زبان سے جو کلمہ نکلتا ہے وہ بہت اثر انداز ہوتا ہوتا ہے۔ بعض وقت طبیعت میں جھنجھلاہٹ ہو جاتی ہے اور تیزی آ جاتی ہے اس وقت دعا کے کلمات کم زبان سے نکلتے ہیں اور بد دعا کے زیادہ۔ ایسی حالت میں صاحب جذب کی خدمت صرف خاموشی سے کرنا چاہیئے نہ ان سے زیادہ بولنا چاہیئے اور نہ کسی چیز کی طلب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ کیفیات بہت سخت اور دشوار ہوتے ہیں۔ جن سے صاحب جذب اتنا متاثر ہو جاتا ہے کہ وہ تحمل و ضبط سے دور ہو جاتا ہے اور زبان سیف بن جاتی ہے اس حالت میں کلام کرنا ناگوار اور کلام سننا ناپسند کسی سے خطاب کرنا ملال فاطر ہو جاتا ہے۔ عجیب کیفیت رہتی ہے اور عجیب حالت ہوتی رہتی ہے جن میں وہ خود حیران و ششدر بنا رہتا ہے۔ لذت مے نشناسی بن جاتا ہے۔ ان لطائف ستہ میں ذکر جاری ہونا اور تصور اسم ذات کا ان تمام لطیفوں پر کرنا پھر ان کے انوار کو ملاحظہ میں لانا اصطلاح طریقت میں ”سیر لطائف“ کہتے ہیں۔ ”سلطان الاذکار“ کا آغاز لطائف میں ذکر کے جاری سے ہو جاتا ہے۔

تمھاری والدہ سبھوں کو دعا کہہ رہی ہیں۔ عزیزہ مومنہ اور سید احمد بجا فیت ہیں اور

تمھاری خالہ بھی اچھی ہیں۔ والدہ۔ جعفر علی فریدی۔ ۲۰ رجب ۱۳۶۶ھ یوم پنجشنبہ، ۱۳ مئی ۱۹۴۸ء

مکتوب - ۲۷

آغاز بنام خدا مہربان۔

فرزندم مد عمرکم وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ

بخیر و عاقبت ہو گے اور متعلقین بھی اچھے ہوں گے۔ ہر حال میں رب تعالیٰ کا شکر اور حمد کرو۔ ہمہ دم رضائے الہی کے طالب رہو۔ آفات و پریشانی سے ہمت نہ ہارو۔ اور نہ تنگدل ہوؤ۔ ”مشکلے نیست کہ آساں نشود“ رب تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھو اور بس۔ تکلیف اور مصیبت پر صبر کرنا اور وحشت زدہ نہ ہونا اور نہ پریشان خاطر ہونا طریقت کی تربیت ہے۔ اور شریعت کی تعلیم۔

سیر لطائف ستہ کے بعد جو تعلیم دی جاتی ہے وہ یادداشت ہے۔ یادداشت

دو ہیں۔ ۱۔ یادداشت اسمی، ۲۔ یادداشت مستمی

”یادداشت“ اسمی یہ ہے کہ سیر لطائف کے بعد مرشد طالب کو پھر لطیفہ قلب پر متوجہ کرے اور کہے کہ لطیفہ قلب نوری ہے جو اللہ اللہ کہ رہا ہے اور اس نور میں اسم اللہ کے لاکھوں کھینچے جس سے صوت ”آواز“ مسموع ہو۔ یہ صوت رفتہ رفتہ بڑھے گی اور اتنی بلند ہوگی کہ معلوم ہوگا کہ کوئی نہائی پر ہتھوڑا مار رہا ہے جس سے آواز تیز پیدا ہو رہی ہے اور اس آواز کی تیزی کا اثر تمام جسم میں سرایت کرے گا اور تمام جسم کے اعضاء اس صوت شدید میں شریک ہو جائیں گے یہاں تک اس آواز کی شدت کی سماعت بلا جہت ہونے لگے گی یہ صوت سردی ہوگی۔ اس کو صوفیاء ”انحد“ کا یا جا بھی کہتے ہیں۔ یہ صوت سردی ایسی بے جہت

محسوس ہوگی جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے وادی طویٰ میں بلا جہت کے آواز سنی تھی۔ یہ آواز بھی صوت سرمدی سے تھی۔

یہ صوت سرمدی گھنٹا پر بونگہ مارنے کی آواز کی مانند ہو جاتی ہے وہ صوت سلسلہ البحر کی آواز کے بالکل مشابہ ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بار بار وحی آئی۔ اس مقام پر سالک کو الہام ہوتا ہے اور فنائے ناسوتی بھی حاصل ہوتی ہے اس مقام پر طالب کا لطیفہ قلب نوری مرشد کے لطیفہ قلب نوری کے ساتھ عالم ملکوت میں سیر کرتا ہے اس وقت طالب سمجھے کہ فنا فی الشیخ کی منزل حاصل ہوئی۔ فنا فی الشیخ کا مقام لطیفہ قلب کے قنا ہو جانے پر حاصل ہوتا ہے۔

اس یادداشت اسمیٰ میں کبھی لطائف اس درجہ جوش زن ہوں گے کہ معلوم ہوگا کہ تمام لطائف پھٹے جا رہے ہیں۔ جس سے سالک میں کیفیت عجیبہ پیدا ہوتی رہے گی جو اس کے استعداد و صلاحیت سے وابستہ ہوں گی۔ یہ سب صلاحیتیں رقتہ رقتہ ظہور میں آتی رہیں گی چونکہ یادداشت اسمیٰ سے تمام لطائف میں خاص قوت پیدا ہو جاتی ہے فقط

مکتوب ۲۸

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ۱
فَرْزَنْدِ نیکِ اطوارِ ۲
وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ وَبَرَکَاتُهُ

یادداشت اسمیٰ کا آغاز لطیفہ قلب سے ہوتا ہے یعنی پہلے لطیفہ قلب میں صوت سرمدی محسوس ہوگی جو جہت کو لئے ہوگی۔ پھر لطیفہ روحی سے پھر لطیفہ ستری سے

۱۔ اللہ کی پاکی اور اللہ کی حمد اور اللہ کی بڑی بڑائی

۲۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں۔

پھر لطیفہ نفسی سے، پھر لطیفہ خفی سے۔ پھر لطیفہ اخفی سے۔ جب ان تمام لطائف سے صوت سردی جاری ہو جائے گی تو بیک وقت ان تمام لطائف سے صوت مسموع ہوگی۔ پھر اس صوت میں ترقی ہوتی رہے گی یہاں تک کہ یہ صوت جہت خاص سے وابستہ نہ رہے گی بلکہ بلا جہت خاص سے سنی جائے گی یعنی ہر جہت سے مسموع ہوگی۔ اس وقت سالک میں کیا کیا کیفیتیں رونما ہوتی رہیں گی۔ نہ تحریر میں آسکتی ہیں اور نہ بیان میں تمام صلاحیتیں جو رب تعالیٰ نے ودیعت کی ہیں۔ رو بہ کار آئیں گی۔ ہر کیفیت کے رونما ہوتے پر صبر و تحمل و استقلال کی ضرورت ہوگی۔ اور عنایت ربی اور الثقات مرشد کی۔ اندنوں تیخیر دماغ کی حدت تیز ہو جاتی ہے فقط والدعا۔ صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ۔

مکتوب ۲۹

فواد قلبی۔ اَحْسَنَ اللہُ تَعَالٰی مَا لَکُمُ رَہ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ صوت سردی سننے کے بعد مرشد پھر طالب کو لطیفہ قلب کی طرف متوجہ کرے اور تلقین کرے کہ قلب کے لطیفہ نورانی کو دیکھو اور اس میں «لَا مُؤْجِدَ اِلَّا اللّٰہُ» کا تصور کرو اور اس تصور میں فنا ہو جاؤ کہ نہ اپنی خبر رہے اور نہ اس فقرہ کے الفاظ کی۔ بالکل محویت طاری ہو جائے اور اس میں پورا اشتغاق

اللہ تعالیٰ آپ کا انجام اچھا کرے۔

پیدا ہو جائے۔ جب محویت ہونے لگی تو سمجھے کہ ”وحدت وجود“ کا آغاز ہوا۔ اسی لطیفہ
 نورانی میں اللہ کے وجود کا جلوہ دیکھنے کو صوفیائے کرام ”شغل دید“ یا ”یادداشت مسمیٰ“
 کہتے ہیں۔ پھر اس تصور میں کمال درجہ محو ہو کر فنا ہو جاتا ہے۔ جب اپنی ذات کو اس لطیفہ
 نوری پر لا موجد الا اللہ کے تصور میں فنا کر دیا تو مقام عشق پر پہنچا۔ مقام عشق
 سے پھر مقام فنا پر۔ اس طرح ہر لطیفہ پر فنا کا جلوہ دیکھتے دیکھتے اپنے آپ کو بھول
 جائے اور اپنی وجود کا بھی خیال باقی نہ رکھے۔ فنا نصیب ہوتا رہے گا۔

جب لطیفہ قلب کے لطیفہ نوری پر فنا ہو گیا تو وہ فنا فی الشیخ کی منزل پر
 آپہنچا اور فنا فی الشیخ سے فنا فی الرسول کی منزل پر اس وقت آئے گا۔ جب لطیفہ
 روحی کے نور میں فنا یت نصیب ہوگی۔ اسی طرح لطیفہ نفسی، لطیفہ سہری، لطیفہ
 خفی میں فنا یت حاصل کرتا ہوا۔ لطیفہ اخفی میں فنا ہو جائے۔ اس دم سالک کو
 فنا کلی حاصل ہوگا اور مقام ”فنا فی اللہ“ نصیب ہوگا۔

فنا لطیفہ میں حاصل ہوتے ہی مقام نگہداشت کا آغاز ہوگا یعنی حق کے جلوہ
 کا غلبہ۔ اور جب تمام لطائف میں فنا یت نصیب ہوگی جس کو فنا کلی کہتے ہیں اس
 وقت شہود حق کا غلبہ بہت زیادہ ہوگا۔ یہاں تک کہ مقام حضوری حاصل ہوگا
 اور مقام وحدت وجود یا وحدت شہود عیاں ہوگا۔ بقاء کا مقام کھلے گا۔
 فقط۔ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

سہ اللہ ہی کا وجود وجود ہے

مکتوب - ۳۰

۷۸۶

نور بصری - نور کم اللہ تعالیٰ

خانوادہ ”مجددیہ“ کے سلوک کی تربیت میں ”مشائخ نقشبندیہ“ کی اصطلاحات کا بھی پاس و لحاظ ہے لہذا اس خط میں ”حضرات نقشبندیہ“ کی اصطلاحات سے آگاہ کرتا ہوں تاکہ ان عزیزِ مسلم اللہ تعالیٰ کو بصیرت ہو اور عنایت الہی سے قوی امید رکھتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ سب اشغال کے اجزاء ہوں گے چونکہ ان اصطلاحات کا لحاظ سلسلہ کی تربیت میں شامل ہے۔

کل اصطلاحات گیارہ ہیں۔ آٹھ اصطلاحیں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور تین حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ سے منقول ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے جو منقول ہیں وہ آٹھ یہ ہیں۔

- ۱۔ ہوشِ دردم ، ۲۔ نظرِ بدم ، ۳۔ سفرِ در وطن ، ۴۔ خلوتِ در انجمن
- ۵۔ یادِ کرد ، ۶۔ بازگشت ، ۷۔ نگہداشت ، ۸۔ یادداشت

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے منقول اصطلاحیں یہ ہیں۔

- ۱۔ وقوفِ زمانی - ۲۔ وقوفِ قلبی ، ۳۔ وقوفِ عددی - یہ کل گیارہ اصطلاحیں ہوئیں جن کی تشریح یہ ہے۔

۱۔ ہوشِ دردم - ہوش کا معنی ہوشیار رہنا۔ دم کا معنی سانس ہے۔ یعنی سانس

۲۔ آٹھ کی اس مکتوب میں اور تین کی مکتوب نمبر ۳۱ میں۔

میں ہوشیار رہنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سانس آ جا رہی ہے۔ اس میں خیال رکھنا کہ یہ سانس ذکر الہی میں شاغل ہے یا غافل۔

۲۔ نظر بر قدم۔ نظر کا معنی نگاہ رکھنا قدم کا معنی مشہور ہے یعنی چلنے پھرنے میں نظر کو قدم پر بیٹھنے میں سامنے رکھنا تاکہ یکسوئی حاصل ہو کیونکہ نظر ادھر ادھر دھڑکتے سے دھیان بٹتا ہے اور جھٹتا نہیں۔ جس کے اثر سے خیال پر آگندہ ہوتا ہے اور جمیعت خاطر حاصل نہیں ہوتی ہے۔ باطنی حالت میں جاؤ نہیں ہوتا جس سے سالک کی باطنی تنزلی ہو جاتی ہے۔ حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ آروسی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سلوک کی ابتدائی تربیت میں اس کا لحاظ ضروری ہے۔ جب مرید میں باطنی ترقی ہوئی اور لطائف کی تعلیم دیدی گئی اور لطائف ذکر ہو گئے تو سالک کو یہ نگاہ رکھنا چاہیے کہ میرا حال کس نبی کے حال سے ملتا جلتا ہے اور میں کس نبی کے زیر قدم ہوں تاکہ اس نبی کے احوال پر نظر رکھے۔ جس سے اس کا حال اس نبی صاحب قدم کے موافق ہو جائے۔

۳۔ سفر در وطن سے سفر ایک جگہ سے چلا جانا اور دوسری جگہ پہنچنا ہے وطن اصل مقام کو کہتے ہیں جہاں رہتا ہے۔ اصطلاح صوفیاء میں جو صفات رذیلہ پائے جاتے ہیں ان کو دور کرنا اور صفات حمیدہ سے موصوف ہونا۔ صفات رذیلہ سے دوری اور صفات حمیدہ سے اتصاف کا تصور نفی اثبات میں بھی کیا جاسکتا ہے یا یہ طریق کہ لا الہ الا اللہ میں صفات رذیلہ کی نفی اور الا اللہ میں صفات حمیدہ سے اتصاف صفات رذیلہ اور صفات حمیدہ کی تفصیل کی جا چکی ہے۔

۴۔ خلوت سے در انجمن۔ اس کو پیر مرشد سلطان المشائخ آروسی نور اللہ تربیت نے ”یا ہمہ یا ش و بے ہمہ یا ش“ بھی کہا ہے۔ کبھی اس کو ”دل بیار دست لیکار“ سے بھی بیان فرمایا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ دل ہمہ دم خدا تعالیٰ سے مشغول رہے خواہ لوگوں میں بیٹھا ہو۔ یا کسی کام کاج میں لگا ہو۔ یہ تمام لطائف کے ذکر جانے سے ہوتا ہے۔

۵۔ یاد کو۔ ذکر برابر ہوتا رہے تاکہ حضوری حاصل ہو۔ یعنی جو ذکر مرشد سے

۱۔ صفات رذیلہ کا دور کرنا گویا سفر کرنا ہے اور صفات حمیدہ سے موصوف ہونا وطن میں آنا ہے (مکرر ایم قریری غفرلہ)

ملا ہے وہ ہوتا ہے۔ اس میں غفلت نہ ہو۔

- ۶۔ بازگشت۔ رجوع کرنا۔ ذکر کے بعد رب سے مناجات کرے۔ خواہ نثر میں یا نظم میں۔ یا اپنے الفاظ میں جیسے ہو اس میں گہرا گڑا ہے۔ حضرت مولوی شاہ محمد مصلح الدین آردی نور اللہ مرقدہ۔ حضرت شیخ فرید عطار قدس سرہ کی مناجات (بادشاہ ماجرم مارا در گزار والی) پڑھا کرتے تھے احقر غفر اللہ حضرت مولانا شاہ محمد معین الدین آردی قدس سرہ کی مناجات کی تلقین کرتا ہے۔ شجرہ منظوم بھی مناجات ہے۔
- ۷۔ نگاہداشتے۔ دل میں خطرات و سوسہ کے چمنے سے حفاظت کرنا۔ خصوصاً بوقت ذکر اور حلقہ۔ لہذا ذکر کرنے اور ذکر کے حلقہ میں بیٹھنے سے پہلے لاکھوں دعاؤں کی قوتِ اِلاٰہِ اللہِ العَلِیِّ العَظِیْمِ اور اَسْتَغْفِرُ اللہَ پڑھ لینا چاہیے۔
- ۸۔ یادداشتے۔ رب تعالیٰ کی جانب خاص توجہ کرنا اور حضوری میں ہونا اس کی تفصیل ہو چکی ہے۔ فقط والدعا۔

مکتوب - ۳۱

شرہ فواد کی وعلیکم السلام ورحمتہ، تحمید و نصلی

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی قدس سرہ سے جو کلمات منقول ہیں ان کی شرح ہو چکی اب اس خط میں حضرت خواجہ بہا الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات کی شرح لکھ رہا ہوں جو عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی رَفَع اللہ درجاتہ کے محفوظات ”نور القلوب“ سے ماخوذ ہے۔

۹۔ وقوف زمانہ محاسبہ کو کہتے ہیں۔ بزرگان طریقت سے اس کے دو طریقے منقول ہیں ایک مبتدی اور متوسط کے لئے۔ دوسرا منتهی کے لئے۔ مبتدی اور متوسط کا محاسبہ یہ ہے کہ عصر کی نماز کے بعد تنہائی میں بیٹھ کے بصورت مراقبہ تامل کرے کہ رات اور دن کی بول چال اور رات و دن کے افعال میں کون کون سے فعل ثواب اور خوشنودی رب تعالیٰ کے حصول کے باعث ہوئے اور کون کون سے ناراضگی اور گناہ کے ہوئے جو اچھے عمل ہوئے جس میں ثواب اور رب تعالیٰ کی رضا کی امید ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور جو فعل برے سرزد ہوئے جن میں گناہ ہیں ان سے توبہ کرے اور بے ایمان ہو۔ منتهی کے لئے محاسبہ یہ ہے کہ وہ اپنی ہر ساعت پر غور کرے کہ کچھلے وقت حضوری میں گزرے یا غفلت میں۔ اگر حضوری میں گزرے تو شکر ادا کرے اور زیادہ حضوری کے حصول میں کوشش کرے یہاں تک کہ فتنہ نصیب ہو جائے اگر غفلت میں گزرے تو فوراً تادم ہو اور بازگشت کرے اور استغفار پڑھے۔ وقوف زمانی میں عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی درج ذیل ہے۔

کہ نزد اہل تحقیق طریق محاسبہ این است کہ بعد نماز عصر طالب راحی باید کہ خاموش بنشیند۔ اگر خلوت باشد و جائے فارغ از اغیار باشد بطور مراقبہ بنشیند و الاخلاص در انجن دارد۔ یا ہمہ باشد و بے ہمہ باشد و خیال کند و نظر تامل نماید بر اعمال و افعال خویش کہ در تمام روز از من در ظاہر و باطن چہ لعل آمدہ ست جائے شکر ست یا موجب عذر۔ یا باعث ثواب است یا موجب عذاب۔ بس آنرا بخیاں آورد در میزان تمیز بسنجد اگر عمل شائستہ و پسندیدہ کہ موجب شکر است و در رضائے حق سرزد شد شکر آں بجناب حق جل و علی بجا آورد و اگر ناپسندیدہ و نامشروع لعل آمدہ است و آں باعث عذاب است ازاں توبہ کند و استغفار گوید و بیکر مشغول شود تا شومی

آں گناہ از برکت ذکر الہی بر طرف شود مبدل بحسنات گرد و ترا در تابان نور سید
دوم آنکہ محاسبہ کند کہ ہر ساعتی کہ بر ما گذشتہ است از سر غفلت گذشتہ دیا ۔
در حضور اگر در حضور گذشتہ درال حضور چنان سعی بکار برد کہ
اثینیت از میاں بر خیزد و تمامی خود در بحر ہستی او سبحانہ تعالی
مستغرق و مستہلک کند و اگر در غفلت و نقصان گذشتہ است باز گشت
کند و عمل از سر نو گرد و استغفار گوید۔ (نور القلوب ص ۱۵۶ قلمی)

۱۰۔ **وقوف قلبی**۔ قلب صوری (جو باطن چھاتی کے نیچے ہے) کی طرف پوری
توجہ کرنا کہ غیر خدا کا خیال نہ آئے۔ عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی سے وقوف قلبی
کے دو طریقے منقول ہیں۔ (۱) ذکر کا دل حق سبحانہ سے مشغول ہو غافل نہ ہو۔ جو یادداشت
میں بتایا گیا ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے ارشاد فرمایا کہ وقوف قلبی سے مراد
دل کا سبحانہ تعالیٰ میں اس طرح متوجہ ہونا کہ سوائے نسبت الہی کے دوسری نسبت
باقی نہ رہے اور نہ خطرات بیرونی و اندرونی غیر خدا پیدا ہو۔ ذکر کرنے والا اثنائے
ذکر میں قلب پر متوجہ ہو کہ دل کو ذکر کرے۔ دل سے لفظ اللہ مسموع ہوئے۔ حضرت
عاشق الہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر اپنے تمام مشاغل میں ذکر وقوف قلبی سے
غفلت نہ کرے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ **رِحَالٌ لَا تُلْهِمُكُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعًا**
عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ طالب ہر حال میں قلب کا پاسیاں رہے تاکہ فائدہ اور اثر حاصل ہو۔
قدوہ الکملاء حضرت مولانا نواب سید امجد علی قان صاحب رضوی لکھنوی قدس سرہ
مرید و خلیفہ حضرت عاشق الہی صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ نور القلوب میں تحریر فرماتے ہیں
وقوف قلبی نزد حضرت ما (عاشق الہی حضرت شاہ آبادانی) رحمۃ اللہ علیہ بر دو معنی
محمول ست۔ یکی آنست کہ دل ذکر واقف آگاہ باشد بحق سبحانہ تعالیٰ
داں از قولہ یادداشت است و حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ

۱۔ ارشاد گرامی کا اردو قلاصہ اوپر درج ہے۔

۲۔ مقرر ہے آدمی ایسے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ تجارت فائل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت

در بعضی از کلمات قدسیہ خود نوشتہ اند کہ وقوف قلبی عبارت از آگاہی
 و حاضر بودن دل است بجانب حق سبحانہ، برو جیکہ دل را هیچ نسبت
 غیر حق سبحانہ نباشد۔ و جائے دیگر فرمودہ اند کہ در حین ذکر ارتباط و
 آگاہی بمذکور شرط است و این آگاہی را شہود و وصول و وجود
 وقوف قلبی می گویند۔ بمعنی دوم آنست کہ ذکر از دل خود واقف بود یعنی
 در آشنائے ذکر متوجہ باین قطعہ طم صنوبری شکل شود کہ او را بمجاز دل گویند
 کہ او در جانب الیہر محاذی پستان چپ واقع است او را مشغول و گویا بذکر
 کہ داند بگذارد کہ از ذکر و مفہوم آن غافل و ذاہل گردو۔ مدام منتظر حرکت
 قلب کہ عبارت از گوید شدن دل بلفظ مبارک اللہ است
 باشند فاکر قلب را بلفظ مبارک اللہ متحرک و گویا بیند بس
 در آن مشغولی چنان مشغول شوند کہ دل از مشغولی و از ذکر و ذکر مذکور
 هیچ خبر نماند بالکل محو شوند۔

دیگر باری فرمودند (یعنی عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)
 کہ ذکر را می باید کہ در جمیع مشغولیاں از کسب و تجارت و دیگر افعال بوارج بہج و ح

س اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے حضرت (یعنی عاشق الہی صوفی آبادانی رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں وقوف قلبی کے
 دو معنی ہیں ایک یہ کہ ذکر کا دل ہمہ دم حق سبحانہ سے لگا رہے یہ یادداشت ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ
 کے بعض کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ وقوف قلبی سے مراد دل حق سبحانہ کی جانب اس طرح متوجہ رہے کہ دل میں غیر خدا
 کا نہ خیال آئے اور نہ غیر حق سبحانہ کی نسبت رہے۔

حضرت احرار قدس سرہ نے پھر فرمایا کہ ذکر کے وقت رب تعالیٰ سے بالکل وابستگی ہوگی۔ ذکر کی پوری
 توجہ اور دھیان رب تعالیٰ کے طرف ہو۔ اس کو شہود۔ وصول۔ وجود۔ وقوف قلبی کہتے ہیں۔

حضرت عاشق الہی صوفی شاہ محمد آبادانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر خواہ تجارت میں لگا ہو یا کسب
 معاش میں ہو یا اپنے ہاتھ پیر سے کوئی کام کر رہا ہو ہمہ دم قلب کو رب تعالیٰ کی جانب لگائے رہے چونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا
 ہے۔ رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔

از ذکر و قوف قلبی غافل نباشد زیرا کہ حق تعالیٰ می فرماید: **جَالُکَا تُکْصِیْهِمْ سَجَّارَةٌ**
وَلَا یَبْیَغُ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ۔ خلاصہ آنکہ از ذکر و قوف قلبی است پس در
 حال پاسیاں دل خود باید بود تا نتیجہ حاصل شود چنانچہ خواجہ می فرمایند
 مانند مرغی باش بر بیضہ دل پاسبان کنہ بیضہ دل زایدت مستی و ذوق قہقہہ
 حضرت سید فرید الدین عطار قدس سرہ نیز فرمایند ۔

بر در دل باش دائم پاسیاں غیر او مگذار در دل یک زماں
 نور القلوب تلمی ص ۵۱، ۵۲

۱۱۔ **وقوف عددی**۔ ذکر کے شمار کو کہتے ہیں اس کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ بتدی کیلئے
 نفی و اثبات کا آغاز یوں ہونا چاہیئے کہ ایک حبس دم میں تین بار نفی اثبات کرے۔ تیسری بار
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ کہہ کر سانس چھوڑ دے پھر کرنا شروع کرے اسی طرح کرتا رہے جب
 اس کا متحمل ہو جائے تو دوبارہ بڑھا کر پانچ بار کرے۔ پھر دوبارہ بڑھا کر سات بار کرے
 پھر اسی طرح دو دوبارہ بڑھاتا جائے کہ اکیس بار ایک حبس دم میں ہونے لگے اور ہر بار حبس
 دم کے ٹوٹنے پر **مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ** کہے۔ جب لذت اور دل بستگی محسوس نہ ہو تو آگے
 نہ بڑھے بلکہ وہی تین بار یا پانچ بار۔ سات بار کرتا رہے۔ آگے دو دوبارہ بڑھانا اس
 وقت ہے جب کہ اس عدد میں دل لگنے لگے اور جب دل نہ لگے تو ہرگز تعداد کا اضافہ
 نہیں کرے ۔

جب اکیس بار کے عدد پر دل بستگی اور ذکر کی لذت محسوس ہونے لگے اور توجہ
 بھی پوری ذکر میں حاصل ہونے لگے تو عدد کی محافظت سے آزاد ہو جائے گا۔ عاشق
 الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ در ذکر حبس
 دم رعایت عدل لازم نہ شمر وہ اندھا اور فرمایا حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ
 می فرمایند۔ بسیار گفتن شرط نیست باید کہ ہرچہ گوید از سر و قوف حضور گوید و بدل گوید۔ در دل
 گوید تا فائدہ برآں مترتب گردد و تجلیات و جذبات الہی بقلب نزل کردن گیرد (نور القلوب ص ۴۹ تلمی)

۱۲۔ اس کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ہے

چوں تابست و یکبار در یک نفس برساند لذت و حلاوت و حرارت و سردی یاد شکرو
سپاس کہ بجناب الہی بجا آرد۔ اگر لذت حاصل نشود نشان بے حاصلی ست۔ پس اولیٰ اس
است کہ عمل از سر تو گیر و لیکن ہمیں شرائط مرقوم و مدام عدد و تر لازم گیر و طاقی طاق کند کہ اللہ
و تر و حیث الوثر۔ نور القلوب صفحہ ۱۴۹۔

نیز عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ بتدی نفی اثبات
کے ذکر میں لا معبود الا اللہ کا تصور کرے۔ پھر اس کے بعد لا مقصود الا اللہ۔
کا دھیان کرے جب متوسط ہو جائے۔ لا موجد الا اللہ کو ملحوظ رکھے جب منتہی ہو
اور سلوک کی آخری منزل میں ہو تو اس کے تصور میں مستغرق ہو جائے کہ اپنی بھی خیر نہ رہے
کہ ذکر کون ہے۔ اور مذکور کی کیا شان ہے۔ اس مقام کی تفصیل کی اجازت نہیں
بلکہ ممانعت ہے۔

حضرت علامہ الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر جتنا ہو حضور قلب سے ہو۔ دل میں ہو اور دل سے
تاکہ ذکر کے فوائد مرتب ہوں اور تجلیات و جذبات الہی کا نزول ہو۔ اگر ذکر ان شرائط کے ساتھ نہ ہو تو
ذکر کے فوائد سے محرومی ہوگی۔

نفی اثبات کا ذکر جس دم سے شروع کرے اول تین بار سے آغاز کرے یعنی ایک حبس دم میں تین بار
نفی اثبات کرے پھر حسب تحمل دو۔ دوبارہ بڑھائے کہ جو عدد طاق پر ختم ہو یہاں تک کہ ایک حبس دم
میں اکیس بار نفی اثبات ہو جائے۔

اس حبس دم کے ساتھ نفی اثبات میں لذت و لطف حرارت و سردی محسوس ہوں تو رب تعالیٰ
کا شکر و حمد کرے۔ اگر ان نعمتوں کا حصول نہ ہو تو سمجھے کہ ذکر کے فوائد نہیں حاصل ہوئے۔ اس
صورت میں پھر دوبارہ شروع عدد سے نفی اثبات کا ذکر حبس دم سے کرے۔ یعنی تین سے آغاز کرے
اکیس تک پہنچائے۔ عدد طاق ۳ - ۵ - ۷ - ۹ - ۱۱ - ۱۳ - ۱۵ - ۱۷ - ۱۹ اور
۲۱ ہیں۔ پہلے تین بار۔ پھر پانچ بار۔ پھر سات بار۔ پھر ۹ بار۔

اللہ ہی معبود، اللہ ہی مقصود، اللہ ہی موجود

اللہ تعالیٰ وتر ہے یعنی جوڑا نہیں ہے وہ وتر (طاق) کو پسند کرتا ہے۔

در عالم نیرنگی جز یار نمی گنجد۔

تو القلوب میں اس مفہوم کو اس عبارت سے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ درابتداء سلوک در صحن ذکر تصور لا مَبُودُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا مَقْصُودُ إِلَّا اللَّهُ متصور دارد۔ و در وسط سلوک ملاحظہ لا مَبُودُ إِلَّا اللَّهُ۔ ملحوظ باشد۔ و در انتہائے سلوک در تصور مستغرق باشد کہ حضرت ماسق الہی حضرت صوفی آبادانی دہلوی) مفصل آنرا رخصت بیان ندادہ اند و ان مقامی است کہ کو ذکر۔ کو ذکر۔ کو مذکور۔ ع در عالم نیرنگی جز یار نمی گنجد۔ فہم من فہمہ پس فہم انرا بر حالت نیز داشتہ شد۔ سالک بے خبر بنود ذراہ و رسم منزل ہا۔ حضرت عاشق الہی صوفی میاں قدس سرہ نے فرمایا کہ نفی اثبات کا ذکر قبل نماز صبح یا بعد نماز صبح اور بعد نماز مغرب کرنا ضروری سمجھیں۔ حضرت پیر مرشد علیہ الرحمۃ کا بھی ارشاد گرامی یہی ہے حضرت عاشق الہی صوفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظ یہ ہیں۔

ص کہ دو وقت پر مشغول ذکر نفی اثبات لازم گیر۔ یکے صبح پیش از نماز۔ یا بعد نماز۔ دوم وقت شام بعد نماز مغرب چنانچہ قولہ تعالیٰ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَاسْتَجِوْهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا** (پارہ ۲۲) اے مسلمانان یاد کند خدا را۔ یاد کردن بسیار و پاکی بخوانید اور صبح و شام۔ رباعی۔ از ذکر ہی نور فراید سہ را۔ در راہ حقیقت آورد گم را ہر صبح و شام و در خود ساز۔ خوش گفتن لا الہ الا اللہ۔

نیر حضرت ایساں می فرمودند

کہ ہر کس کہ صبح و شام بذکر خفی مشغول باشد از جملہ ذاکراں بود نہ از غافلان بحکم این آیت۔ **وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَخَفِيَّةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْخُدُوِّ وَالْإِصَابِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ**۔

۱۔ نفی اثبات کا ذکر کرنا در وقت ضروری سمجھو۔ ایک صبح (قبل نماز فجر یا بعد)۔ (۲) شام بعد نماز مغرب

۲۔ اے ایمان والو اللہ کا ذکر بہت کرو۔ صبح و شام تسبیح پڑھو۔

۳۔ اپنے پروردگار کو دل میں خوف و زاری سے یاد کرو۔ بلا آواز صبح اور شام کو اور غافلوں سے نہ ہر

۴۔ ایک قرأت میں خفیہ ہے خاکو پیش اور خاکو جہنم،

یعنی یاد کن اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار خود را در دل خود بتقریر و ترس۔ یاد کن خدا تعالیٰ را بے آواز بلند در یا مدا و شبانگاہ یعنی صبح و شام۔ مباحث اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نباشد ائمت (تو) از غافلان۔ بعض مفسران گفتہ اند کہ مراد از غدو آصال شب و روز است یعنی علی الدوام بذکر خفیہ مشغول باش از غافلان مباحث۔ نور القلوب صفحہ ۱۵۱

حضرت عاشق الہی صوفی آبادانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی صبح و شام ذکر رخصی میں مشغول ہوگا۔ وہ ذاکرین کی جماعت سے ہوگا۔ غافلوں میں نہ رہے گا۔ ثبوت میں قرآن مجید پارہ ۹۔ رکوع کی واژگوزرباک فی نفسک کی پوری آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ بعض مفسر نے "غدو آصال" کے معنی بجائے صبح و شام شب و روز لکھا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہمہ دم ذکر الہی میں مشغول رہے۔

عزیز! یہ لطیفہ کے ذاکر ہونے سے حاصل ہوتا ہے فقط والدہ عا۔ جعفر علی فریدی غفر اللہ لہ گوچر

مکتوب - ۳۲

نور العینین۔ بَارَكَ اللهُ تَعَالَى فِي حَسَنِ انْعِمَاءِ لَكُمْ۔ وعلیکم السلام ورحمتہ۔ سیر سلوک میں کبھی قبض کی حالت پیدا ہوتی ہے اور کبھی بسط کی۔ سالک کو ان دونوں حالت سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اور سالک کی ترقی ان ہی دونوں حالتوں کی وجوہ سے والستہ ہے۔ نسبت کا کھلتا۔ لطیفہ کا فکر ہوتا۔ ذکر سے قلب میں سرور و نشاط پیدا ہونا بسط ہے نسبت کا بند ہونا۔ ذکر جاری ہو کے رک جانا۔ کیفیت کی آمد شروع ہوئی اور پوری نہیں ہو پائی کہ بند ہو گئی۔ جس سے طبیعت تڑھال رہی۔ دل وحشت زدہ رہا قبض ہے قبض کے دفع کے کئی طریقے ہزرگان طریقت نے لکھے ہیں۔ عاشق الہی حضرت صوفی شاہ

آبادانی سیالکوٹی مدفون دہلی کا یہ معمول تھا کہ اپنا دست راست صاحب قبض کے دل پر مل دیتے جس سے قبض فوراً دفع ہوتا اور لیسٹ حاصل ہو جاتا۔ قدوة العرفاء حضرت شاہ عبدالعلیم علوی لوہاری مدفون جہانگیر آباد بھوپال۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دائیں ہاتھ پر درود شریف تین بار پڑھ کر صاحب قبض کے قلب پر پھیر دیتے۔ تین بار اس عمل کے کرنے سے قبض دور ہو جاتا۔ حضرت شاہ عبدالکیم خان صاحب ساکن اسلام نگر ضلع سہارن پور کا ارشاد ہے کہ قبض طاری ہو جانے پر شیخ دیر کی صحبت میں رہے۔ اور نفی اثبات چہار ضربی کرے۔ اس عمل سے احقر غفرلہ کا قبض کئی بار دور ہوا۔ حضرت مرزا میڈو بیگ قادری آبادانی آلہ ابائی قدس سرہ کا قول ہے کہ نسبت کا آنا قبض کے سبب سے بند ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی پر درود شریف پڑھ کر تھک تھکا کے قلب پر ملے یہ عمل تین بار کرے۔ بفضلہ تعالیٰ قبض دور ہو جائے گا۔ اگر نسبت کا بند ہونا ظلمت سے ہے یعنی خلاف شرع امر کرنے سے تو اس کا علاج یہ نہیں ہے بلکہ صدق دل سے توبہ کرنا اور گڑ گڑانا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ قبض کے دور کرنے کے لئے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَلِيمِ۔ مَا شَاءَ اللَّهُ وَكَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔ اللہ گیارہ بار پڑھ کر دل پر دم کرے۔

قدوة العارفين حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال ۱۲۶۶ھ) نے قص و لیسٹ کی حالت کو پرندے کے دونوں بازو سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جب پرندہ کو دونوں پر نہ ہوں تو اس کا اڑنا ناممکن ہوتا ہے اسی طرح سالک پر اگر قبض وارد نہ ہو تو سالک کا ترقی کرنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تصرفات الہی سے ہی سالک کے قلب پر قبض کا ورود ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللَّهُ يَفْقِهُنَّ وَيَسْطُرُ لَهُ۔

سُطِرَ پاکی اللہ کی۔ حمد اللہ کی۔ اللہ کے سوا۔ کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ کسی میں کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ بلند عظمت والے کی توفیق دینے سے جو اللہ نے چاہا ہوا۔ اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔

اللہ قبض کر دیتا ہے پھر اس کو دور کر دیتا ہے۔

سالک پر جب قبض محض وارد ہوتا ہے تو اسکے ورطہ سے خلاصی پانا صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہوتا ہے ہم نے بہت کشتیاں دیکھیں جو بیش بہا سرمایہ سے بھری ہوئی تھیں وہ قبض کے طوفان کی زد میں آئیں اور ڈوب گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبض محض کی بلا سے محفوظ رکھے (آمین) جو سالک قبض محض کی بار میں مبتلا ہوتا ہے اپنے زبان حال سے کہتا ہے کہ

کشتی شکست کا نیم اے باد شرط بر خیز باشد کہ باز نیم آں یار آشنا را
قدوة العرفا حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاری قدس سرہ کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں
”عیان است کہ طالب را تا وقتی کہ قبض و سبط نباشد سیر لوک معلوم
زیرا کہ اس احوال پر قطع مناظر لوک مرا طالب را مثل جناحین
طائر اند برائے طیرانش کہ اگر یکے نباشد بریدن او نباشد از جملہ تصرفا
الہی جلا جلالہ در قاب لک می باشد باید فہمیدہ واللہ یقبض و یسبط“

نص صریح است برائے اثبات اس۔ ہر اندر سالک از قبض محض موقوف است بر عنایت
الہی عم نوالہ۔ بسیار کشتیہائے سرمایہ را درین طوفان غریق دیدہ ام اللہم احفظنا من کل
بلاء۔ بتلائے بزرگان حال می گوید۔

کشتی شکست کا نیم اے باد شرط بر خیز۔ باشد کہ باز نیم آں یار آشنا را
بیاض دکنشا ص ۹۶

حضرت شیخ منصور علاج قبض محض کی حالت میں اَنَا الْحَقُّ کہہ پڑے اور دایر پر چڑھا
دیئے گئے۔ قدوة العزیز حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاری قدس سرہ (وصال ۱۲۷۶ ۱۲۷۶ھ)
نے فرمایا کہ قطب الاقطاب حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ
”منصور میرے زمانے میں ہوتے تو نویت دار پر چڑھنے کی نہیں آتی۔ اَنَا الْحَقُّ کی بجائے
اَنَا الْبَاطِلُ کہتے“

کیونکہ دونوں کا حال ایک ہے فرق اتنا ہے کہ اَنَا الْحَقُّ کہتا ترک ادب ہے
اور اَنَا الْبَاطِلُ کہتا عین ادب ہے۔

راقم السطور جعفر علی فریدی والد اکبر علی گورکھپوری دفریدی نسب و تربیت و
 بنیت قادری و نقشبندی (عقلمند متوطن حال سمنستی پور ضلع درمہنگہ صوبہ بہار عرض
 گزار ہے کہ حضرت خواجہ منصور بغدادی کو فنا نے توحیدی میں قبض محض وارد ہوا
 تھا۔ جس سے ان میں کیفیت یہ خودی کی آگئی تھی اور ان پر جذب کا غلبہ تھا۔ زبان
 بجائے کُلِّ لِسَانُہ کی کَالِ لِسَانُہ کی منظر ہو گئی تھی۔ اسی کیف جذب میں
 زبان پر ایسے کلمات جاری ہو گئے۔ جو خلاف شرع معلوم ہونے لگے۔ حضرت غوث
 اعظمؒ کا ایمان یہ ہے کہ اپنی حداد اور روحانی طاقت سے منصور کو مقام قبض سے
 مقام بسط میں لے آتا۔ اس وقت ان کی زبان سے بجائے اَنَا الْحَقُّ اَنَا الْبَاطِلُ
 جاری ہو جاتا۔ جو بالکل شریعت کے مطابق ہوتا۔ اس پر کسی قسم کی گرفت شرعی
 نہیں ہوتی چونکہ مقام بسط میں آنے سے حضرت منصور کی توجہ اپنی ذات کی جانب
 ہو جاتی اور ذات کا وجود فانی ہے فانی کو بقا نہیں۔ فانی اور باطل دونوں ہم
 معنی ہیں۔ اس وقت اَنَا الْبَاطِلُ کا معنی یہ ہوں گے کہ ”میرا وجود۔ مری ذات
 سب فانی ہیں باقی نہیں اس میں شرع کی لفظی گرفت بھی نہیں یہ معنی اسلامی
 عقیدہ کے الفاظ کے بالکل مطابق ہے قرآن مجید میں ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَيَّهَا فَاَن
 وَيُخَيَّ وَحْبُهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ
 حضرت شیخ منصور بغدادی کا فنا نے توحیدی کی جذب کی حالت میں اَنَا الْحَقُّ کا زبان
 پر جاری ہونا اس سبب سے ہوا کہ وہ قبض کی جذبی حالت میں اپنا وجود اپنی ذات
 کو بھول گئے تھے۔ ان کو اپنی ہستی کی بھی خبر نہیں تھی جو جذبہ اس وقت تھا وہ
 صرف وجود حق کا تھا۔ لہذا وجود حق کے لئے غلبہ میں اَنَا الْحَقُّ کہہ گئے۔
 سالک کو نسبت عشقیہ کی طلب رکھنا چاہیے یہ نسبت عشقیہ محض انعام

بجائے چپ رہے کے زبان دراز ہوئی۔

جو روئے زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے۔ باقی رہنے والا صرف جلال و
 عزت والا رب ہے۔ ہر چیز مرے گی سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

الہی ہے یہ انعام ہر شخص کو نہیں ملتا ہے اور نہ ہر ایک میں تحمل کی صلاحیت ہے۔ اس کے تحمل کی صلاحیت کا حصول لطف الہی اور عنایت ربانی سے ہے نسبت عشقہ حُب ایمانی کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے۔ حُب ایمانی اختیاری فعل ہے یہ اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے اس حُب اختیاری میں حُب بہت غالب آیا تو اختیار جاتا رہا اس وقت سالک حُب کی کیفیت سے مغلوب ہوا۔ حُب کے غلبہ کا نام عشق ہے اور عشق غیر اختیاری ہے۔ عشق میں اختیار کو دخل نہیں۔ یہ محض رحمت الہی ہے جو سالک پر نزول ہوتا ہے جس میں سالک کے اختیار کا دخل نہیں۔

بخاری شریف کتاب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صحابی سے مروی حدیث لَیْسَ مِنْ اَحَدٍ کُمْ دَخَلَتْ اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنِ ہے جس میں حُب ایمانی کا ذکر ہے۔ عشق میں حُب ایمانی کا کمال ہے اس میں سوز و گداز، تفرع زاری خشیت، عجز و انکسار کے کرشمہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بیاض دل کشادگی میں ایک واقعہ درج ہے جس کا مفہوم لکھا جا رہا ہے کہ حضرت مولانا نصر اللہ خان صاحب خورشیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ چند بزرگوں کے ہمراہ بنارس میں قبل نماز جمعہ حضرت شاہ عبدالعلیم نوہاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بابرکت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ باواز خوش اور ترانہ دلکش سے حضرت امیر خسرو کی یہ غزل پڑھ رہے ہیں اور مسجد میں مستانہ وار حجاڑ و دے رہے ہیں جس میں گہر یہ لکھا آہ وزاری ہو رہی ہے۔ حضرت امیر خسرو قدس سرہ کی غزل یہ ہے عشق را نازم کہ یوسف را بازار آورد ہچو صنعتا زاہدے را زبیر ز نار آورد غمزه توبہ فریبش زاہد صد سالہ را موئے پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد

تمہارا کوئی ایمان میں کامل نہیں ہوگا جب تک میں (حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) محبوب نہ ہو جاؤں والدین اولاد تمام انسان سے بھی زیادہ۔

دوستان من ہوس دام بنالیدن دے درد چوں در سینه باشد ناله زار آورد
 دار را معراج می دانند سر داران عشق عشق کے ہر لولہ ہوس را بر سر دار آورد
 زین دل خود کام کار من بر سوائی کشید خسر و اقربان دل یرون ہمیں بار آورد
 یہ والہانہ کیف غلبہ حب میں پیدا ہوتا ہے جو سالک پر بسط کی حالت میں طاری
 ہوتا ہے یہ عشق کا کیف ہے۔ یہ حُبِ ایمانی کا کامل فرد ہے جو ایمان کے کمال
 میں داخل ہے۔

حُبِ عقلی وہ ہے جس میں نفع اور نقصان پر نظر رہتی ہے۔ حبِ طبعی
 غیر اختیاری فعل ہے یعنی فطری جیسے باپ کی محبت فرزند سے۔ یہ دونوں حُبِ
 (حُبِ عقلی۔ حُبِ طبعی) راہ سلوک میں نہیں ہیں بلکہ اس راہ سے دور ہٹے ہوئے
 ہیں راہ سلوک میں صرف حُبِ ایمانی درکار ہے اور یہی حُبِ منازل سلوک
 کا رفیق و دمساز ہے۔ فقط والدعا

جعفر علی فریدی غفرلہ۔ درگاہ حضرت جلال پیر چشتی۔ سمستی پور۔

مکتوب - ۳۳

بِسْمِہِ تَعَالٰی

سر و طریقت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی زاد اللہ تعالیٰ علمکم و عرفانکم
 و علیکم السلام سالک کی خوش نصیبی ہے کہ راضی برضا ہے اور حبیب کوئی امر
 پر لیشان کن پیش آئے تو اَوْضَحْ اَمْرِي اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ بِالْحَيَاةِ
 حَسْبِيَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ سے پڑھے۔ حلول، اتحاد، توحید میں باہم فرق

سے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا بلاشبہ اللہ بندوں پر نظر رحمت رکھنے والا ہے۔
 اللہ سراکھیل اور اچھا کار ساز ہے۔

ہے۔ ان سب کو ایک سمجھنا سخت غلطی ہے۔ حلول اور اتحاد کا عقیدہ کفر اور گمراہی ہے اور توحید کا عقیدہ اس ایمان اور بنیاد حقیقت ہے، بیاض دل کشادہ فہم صریح کے مرقومہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار عارف خدا حضرت مولانا حاجی حکیم نصر اللہ خاں صاحب خورشیدی قدس سرہ نے قدوة العرفاء حضرت شاہ عبدالعلیم علوی لوہاری علیہ الرحمۃ سے اتحاد۔ حلول کی بابت استفسار کیا۔ حضرت قدوة العرفاء نے فرمایا۔ حلول وہ ہے کہ بندہ سمجھے کہ خدا مجھ میں سما گیا ہے اور اس کی ذات مری ہستی میں آگئی ہے مری ہستی نے اس کی ذات کا احاطہ کر لیا ہے جیسے فانوس شمع کا احاطہ کر لیتی ہے۔

اتحاد۔ یہ ہے کہ بندہ اپنے کو خدا کی ذات میں بالکل پیوستہ جانے اور یہ سمجھے کہ میرے گوشت پوست خون۔ استخوان، رگ، پٹھ میں خدا سرایت کر گیا ہے۔ بظاہر خالق مخلوق دو معلوم ہو رہے ہیں لیکن حقیقت میں دونوں ایک۔ توحید۔ ان دونوں سے جدا ہے نہ خالق مخلوق کی ہستی میں سماتا ہے اور نہ مخلوق کے گوشت پوست۔ استخوان میں سرایت کرتا ہے کیونکہ خالق کا وجود الگ اور مخلوق کا وجود اس سے جدا ہے باہم کسی طرح کا اتحاد نہیں۔

فنائے توحیدی میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے کہ سالک اپنے وجود سے بالکل بے خبر اور غافل ہو جاتا ہے اس کی التفات محض وجود باری کی جانب ہوتی ہے۔ اپنا وجود اور ماسوی اللہ کے وجود سب نظر انداز ہو جاتے ہیں جو کچھ عالم میں ہے وہ وجود باری ہے اس انہماک اور استغراق میں کیف سکھ پیدا ہو جاتا ہے جس میں ایسے کلمات زباں سے نکل جاتے ہیں کہ جن کلمات کو سامع حلول کا کلمہ سمجھنے لگتا ہے اور یہ فہم کرتے لگتا ہے کہ یہ حلول کا عقیدہ رکھتا ہے یا اتحاد کا۔ حالانکہ یہ فہم حقیقت سے دور ہے اور سامع کے فہم و ادراک کی غلطی ہے کہ غلط سمجھا اور غلط یاد کیا۔

در حقیقت شیخ منصور علاج بغدادی کا انا الحق کہنا فتلے تو حیدی کے جذبہ میں تھا کیونکہ جس دم یہ کلمہ زبان پر آیا اس دم شیخ کی پوری توجہ مشاہدہ حق میں لگی ہوئی تھی۔ نہ اس وقت اپنی ہستی کا خیال اور نہ اپنی ذات کا تصور تھا اور نہ حق تعالیٰ کے وجود کے علاوہ کوئی دوسرا وجود نگاہ میں تھا۔ بصیرت باطنی میں ایسی حالت میں جو کلمات فانی کی زبان پر جاری ہوتے ہیں منتطبیات کہلاتے ہیں منتطبیات قابل گرفت نہیں ہوتے ہیں دراصل فنا کا ایک کیف ہے جو طاری ہوا اور اس میں کلمات نکل گئے۔ اس کیف کو ثبات نہیں ہوتا اور نہ یہ کیف صوفی کے مقام میں داخل ہے بلکہ یہ حال ہے۔ فتلے تو حیدی میں صوفیائے کرام صرف وجود باری تعالیٰ اور صفات ربی کو حق کہتے ہیں چونکہ یہ سب باقی ہیں اور ان کے سوا سب فانی اور غیر باقی ہیں لہذا صوفیاء ماسوا کو باطل کہتے ہیں۔ یہ باطل بمعنی فانی اس مقام کی اصطلاح ہے۔ اصطلاح میں حجۃ نالو العجیبی ہے۔ لَا مَشَاكَةَ فِي الْأَصْطِلَاحِ علماء کا مشہور مقولہ ہے کتب عقائد میں ہے کہ ہر مخلوق کے حقائق تحقیقی طور سے ثابت ہیں نہ وہی اور نہ فرضی بلکہ سب اپنی جگہ پر حقیقت ثبوتیہ وجودیہ سے وابستہ ہیں جن کا انکار بد مذہبی اور گمراہی ہے۔ صوفیاء کے باطل کہنے سے یہی سمجھنا چاہیے کہ مخلوقات کا تعلق فنا سے ہے تمام مخلوقات فانی ہیں صرف ذات خالق باقی ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ،

شیخ منصور بغدادی کو مشاہدہ حق میں ایک ایسی حالت پیدا ہو گئی جس سے متاثر ہو

۵ شیخ منصور کا نام حسین ہے اور کنیت ابو مہیث والد کا نام منصور حضرت شیخ جنید بید الخائف اور شیخ ابو الحسن احمد نوری بغدادی کی صحبت میں رہے منگل ۲۴ ر ذی قعدہ ۳۰۹ھ بغداد میں شہید کر دیئے گئے۔ ظیفہ عباسی جناب جعفر بن معتقد کا عہد تھا حضرت شیخ ابو القاسم نضر آبادی شیخ ابو العباس بن عطاء۔ حضرت محمد بن حنیف مشائخ کرام نے حضرت حسین بن منصور کی تعریف کی اور محققین صوفیاء میں شمار کیا۔ حضرت محمد بن حنیف نے کہا حسین بن منصور عالم ربانی تھے۔ (از لطافت کبریٰ امام شترانی مطبوعہ مہری۔ عربی) محمد ابراہیم فریدی غفرلہ ،

کے زبان سے یہ کلمہ نکلا جس کو حلول و اتحاد سمجھا گیا اور اس پر علماء سے فتویٰ حاصل کیا گیا۔ انہوں نے فتویٰ شیخ منصور دار پر کھینچ دیئے گئے۔ شیخ نے جان کی قربانی شرع کے حکم پر کر دی جس سے ان کو فنا میں کمال حاصل ہو گیا اور مدارج میں ترقی ہو گئی مفتی صاحبان بھی اس فتویٰ سے مستحق ثواب و اجر ہوئے۔

۲۔ اسم ذات کا ذکر برابر کرتے ہو دل کے نہ لگنے کی پرواہ نہ کر ذکر کی مداومت خود دل لگا دے گی۔ ابھی دل کو لگانے کی کوشش کرنا ہوگی اور بالقصد دل لگانا ہوگا۔ پھر کچھ دنوں بعد رحمت خداوندی اور فیض مرشد ہوگا۔ جس سے خود بخود دل لگے گا اور قلب جاری ہوگا۔ جب تک قلب پر ذکر صیقل کا کام کر رہا ہے۔ اس وقت تک دل میں وحشت پیدا ہوتی رہے گی۔ جب یہ منزل پوری ہو جائے گی اور ذکر قلب میں مقام کرے گا تو دل چسپی پوری پیدا ہو جائے گی۔ اور بغیر ذکر دل میں اطمینان اور سکون نہ ہوگا۔ **لَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ**، اس دم اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوگی حدیث قدسی ہے **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي**۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی معیت میں ہوتا ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ**۔ یعنی ہر چیز کو چمکا دینے والی چیز کا وجود ہے

۳۔ بابو عبدالمغنی صاحب سربلہ خواہر زادہ چوہدری حفیظ الدین صاحب مرحوم تریانواں ضلع بہرہ سانسے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں میدان حشر میں ہوں اور سخت گھبرایا ہوا اور پریشان۔ مارا مارا پھرتا ہوں کہ اچانک دیکھا کہ چند بزرگ ایک جگہ جمع ہیں اور سب ذکر میں مشغول ہیں ان کے پاس خوف و ہراس ہے اور چہرہ بشر پر حزن و ملال۔ میں جا کر ان بزرگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی گھبراہٹ اور پریشانی جاتی رہی اور یہ آیت جو حضرت شاہ تھار احمد صاحب قبلہ بوقت حلقہ ذکر پڑھتے تھے خود بخود زبان پر جاری ہو گئی وہ آیت **لَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ** ہے۔ اس ذکر کے حلقہ میں صرف دو بزرگ شناسا تھے جن کو پہچانا اور انہیں کے پاس اپنے کو بیٹھا پایا۔ وہ بزرگ حضرت شاہ تھار احمد صاحب قادری اور حضرت مولوی جعفر علی صاحب فریدی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اور قلب کو چمکانے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز عذاب الہی سے نجات دلانے والی نہیں ہے اس پر صحابہ نے کہا کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں اگرچہ تلوار ماسے اور تلوار لوٹ جائے۔ یہ دونوں حدیث مشکوٰۃ شریف کے باب ذکر اللہ میں موجود ہے۔ مولوی نواب قطب الدین خان صاحب دہلوی مرحوم نے مظاہر حق میں اس حدیث کے فائدہ کے عنوان میں لکھا ہے کہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد اس درجہ پر پہنچے تو بھی اللہ کا ذکر افضل ہے۔ اگر باب طریقت فرماتے ہیں کہ عبادت کے تین درجہ ہیں۔ اول عام مومنین اور صلحائے امت کا دوم سوم خاصان امت کا۔ اول درجہ یہ ہے کہ ثواب کے حصول اور عذاب سے نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنا یہ اصطلاح میں عبادت کہلاتا ہے دوم محض بندہ ہونے کا شرف حاصل کرنے کے لئے تاکہ عبادت کی خلعت نصیب ہو۔ جس سے بندہ میں عبادت کی صفت پیدا ہو۔ (یہ وصف عبادت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال درجہ محبوب مقرر) اس لئے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے "عبد اللہ" کی صفت کو پسند فرمایا۔

حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے کئی جگہ قرآن مجید میں عبادہ کے وصف سے یاد کیا ہے۔ یہ عبادت اصطلاح میں عبادت کہلاتی ہے سوم رب تعالیٰ کی شان اجلال و ہیبت و عظمت و محبت و احیاء کو ملحوظ رکھ کر اس کی پرستش کرنا۔ یہ اصطلاح میں "عبودہ" کہلاتا ہے۔ یہ عبودہ مخصوص حضرات کے حصہ میں آیا ہے۔

ان عبادت کے تینوں درجوں میں جہاد نفس ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مقام "عبودیت" پر فائز تھے تو فرمایا اِنِّیْ ذَا حِجْبٍ اِلٰی رَبِّیْ سَیَکْهُدِیْنِ اِلَیْہِ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول اِنِّیْ ذَا حِجْبٍ اِلٰی

لہ بیشک میں رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے مقصود تک پہنچائے گا۔

کہی میں مجاہدہ نفس ہے اور عبودیت۔ اور سیکھو فی میں درجہ عبودہ کی طلب ہے جو درجہ عبودیت سے بالاتر ہے۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حضرت امیر ایم علیہ السلام کے درجہ عبودہ سے بلند ہے۔ اُمت محمدیہ میں صحابہ کرام درجہ عبودیت پر فائز ہیں۔ اور بعض عبودہ پر۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت میں شان اجلال و عظمت و محبت۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت میں شان عظمت الہی اور ہیبت الہی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عبادت میں ہیبت حیا۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرستش میں عظمت الہی اور محبت کی شان نمایاں ہے۔

اسی طرح ائمہ طریقت حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم۔ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبندی بخاری، حضرت خواجہ سید معین الدین بجنوری، حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں کہ ان بزرگوں کی عبادت میں شان عبودہ ظاہر ہے۔ عبودہ فی الحقیقت فضل الہی اور انعام دہی ہے۔ اس لیے عرفاء اس کو اِحْضِدْنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں طلب کرتے ہیں۔

جعفر علی فریدی غفرلہ دلامتہ نبیہ
خانقاہ قادریہ سربیلہ ضلع مونگیر صوبہ بہار

۱۰ ہمیں صراط مستقیم (مقام عبودیت) پر پہنچائے۔

۱۱ ۱۹۶۶ء سے سربیلہ ضلع سہرسا میں داخل کر دیا گیا۔

مکتوب - ۳۴

عمرہ قادری و علیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ

طریقہ آبادانیہ کی تعلیمات سلوک کا ذکر کر چکا ہوں جو خاکسار کو اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ حافظ شاہ محمد فرید الدین آروسی قدس سرہ سے تلقین ہوئی ہے اب طریقہ قادریہ کی تعلیمات سلوک لکھ رہا ہوں جس کی تلقین پیر و مرشد اور دیگر بزرگوں سے ہوئی ہے۔

طریقہ قادریہ میں پانچ ذکر ہیں۔ تین جلی، دو خفی، مراقبہ ہر خالوادہ میں ہے۔ طریقہ قادریہ میں پہلے اسم ذات کا ذکر ہے پھر نفی اثبات کا بعدہ ذکر ہوگا پھر دورہ قادریہ۔ بعدہ پاس انفاس ہے۔

دورہ قادریہ اور پاس انفاس ذکر خفی ہے باقی جلی۔ اسم ذات کے ذکر میں ضرب لگانا پڑتا ہے۔ اس کے ضرب کی چار قسمیں ہیں۔ ایک ضربی، دوسری سہ ضربی۔ چہار ضربی۔ پہلے ایک ضربی کی تعلیم ہوتی ہے۔ پھر دوسری۔ پھر سہ ضربی کی۔ اور پھر چہار ضربی کی۔ حسب استعداد اور قابلیت رفتہ رفتہ تلقین کی جاتی ہے۔

اسم ذات ایک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو ہو کر قبلہ رو آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے حلق اور دل کی قوت سے اللہ کہے۔ دوسری نشست ایک ضربی کی طرح ہے ایک بار اللہ بلند آواز کہہ کر دائیں گھٹنے پر ضرب لگائے اور دوسری بار قلب پر شدت سے۔

سہ ضربی میں چار زانو بیٹھے آنکھیں بند کر کے ایک بار اللہ کا ضرب بلند آواز سے دائیں گھٹنے پر۔ پھر بائیں گھٹنے پر۔ تیسری بار قوت سے

قلب پر چہار ضربی بھی سہ ضربی کی طرح ہے چوتھی ضرب آگے کو مارے اس کے ختم کرنے پر چند منٹ قلب پر دھیاں کرے۔ اللہ کا تصور کرے اور دل کی حرکت پر غور کرے کہ اس حرکت میں اللہ مسموع ہو۔

نفی اثبات کا طریقہ یہ ہے۔ قبلہ رو دوزانو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے لاکو ناف سے کھینچتا ہوا دائیں موندھے پر لیجائے۔ دماغ کی جھلی سے الگ نکالتا ہوا اِلَّا اللہ کا ضرب شدید بلند آواز سے قلب پر لگائے۔ عذوق پر محمد رسول اللہ ہلکے آواز سے کہے۔

ذکر ہو۔ اس کو ذکر روح بھی کہتے ہیں۔ اس میں حُو۔ حواء۔ حئی کا ذکر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے روبہ قبلہ کر کے دوزانو (یعنی نشست التحیات) ہو کے دونوں آنکھیں بند کر کے حُو کا ضرب بلند آواز اور قوت سے لطیفہ روح پر لگائے حواء کا مقام اخفی پر۔ حئی کا مقام قلب پر۔

دورہ قادریہ۔ یہ ذکر خفی ہے اس کے تین الفاظ ہیں۔ اللہ سَمِیعُ۔ اللہ بَصِیرُ۔ اللہ عَلِیمُ۔ اس کے کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ دونوں آنکھیں دونوں ٹہلیں بند کر کے دل کی زبان سے ناف تک اللہ سَمِیعُ کہتا ہوا سینہ تک لے جائے پھر اللہ بَصِیرُ کہتا ہوا دماغ تک پھر اللہ عَلِیمُ کہتا ہوا عرش تک۔ پھر اللہ عَلِیمُ کہتا ہوا عرش سے دماغ پر آئے۔ پھر اللہ بَصِیرُ کہتا ہوا سینہ پر۔ پھر اللہ سَمِیعُ کہتا ہوا ناف تک۔ یہ اتار اور چڑھاؤ ملکر ایک دورہ قادریہ ہوا۔ اس میں نشست دوزانو ہو یا چار زانو جس میں سہولت ہو۔ یہ ذکر اسم ذات مع صفات ہے۔

بعض بزرگوں نے دورہ قادریہ میں اللہ قَدِیرُ کا اضافہ اللہ عَلِیمُ کے بعد کیا ہے اور بتایا کہ اللہ عَلِیمُ کہتا ہوا آسمان چہارم تک اور اللہ قَدِیرُ کہتا ہوا عرش تک۔

اللہ سننے والے۔ دیکھنے والے۔ جاننے والے ہیں۔

حضرت مرزا میڈوبیگ الہ آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۲۶۱ھ مدفون بھدونی ضلع بنارس نے دورہ قادری کا یہ طریقہ ارشاد فرمایا ہے کہ حبس دم کر کے اپنے دونوں پیروں کے انگوٹھے سے یا بصیغہ کھنچ کر ناف تک لائے ذرا دیر توقف کر کے یا سمیع کھینچتا ہوا سر تک لے جائے۔ پھر توقف کر کے یا قیصر درمیانی پیشانی رکھ کر ذرا توقف کرے یا علیم کو چارم آسمان تک لے جائے پھر اسی صورت سے توقف کرتا ہوا نیچے کو لائے اور دونوں پیروں کے انگوٹھے پر یا بصیغہ کہے۔ دیاض دلکشا۔

حضرت مرزا میڈوبیگ قدس سرہ حضرت مولانا سید امجد علی خان صاحب رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۲۶۲ھ ۲۲ رجب) کے مرید و خلیفہ اور حضرت شاہ مراد اللہ نقشبندی قدس سرہ کے بھی مجاز ہیں۔ پاس انفاس کا ذکر سلاسل قادریہ اور چشتیہ میں اخیر میں بتایا جاتا ہے۔۔۔ دونوں سلسلوں میں پاس انفاس کا ذکر ایک ہی طریقہ پر ہے کوئی فرق نہیں ہے اور یہ ذکر بھی خفی ہے۔ اس کے کرتے کا طریقہ یہ ہے کہ جب سانس باہر آئے دل کی زبان سے لا الہ کہے اور اندر جائے تو لا الہ۔

شروع میں بالقصد کہا جاتا ہے پھر خیال کرنے سے خود بخود جاری ہوتے لگتا ہے۔ طریقہ قادریہ میں بھی چھ لطائف ہیں۔ تین لطائف کے مقام متفقہ ہیں یعنی لطیفہ قلب۔ لطیفہ روح۔ لطیفہ اخفی۔ لطیفہ خفی کا مقام طریقہ آبادانیہ کے لطیفہ خفی کے مقام کے قریب ہے۔ فرق یہ ہے کہ طریقہ آبادانیہ میں محل سجدہ اور طریقہ قادریہ میں ختم پیشانی۔ لطیفہ نفس اور لطیفہ سر کا مقام الگ الگ ہے۔

حضرت مولوی شاہ مراد اللہ صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدفون لکھنؤ مشہور اہل سماع چشتی صابری بزرگ حضرت شیخ نظام بلخی چشتی کی نسل میں ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جانجانا قدس سرہ کی صحبت میں رہے اور حضرت مولوی نعیم اللہ بڑا اچھی کے خلیفہ ہوئے (نور القلوب)

سال وفات ۱۲۶۵ھ ہے لکھنؤ حین گنج چوراہ مراد علی لین کے چھپے کلیم اللہ کے اگھارہ میں مزار ہے۔

قادریہ میں لطیفہ نفس کا سر حلق اور لطیفہ سر کا درمیان ابھرو ہے۔ (یعنی دونوں بھوؤں کے بیچ میں) فقط۔

جعفر علی قریدی غفرلہ، از سمستی پور۔

مکتوب - ۳۵

سراج الوالدین وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ،
الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ گزشتہ خط میں طریقہ قادریہ کے سلوک کے اذکار
لکھ چکا ہوں۔ اب مشائخ قادریہ کے اوراد لسانی کو حوالہ قلم کر رہا ہوں جو بزرگان قادریہ
کے معمولات میں ہیں

(۱)۔ درود ہفت اسمائے حسی ہر اسم کے پڑھنے کی تعداد ایک لاکھ ہے
(۱)۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۲) اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ (۳) حَيَّ حَيَّ حَيَّ (۴) وَاحِدٌ وَاحِدٌ
وَاحِدٌ (۵) عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ (۶) وَهَّابٌ وَهَّابٌ وَهَّابٌ (۷) وَدُودٌ وَدُودٌ
وَ دُودٌ۔ (۲) پنج گنج قادریہ

بعد نماز فجر یا عَزِيزُ يَا اللَّهُ سو بار
بعد نماز ظہر یا کَرِیمُ يَا اللَّهُ سو بار
بعد نماز عصر یا جَبَّارُ يَا اللَّهُ سو بار
بعد نماز مغرب یا سَتَّارُ يَا اللَّهُ سو بار
بعد نماز عشا یا غَفَّارُ يَا اللَّهُ سو بار

(۳) مہینے عشر طلوع و غروب سے پہلے

(۴) قصیدہ غوثیہ ایک بار

قصیدہ غوثیہ کا ورد خاکسار کے معمولات میں داخل ہے اس کی اجازت حضرت

مولانا حاجی قاضی عنایت حسین صاحب پڑیا کوئی طرہ رحمتہ اللہ علیہ (دصال ۲۰ ربیع الاول
۱۳۵۰ھ) کے خلیفہ حضرت محمد حمید صاحب سے حاصل ہوئی تیسرے سے پہلے یہ درود
مشرقی پڑھا جاتا ہے جو درود غوثیہ کہلاتا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنَ الْجُودِ وَالْكَرَمِ مَتَّبِعَ الْعِلْمِ وَالْحِكْمِ وَالْإِلَهِ وَسَلَّمَ لَهُ

مسیبات عشر کی مسلسل سند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

نے حضرت غوث الاعظم ابو محمد سعید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ تک پہنچائی۔ پھر

حضرت غوث الاعظم نے بواسطہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تک۔ یہ مسلسل سند مطبوعہ کتابی شکل میں نول کشور پریس کاچھپا ہوا موجود ہے۔ اس جلد

میں حزب الاعظم (ملا علی قاری محدث ۴) دلائل الخیرات مطبوعہ نول کشور بھی ہیں۔ اس

کے پڑھنے کا وقت فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈھلنے

سے پہلے ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت شیخ ابراہیم تیمی (تابعی فقیہ راوی حدیث

عابد و زاہد) رحمت اللہ علیہ کو تھی کہ ایک بار صبح اور ایک بار شام کو ضرور پڑھیں طریقہ یہ ہے

سورہ الحمد سورہ قل اعوذ برب الناس سورہ قل اعوذ برب الفلق

سات بار سات بار سات بار

سورہ قل ہو اللہ احد سورہ قل یا ایہا الکفارون آیتہ الکرسی

سات بار سات بار سات بار

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ سات بار

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ غُفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ سات بار

۝ اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ بخشش و کرم کے کان اور علم و حکمت کے چشمہ ہیں۔

اور آپ کے حکم پر چلنے والی ہوں۔ اور سلام نازل کیجئے۔

۝ اے میرے اللہ میرے ماں باپ اور کل مسلمان مرد و عورت کو بخش دیجئے

استغفر اللہ سات بار۔ پھر یہ دعائیں سات بار پڑھے۔

اللَّهُمَّ افْعَلْ بِي وَلِيَّهُمْ عَاجِلًا وَآجِلًا فِي الدِّينِ وَالْدُنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ لَهُ أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ أَهْلٌ أَنْتَ غَفُورٌ حَلِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ مُرَرٌّ رَوِّفٌ رَحِيمٌ۔

اس مسبعت عشر کی مختصر سند اور فوائد یہ ہیں کہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی نے حضرت عبدالرحمان بن حلیب حارثی بصری سے روایت کی ہے حضرت عبدالرحمان نے حضرت سعید بن سعد سے حضرت سعید نے حضرت ابو طیبہ کزد بن و برہ حارثی سے اور حضرت کزد بن و برہ ابدال تھے ان کو یہ ہدیہ حضرت ابراہیم تیمی سے ملا حضرت ابراہیم تیمی رحمتہ اللہ علیہ مسجد حرام میں کعبہ شریف کے روبرو بیٹھے تھے کہ حضرت حضرت علیہ السلام آئے اور مسبعت عشر کی تلقین کی اور فرمایا کہ یہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے اس کے فوائد آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیجئے اس کے بعد حضرت ابراہیم تیمی قدس سرہ نے خواب میں دیکھا کہ مجھے فرشتے جنت میں لے گئے اور جنت کی زیبائش و آرائش اور سامان دکھا کر جنت کے پاکولات و مشروبات پلائے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستر انبیاء علیہم السلام اور ستر صفوف ملائکہ کے بھر مٹ میں رونق افروز ہیں۔ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے نظر کرم سے دیکھا اور سلام سے معزز فرمایا۔ اور میرا ہاتھ پکڑا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت حضرت علیہ السلام نے آپ کی روایت سے ایک درد (مسبعت عشر) تلقین کیا ہے اس پر حضرت سید عالم نے ارشاد فرمایا کہ خضر سچے ہیں اور خضر کا بتایا ہوا درد صحیح ہے وہ رئیس ابدال ہے اور جند الہی میں شامل ہے اس کو زمین والوں کی حالت سے آگاہی ہے میں نے

اللہ مرے گناہوں کو معاف کر دیجے

اے مرے اللہ مرے اور مرے ماں پاپا اور جملہ مسلمان مرد و عورت کیا تھ دنیا اور دین میں دھن سلوک کیجے جیکے آپ اہل ہیں وہ برتاؤ نہ کیجے کہ جیکے ہم مستحق ہیں اے مرے آقا آپ دعا کر نیوا علم رکھنے والے عطا کر نیوا لے کر نیوا انکی کر نیوا مہربان۔ رحم کر نیوا ہمیں۔

طریقہ چشتیہ۔ میں اہم ذکر دوازده تسبیح ہے جو نفی اثبات کا ذکر چہری

اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو رک کیماں کو پاؤں کے انگڑھ اور انگلیوں سے داب کر بیٹھے رک کیماں ران میں گھٹنے کے پاس ہے، سر کو بائیں زانو پر جھکا کر لا کہتا ہو اسیدھے زانو پر لا کر الہ کہتا ہو اسیدھے مونڈھے پر لے جا کر **الّا اللہ** کا ضرب دل پر بڑی شدت اور قوت آواز سے لگائے

۲۔ شغل۔ پایہ اس شغل کو دورہ چشتیہ بھی کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے **اللہ سَمِیعٌ** دل کی زبان سے کہتا ہو **اناف** سے سانس ام دماغ پر لے جائے اور اس جگہ **بِیْ یَسْمَعُ** پہننے کا خیال کرے پھر **اللہ بَصِیرٌ** کہتا ہو سانس دل پر لائے اور اس جگہ **بِیْ یُبْصِرُ** کا تصور کرے۔ دل سے **اللہ عَلِیمٌ** کہتا ہو **اناف** پر لائے **بِیْ یَنْطِقُ** کا خیال کرے پھر **اناف** سے سانس **اللہ عَلِیمٌ** کا خیال کرتا ہو **ام دماغ** پر لے جائے اور **ام دماغ** سے **اللہ بَصِیرٌ** کہتا ہو **دل** پر سانس لائے پھر **اللہ سَمِیعٌ** کہتا ہو سانس **اناف** پر لائے۔ دورہ قادریہ اور چشتیہ کے اسمائے الہی ایک ہیں چشتیہ میں **بِیْ یَسْمَعُ**۔ **بِیْ یُبْصِرُ**۔ **بِیْ یَنْطِقُ** کا اضافہ ہے اور نشست چار زانو ہے یہ شغل ذکر خفی کا ہے

۳۔ پاس انفاس۔ چشتیہ کا پاس انفاس وہی ہے جو قادریہ کا ہے قادریہ کے پاس انفاس کا طریقہ لکھا گیا ہے

۴۔ رب تعالیٰ کے اسمائے حسنی یعنی نور و نہ نام کا ورد مشائخ چشتیہ کے معمول میں ہے اس خاکسار کے ورد میں بھی داخل ہے اسمائے الہی کے تو سئل سے حاجت روائی کی دعا کی جاتی ہے۔ اسمائے حسنی (اسمائے الہی) کے فوائد مظاہر حق شرح مشکوٰۃ شریف جلد دوم۔ ظفر جلیل شرح اردو حصن حصین۔ حصن حصین کی شرح ملا علی قاری محدث کی عربی میں اور مولانا فخر الدین محدث دہلوی کی فارسی میں ہے

پچلہ نشینی۔ یعنی چالیس دن ایک زاویہ میں رہ کر اشغال و اوراد میں مشغول رہنا اس کی شرائط یہ ہیں۔ (۱) روزہ رکھنا (۲) شب بیداری کرنا (۳) کم بولنا (۴) کم کھانا (۵) کم ملنا (۶) برابر وضو نہ ہنا (۷) شغل برزخ (تصدیق پر) رکھنا تب چلہ کے مقام

زاویہ پر جائے تَوَاعُودُ بِسْمِ اللّٰهِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر زاویہ پر دایاں
پیر رکھے اور بایاں پیر رکھتے ہوئے پڑھے اللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيّ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَارْزُقْنِيْ مَحِيَّتَكَ وَاشْغَلْنِيْ بِحِمَاكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمَخْلَصِيْنَ۔ یہ پھر دو رکعت
نماز نفل پڑھے جس کی پہلی رکعت میں آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں آمین الرسول الخ
ہو پھر یَا فَتَّاحُ پڑھے بعدہ ذکر و شغل میں مصروف ہو

یہ گنہگار رمضان شریف کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں داخل ہونیکے وقت اس پر
عمل کر تلبے کے وقت مسجد میں داخل ہوا اللہ مغرب کی نماز پڑھ کے زاویہ اعتکاف
میں پہنچا۔ زاویہ میں اس طریقہ چلے شینی پر عمل پیرا ہوا۔

حضرت شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے الہام ربانی سے چند
ذکر پنجابی اور ہندی زبان میں تلقین فرمائے ہیں جو بزرگانِ چشت میں ہیں پنجابی زبان
کے ذکر کے الفاظ یہ ہیں۔ اُوہل تو۔ اینہل تو۔ تو ہیں تو۔ طریقہ اس کا یہ ہے۔
اُوہل تو کا ضرب دماغ پر اینہل تو کا ضرب نفس پر۔ تو ہیں تو کا ضرب قلب پر
ہندی ذکر کے الفاظ یہ ہیں اُوہناں تو۔ اینہاں تو۔
اس ذکر کا طریقہ یہ ہے۔

اُوہناں تو۔ کا پہلا ضرب سیدھے جانب اُوہناں تو دوسرا ضرب
بائیں جانب اُوہناں تو کا تیسرا ضرب آگے کو اینہاں تو کا ضرب دل پر
حَقُّ حَقِّ حَقُّ کا ذکر زبانی مخدوم شیخ عبدالحق روروی قدس سرہ (صاحب توشہ)
سے منقول ہے

حضرت شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کی بابت مشہور ہے کہ بابا صاحب نے بارہ
سال کنواں میں لٹک کر صلوٰۃ معکوس ادا کی لیکن اس کے پڑھنے کا طریقہ حضرت بابا صاحب سے
منقول نہیں وہ کنواں منگمری کے علاقہ میں ہنوز موجود ہے جیسا کہ اس علاقہ کے پیمائش

اسے اللہ دنیا اور آخرت میں مرے آپ والی ہیں مجھ کو اپنی محبت دیکھئے اور اپنے دیدارِ جمال میں

مشغول کیجئے اور خلوص رکھنے والوں میں کیجئے۔

کرنے والوں نے بیان کیا ہے چشتیوں میں حل مشکلات کے لئے صلوٰۃ کن فیکون ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ بدھ جمعرات جمعہ کی راتوں میں دو رکعت نماز صلوٰۃ کن فیکون کی نیت سے پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ الحمد ایک بار۔ سورہ قل ہو اللہ احد سو بار دوسری رکعت میں سورہ الحمد سو بار قل ہو اللہ احد ایک بار حسب معمول سلام پھیرنے کے بعد اے آسان کنندہ دشواریاں۔ اے روشن کنندہ تاریکیاں سو بار اَسْتَغْفِرُ اللہ سو بار پھر درود شریف سو بار پڑھے۔ پھر گڑگڑالے حضور قلب سے اپنی حاجت روائی کیلئے دعا کرے۔

بعض چشتی صاحبان کا معمول بعد نماز عشا دو رکعت نماز ہدیہ روح حضرت بابا صاحب کے پڑھنے کا ہے اس کی نیت یوں ہے
نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل برائے ہدیہ روح پاک حضرت شیخ فرید الدین شکر قدس سرہ سہروردیہ اور چشتیہ خاندانوں میں سماع سنا بھی ہے اور یہ سماع کا سنا قلب کو رقیق کرنے اور عشق الہی میں سوز و گداز پیدا کرنے کے لئے ہے۔ نہ لہو اور تفریح کے لئے اس لئے کہ تفریح اور لہو کے لئے سماع سنا درست نہیں فقط
جعفر علی فریدی غفر اللہ

مکتوب - ۳۷

نور ہشتام مولوی مفتی محمد اسراریم فریدی نور کم اللہ تعالیٰ بنور معرفتہ
بفضلہ تعالیٰ بحاینت ہو گئے احقر مع متعلقین بخیریت ہے۔

اما بعد جب ذکر کے قلب میں ذکر کا اثر ہر لطیفہ پیر پڑنے لگتا ہے تو جملہ

وہ اللہ تعالیٰ آپ کو نور عرفان سے تاباں کرے۔

لطائف میں کیف پیدا ہونے لگتا ہے۔ اور ان کیفیات کے اثر ایک نوع کے نہیں ہوتے بلکہ مختلف انواع اور اقسام کے۔ ان اثرات میں ایک اثر عشقی ہے جس سے سوز گداز پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی ابتداء رقت قلب اور گریہ سے ہوتی ہے کبھی اس کا اثر آنی اور وقتی ہوتا ہے اور کبھی دیر پا۔ جیسی صلاحیت ولیا اثر جتنی استعداد میں ترقی ہوگی اتنا ہی اثر میں عروج ہوگا۔ چونکہ روندہ طریقت مختلف استعداد کے حامل ہوتے ہیں اسی اعتبار سے نسبت کا حضور ہوتا ہے۔ کسی میں نسبت عشقی کا کیف پروانہ کی طرح ہوتا ہے۔ کسی میں مرغانِ سحر کی مانند کسی میں ببل کی سی کسی میں حیرت زدہ ایسا پھر اس میں مقام نہیں ہوں جوں کیف عشق بڑھے گا۔ تاثر بھی ترقی کرے گا۔ کبھی کبھی عشق اتنا غالب ہوگا اور وقور پر ہوگا کہ جذبِ مستی پیدا ہو جائے گی۔ کبھی خاموشی چھا جائے گی۔ کبھی ایسا معلوم ہوگا کہ قلب میں چنگاری بلی تھی جو بیک بیک بھڑک اٹھی اور شعلہ بن کر سارے جسم کو سوزاں کر دیا

جب ذکر کی حالت میں اس طرح کے اثرات رونما ہونے کا ظن غالب ہو تو اس کے لئے سماع سننا مفید ثابت ہوگا۔ بظاہر ایسے اثرات کے رونما ہونے کے امرکان پر سماع سننا گویا کہ دی ہوئی چنگاری میں ہوا دے کر بھڑکانا ہے ذکر کو مقام سلوک سے گرا کر نامعلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت ایسی نہیں ہے بلکہ سماع سننے سے ذکر کی اندرونی حالت اور باطنی کیفیت کی اصلاح ہوگی۔ مثلاً ذکر میں جلالی حدت جو رونما ہونے والی ہوگی وہ دب جائے گی مجذوبانہ و مستانہ کیفیت پیدا ہونے سے حفاظت ہوگی۔ قبض باطنی دور ہوگا۔ دل کا اضطراب جاتا رہے گا۔ سکون و طمانیت نصیب ہوگی عشقی نسبت اعتدال پر آجائے گی۔ جس سے منازل سلوک بسہولت طے ہو جائیں گے۔

ہم چونے زہر و تریاقے کہ دید ہم چونے و مساز و مشتاقے کہ دید

مثنوی مولانا روم

سماع کے سامعین بزرگوں نے سماع سننے کے لئے چند شرطیں بتائی ہیں جن کو اپنانا ہر سننے والے کے لئے ضروری ہے یہ بھی وضاحت میں آچکی ہے کہ سماع کا استماع (سننا) نہ ہر ہر طریقت کے لئے ہے نہ ہر صوفی نہ ہر پیر۔ نہ ہر مرید کے لئے درست ہے۔ بلکہ

خاص صلاحیت و استعداد رکھنے والے کے لئے

برسماع راست ہر تن چیز نیست۔ طلعہ ہر مرغ کے انجیر نیست

مثنوی مولانا روم

عوام کے لئے سماع کا سنا مباح نہیں بلکہ گناہ ہے۔

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر جو سماع

سننے کے قائل ہیں۔ متفقہ فرماتے ہیں لا ھلہ حلال ولا غیرہ حرام (یعنی جو سماع سننے کے

اہل ہیں ان کے لئے سماع سنا درست ہے اور جو اہل نہیں ان کو سنا حرام ہے) اس مقولہ میں جو لغویہ

حرام کا فقرہ ہے اس میں عوام داخل ہیں۔ اور وہ پیر و صوفی بھی جو عند لیسانہ کیف و مستی

کے استعداد سے محروم ہیں سماع سننے کی چھ شرطیں ہیں۔۔۔۔۔

(۱) مستمع (۲) مسموع (۳) مسموع (۴) ارادہ (۵) اخوان (۶) زمان یہ چھ

شرطیں ہوتی ان کی شرح یہ ہے

(۱) مستمع (سننے والا) وہ شخص ہو جس میں نسبت عشقیہ کا غلبہ ہو۔

(۲) مسموع (جو سنا گیا) جو کلام سننے میں آتا ہو وہ کسی حریق عشق صوفی کا ہو

۳۔ مسموع (سننے والا) جو کلام سنا رہا ہو وہ بالغ ہو اور پابند شرع کسی صاحب

عشق کا مرید یا معتقد خاص ہو۔

۴۔ ارادہ (نیت) عشق الہی بڑھنے یا قبض باطنی کے دور ہونے کے لئے

۵۔ اخوان۔ یعنی محفل سماع میں بیٹھنے والے سب عشقی نسبت رکھتے ہوں۔ صرف

زہد و عبادت کے حامل نہ ہوں۔

۶۔ (ماں و وقت) فراغت و اطمینان و سکون کا وقت ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی مشغولی نماز

اور جماعت سے محروم کر دے

آداب سماع بھی چھ ہیں۔

(۱) سننے والے یا و صوفی ہوں (۲) نشست و روزانہ یا چار روزانہ ہو۔ (۳) لطیفہ

قلب پر توجہ ہو۔ یا اس لطیفہ پر جس پر مرشد یا کچھ توجہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۴) محفل

سماع کے آغاز و انتہا پر فاتحہ خوانی ہو۔ اس فاتحہ میں ان بزرگ کا نام خاص طور پر لیا جائے جن سے سننے کی اجازت آئی ہے۔ مثلاً سلسلہ آبادانیہ میں عاشق الہی صوفی شاہ آبادانی سیالکوٹی مدفون دہلی اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی دہلوی کے اسماء مبارکہ خاص طور سے لئے جاتے ہیں۔ (۵) سامعین میں جو کوئی وجہ میں آکر کھڑا ہو جائے۔ تو ساری محفل کھڑی ہو جائے۔ (۶) کوئی صاحب نسبت بزرگ ہو جو صاحب کیف کو سینہ سے لگا کر توجہ دے لے اور نسبت عشقی کا فیضان کرے فقط والدعاء

جعفر علی فریدی غفرلہ ۵۔ محرم ۱۳۵۴ھ

مکتوب - ۳۸

نورہ قلبی بسمہ تعالیٰ رزقکم اللہ تعالیٰ رزقاً حسناً
حل مشکلات اور رفع حاجات میں بزرگانِ قادریہ نے پنج گنج کبیر کا ورد

لے مکتوب سماع کے عنوان سے یہ مکتوب ماہنامہ کاشانہ صابری ۱۳۸۷ھ ربیع الاول میں چھپا۔ پھر ماہ مئی ۱۹۶۸ء میں ماہنامہ درگاہ لکھنؤ نے شائع کیا جس پر ذیل کا پیش لفظ ادارہ نے سپرد قلم کیا۔
یہ مکتوب گرامی مرشد طریقت عارف باللہ حضرت مولانا مولوی جعفر علی فریدی مدظلہ العالی کا ذریعہ فریدیہ سربلا صلیح سہر سادہ بہارم نے اپنے جانشین و خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب فریدی دامت برکاتہم۔ فقیہہ بدایوں شریف کو ۵ محرم ۱۳۵۴ھ کو تحریر فرمایا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس مکتوب گرامی کو ماہنامہ درگاہ لکھنؤ کے فریدی نمبر کیلئے مرحمت فرمایا ہے۔ جس کو شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ صاحب مکتوب نے سماع سے متعلق بہت اہم نکات پر روشنی ڈالی ہے۔

کیا ہے اس ورد کی برکت سے مقصد میں کامیابی ہوئی ہے پنج گنج کبیر یہ ہے۔

درود شریف ۱۱ بار (ایک سو گیارہ بار)

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

فَاسْتَجِبْ نَالَهُ وَنَجِّنَا مِنْ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نَقِي الْمُؤْمِنِينَ (ایک سو گیارہ بار)

(۲) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔ (اے حی اے قیوم آپ کی رحمت کا وسیلہ لے کر فریاد کرتا

ہوں) (ایک سو گیارہ بار) (۳) رَبِّ اِنِّیْ مَسْنٰی الضَّرَّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۱۱ بار

(۴) حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ایک سو گیارہ بار

(۵) اُقُوْضُ اَمْرِیْ اِلٰی اللّٰهِ اَللّٰهُ یَصِیْرُ اِلَیْهِ الْعِبَادُ ایک سو گیارہ بار

درود شریف ایک سو گیارہ بار

پڑھتے وقت اپنے مقصد کا خیال رکھے اور بعد ختم دونوں ہاتھ پھیلا کر گڑ گڑاتا ہوا اپنی

حاجت روائی کے لئے دعا کرے

بزرگان نقشبندیہ نے رفع حاجات کے لئے نماز حاجت پڑھنے کی تلقین کی ہے اس

کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ حاجات مشککہ کے لئے چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورہ

فاتحہ کے بعد

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجِبْ نَالَهُ وَنَجِّنَا مِنْ الْغَمِّ

وَكَذَلِكَ نَقِي الْمُؤْمِنِينَ ۱۱ سو بار دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد رَبِّ اِنِّیْ

مَسْنٰی الضَّرَّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۱۱ سو بار تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد

اُقُوْضُ اَمْرِیْ اِلٰی اللّٰهِ اَللّٰهُ یَصِیْرُ اِلَیْهِ الْعِبَادُ ۱۱ چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلُوْ

حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِیْلُ سو بار ۱۱ بعد سلام رَبِّ اِنِّیْ مُتَلَوِّتٌ فَاتَّخِذْ سَوَابِغَ

لے آپکے سوا کوئی مسبود نہیں۔ آپکی پاکی بیان کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ میں ظالموں ہوں۔

۱۱ اے اللہ کے دُور کے ساتھ بھی قرأت ہے اگرچہ حرف کی قرأت الف کو زیر سے پڑھنا ہے جو ہماری قرأت ہے۔ دعا میں

بزرگوں نے الف کو زیر سے بھی پڑھا ہے۔ ۱۱ اے میرے پالنے والا مجھ کو دکھ سے گھیر لے اور آپ بڑے رحم کو نبھال لے ہیں

۱۱ اے میرے پالنے والے میں لاچار ہوں۔ میری مدد کیجئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیتوں کو اسم اعظم بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ ان آیتوں کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ اور مراد حاصل ہوتی ہے۔ قول الجمیل میں بھی یہی طریقہ لکھا ہے۔ میں نے بعض عالم اہل اللہ کو بوقت حاجت یہ عمل کراتے ہوئے دیکھا کہ وضو کیا۔ وضو میں مسواک کیا پھر دو رکعت نماز نفل ادا کی سلام پھیرنے کے بعد استغفار تسبیح اور درود شریف پڑھا پھر یہ دعا پڑھی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِبَيْتِكَ (سَيِّدُنَا) مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِنَقْضِي لِي. اللَّهُمَّ هَشِّفْهُ مِنِّي - (فِي حَاجَتِي هَذِهِ) میں اپنی حاجت کو ذکر کیا۔

اس دعا کو حصن حصین نے ترمذی شریف اور نسائی شریف ابن ماجہ اور حاکم سے نقل کیا ہے۔ یہ دعا حضرت عثمان بن حنیف صحابیؓ کی روایت سے منقول ہے جو نابینا تھے۔ حضرت عثمان بن حنیف کو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا ہے۔ یہ دعا ابن ماجہ۔ ترمذی شریف میں باب صلوة الحاجہ میں مذکور ہے۔

يَا بَدِيعُ الْجَانِبِ الْكَأْسَرِ يَا بَدِيعُ - کا بارہ سو بار پڑھ لینا حاجت برآوری کرتا ہے اصحاب کہف صحتہ اللہ تعالیٰ علیہم کے اسمائے مبارک کے ورد سے اللہ تعالیٰ ہر حاجت اور ہر مشکل کو آسان کرتا ہے اور اس کے ورد رکھنے سے مقبول خلاق ہوتا ہے۔ کشتی غرق اور ہلاکت کے خطرہ سے محفوظ رہتی ہے اس کے ورد کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ اول درود شریف۔ پھر اصحاب کہف کے اسمائے مع بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سات

عہ بند گوندنے یا محمد میں محمد سے پہلے یا کے بعد سیدنا کا لفظ پڑھا یا ہے یعنی یا سیدنا محمد پڑھا ہے

لیکن بہتر ہے کہ بجائے یا محمد۔ یا رسول اللہ۔ یا۔ یا حبیبی اللہ کہے جیسا کہ تفسیر جلالین جمل صادی سے ظاہر ہوتا ہے۔

۱۔ اے اللہ آپ سے درخواست کروں کہ آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سید لے کر آیا ہوں جو نبی رحمت

ہیں اے اللہ کے رسول آپ کے سید سے اللہ سے درخواست کروں کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے اے اللہ میرے حق میں اپنے

رسول کی سفارش قبول کر لیجئے۔ ۲۔ اے اللہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے اے اللہ میرے حق میں اپنے

بار پھر درود شریف سات بار پڑھے۔ قید سے رہائی کے لئے ہر دن اصحاب کہف کے
اسماء ایک سو ایک بار مع بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور اول آخر درود شریف۔
اصحاب کہف کے اسماء یہ ہیں۔

يُمْلِيحُ نَكْتُمِيْنَا كَشْفُوطُ آذَرُ قَطِيُونَسْ كَشَا قَطِيُونَسْ
تَبِيُونَسْ يُوَانَسْ بُوَسْ كَلْبِيْمُ قَطِيْر

بیاض دکنشا فارسی میں ہے کہ قدوة العرفاء حضرت شاہ عبد العظیم لوہاری رحمۃ اللہ علیہ
مقام انگلینڈ ضلع بجنور باغ نان دہندہ میں اندرون خیمہ جلوہ گر تھے کہ ایک صاحب خیمہ
میں آئے اور عرض کی کہ اے مرشد عالم میری تلوار گم ہو گئی ہے۔ حضرت قدوة العرفاء نے
فرمایا کہ ”خدا کی بارگاہ میں نذر مانو کہ اے رب میری گم شدہ تلوار مل جائے تو تیرے نیک
بندوں کو کھانا کھلاؤں گا اور اس کا ثواب اصحاب کہف اور ان کے کتے کو پہنچاؤں گا۔“
اصحاب کہف کے نام کاغذ پر لکھ کر کسی بھاری چیز کے تلے رکھ کر دبا دے اور جب وہ چیز
مل جائے تو حسب تفصیل کھانا لکھو اگر آٹھ حصے کر کے آٹھ غریب نیک عمل مسلمان
کو کھانا کھلا دے اور نیت کرے کہ اس کا ثواب اصحاب کہف اور ان کے کتے کو پہنچے۔
تفصیل جنس یہ ہے۔ آٹا گہوں گوشت (ختم) گھی پیاز مسالہ مناسب

اصحاب کہف کے اسماء دیوار پر لکھنا یا کاغذ پر لکھ کر دیوار پر چپکا کر نادفع جن کیلئے
مفید ہے۔ نیز آسیب زدہ کے گھر میں جا بجا پچاں کر دینا اور بیس کا نقش گلے میں ڈالنا
فائدہ مند ہے۔ دباؤ اور بلا کے دفع کے لئے اصحاب کہف مع اسم سنگ کا نام لکھ کر دیوار
کرنا یا بازو پر باندھنا نفع بخش ہے اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے

۸	۳	۱۰
۹	۷	۴
۳	۱۱	۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ الْقَدِيْمِ وَطَوْبِكَ الْعَظِيْمِ وَطَقْدِكَ الْعِيْمِ - اَللّٰهُمَّ اَرْفَعْ عَنَّا

الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ مَجْرُمَاتٍ عِبَادِكَ الْمُقَرَّبِينَ مِنَ الدُّنْيَا وَالْمُسْتَسَلِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَالْأَيُّدِ الْوَالِدَاتِ وَتَارِجَاتِ الْجَمْعَيْنِ - اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُ بِأَسْمَاءِ مُحَمَّدٍ الْخَوَاجَةِ عَبْدَ الْكَرِيمِ الْمَغْرِبِيِّ
الْخَوَاجَةِ عَبْدَ الْجَلِيلِ الْخَزَنَدَرِيِّ الْخَوَاجَةِ عَبْدَ الرَّحِيمِ الْمَشْرِقِيِّ الْخَوَاجَةِ عَبْدَ الرَّشِيدِ الشَّامِيِّ وَبِأَسْمَاءِ
أَصْحَابِ الْكَهْفِ - يَمْلِكُنَا مَكْسَلِينَا كَسْفَرُ طَطْ أَذَرُ قَطِيرُ نَسْ كَشَا قَطِيرُ نَسْ
تَبْيُورُ نَسْ يَوَاسُ يُوَسْ كَلْبُ نَسْ قَطِيرُ نَسْ

بلا اور وباء کے دفع کے لئے ذیل کا حصن لکھ کر دروازہ پر لٹکانا مفید ہے۔
وبائی امراض میں لکھ کر اس کو دروازہ پر لٹکائیں۔

تَحَصَّنْتُ بِذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوتِ - وَاعْتَصَمْتُ بِرَبِّ الْمَلَكُوتِ - دَعَا كَلْتُ

عَلَى حَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ - اَصْبَرْتُ عَنَّا هَذَا الْبَلَاءَ عَرِيفًا عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا

يَا مَنْ لَطِيفٌ كَمَا يَزَلُ الطُّفْ بِسَافٍ مَا نَزَلُ

أَنْتَ قَرِيبٌ فَجَنَّا عَيْنُ قَبِيرٍ لَيْسَ يَوْمُ الْخَلَلِ

وبائی امراض اور مہلک کے دفع کے لئے درود تاج بکثرت پڑھنا اور بستی کے چاروں
طرف آواز سے پڑھنا، گھر کے دروازہ میں دم کرنا سب فائدہ بخش ہیں۔ بزرگان قادر یہ

نے درود تاج پڑھنے اور بل کر اجتماعی آذان دینے کو فائدہ مند بتایا ہے درود تاج میں
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت شریف ہے۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سرتاپا رحمت عالم اور باعث دفع و بلا والم ہیں۔ دَافِعِ الْبَلَاءِ کا معنی یہ ہے کہ آپ

بلا دور ہونے کے سبب ہیں۔ آپ کے ذکر اور نعت گوئی اور درود پڑھنے سے آفتیں،

مصیبتیں سب ٹل جاتی ہیں اور وبائی امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ٹلنے والا مصائب
کو دور کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ ہے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا۔ سیرت بیان کرنا۔ سیرت کا سننا۔ سیرت کی

کتابیں پڑھنا اور سننا۔ درود شریف پڑھنا۔ نعت گوئی کرنا۔ ذکر میلاد شریف کرنا سب

اللہ آپ کے تہم فضل اور عظیم نعمت اور عام لطف کے واسطے پناہ دھندلھتا ہوں۔ اے اللہ ہم سب

سے ہر طرح کی بلا اور دوبارہ دور کر دیجئے۔ اپنے مقربین ہم سے انبیاء و مرسلین، شہداء و صالحین، ابدال و ادتار کے طفیل میں، اے

اللہ آپ کے مجاہدین بندے خواجہ عبدالکریم مغربی، خواجہ عبدالجلیل جنوری، خواجہ عبدالرحیم مشرقی، خواجہ عبدالرشید شامی

اور اصحاب کھف کے اسماء مبارکہ کا وسیلہ لے کر عرض کر رہا ہوں۔

وہ بڑی قوت اور زبردست طاقت والے کی پاسپاتی میں آیا ہے اور بڑی سلطنت والے کی پناہ میں۔ اور اس حتیٰ پر

بھروسہ کیا جو کبھی بھی نہیں مرے گا ہم سب سے اس بلا کو دور کیجئے، بلاشبہ آپ دور کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

موجب رحمت اور نزول برکت رفع آفت ہیں۔ اس کا تجربہ احقر خادماً اہل اللہ کو اور میرے
کئی پیر بھائیوں کو ہے۔ قصیدہ بردہ کا ورد بھی نافع ہے۔

دفع بلیات اور شغلے بیماران کیلئے امام بخاری کی تلا ثبات کا ورد مفید ہے۔
امام بخاری کی تلا ثبات کی تعداد سولہ ہے اور مکررات کو لیجئے تو پانچس ہیں
نول کشور پر لیس میں علیحدہ چھپی ہے مع ترجمہ کے۔

دلائل الخیرات کا ورد ظہر کی نماز پڑھ کے حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کیا کرتے تھے۔ یہ
دینی اور دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے نفع بخش پایا گیا ہے اور دلائل کا ورد
بزرگان قادریہ نقشبندیہ چشتیہ کے معمولات میں داخل ہے اس کے فوائد کثیر ہیں۔
دلائل الخیرات حضرت محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے جو شاذلی
طریقہ کے شیخ اور علم حدیث وفقہ کے جید عالم تھے۔ جزول کے رہنے والے۔ جزول ملک
بربر کا قصبہ ہے۔ یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ مقام سوس میں خیر کی نماز کی پہلی رکعت کے
سجدہ میں وفات پائی۔ سوس میں دفن ہوئے۔ سوس علاقہ بربر کا قصبہ ہے۔
بارہ ہزار مرید اور بارہ ہزار شاگرد حدیث وفقہ میں تھے۔

ہندوستان میں دلائل الخیرات کے دو نسخے مروج ہیں۔ ایک مغربی دوسرا عربی
حضرت مولانا مولوی حاجی محمد شکور اور مولانا مولوی حاجی محمد طہور رحمۃ اللہ علیہما ساکنان
پجلی شہر ضلع جوہنپور نے فرمایا۔ ہماری حاضری کے ایام میں مدینہ طیبہ میں دو بزرگ شیخ

لے بخاری شریف میں جہاں جہاں تلا ثبات ہیں ان کی تصریح کتب بخاری میں (جو دس میں داخل ہے) ملے گی
لے دفن کے ۷۷ سال بعد قبر سے لاش نکال کر مراقب میں بمقام ریاض العروس میں دفن کیا گیا۔ لاش
اسی حالت میں رہی جیسی سوس میں دفن ہوئی تھی۔ ۷۷ سال کے بعد نہ ماننے لاش مبارک میں کسی قسم کا
تغیر پیدا نہیں کیا۔ صلحا کہتے ہیں کہ آپ کے مزار سے مشک کی خوشبو برآمد ہوتی ہے۔

مزرع الحسنات فارسی مطبوعہ نول کشور پر لیس ۱۲۸۸ھ۔

آپ نبی شہیدی سید ہیں۔

الدلائل تھے۔ دونوں ایک استاد کے شاگرد تھے۔ ایک حضرت سید محمد بن احمد عبد الرحمن مغربی رحمۃ اللہ علیہ
 دوم حضرت علی بن یوسف ملک باثلی حریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اول کا مروی نسخہ مغربی سے
 دوم کا حریری سے مشہور ہے۔ حضرت سید محمد مغربی علیہ الرحمۃ صبح میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ
 علیہ کی جماعت کے وقت مسجد نبوی میں داخل ہوتے اور روضہ منورہ کے مواجہہ میں بیٹھ کر
 عشا کی نماز تک جماعت کثیرہ کو دلائل الخیرات کا درس دیتے جس سے روزانہ پندرہ تھم دلائل
 کے ہو جاتے۔ حضرت علی حریری رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی کے باب السلام کے قریب مکان
 کی چھت پر مواجہہ روضہ شریف بیٹھ کر دلائل کے ورد میں مشغول ہو جاتے اور جو طالب آتا ان
 کو دلائل کا درس دیا کرتے۔ دوپہر سے پہلے اپنے حریر (ریشم) کی دکان پر بیٹھتے اس وقت بھی
 جو طالب آتا درس دلائل کا دیتے۔ یہ حریر کی دکان باب السلام کے پاس تھی مسجد نبوی میں
 پنجگانہ نماز کے بعد خصوصاً مغرب سے عشا تک مسجد نبوی میں رہ کر دلائل میں مشغول رہتے
 یہ دونوں بزرگ ایک استاد کے شاگرد اور دونوں حافظ دلائل تھے۔ دونوں بزرگ کے مروی نسخوں میں
 باہم اختلاف ہے۔ جناب مولوی محی الدین زبیدی الہ آبادی نے (جو مولانا مولوی محمد ظہور اور مولانا
 مولوی محمد شکور مچھلی شہری رحمۃ اللہ علیہما کے مجاز ہیں) ۱۳۰۹ھ مطبع انوار احمدی الہ آباد میں دلائل
 الخیرات کا مغربی نسخہ چھاپا اور آخر میں جدول ضم کر کے دونوں نسخوں یعنی مغربی اور حریری
 کے اختلاف اور کم و بیش کو بقید صفحہ اور سطر لکھا۔ کانپور کے مشہور اور مستند پریس مطبع نظامی
 میں حاجی روشن خان اور ان کے صاحبزادہ حاجی عبد الرحمان خان شاکر مرحوم نے مغربی نسخہ کو
 بار بار اچھے اہتمام اور صحت سے چھاپا۔ حضرت پیر مرشد علیہ الرحمۃ بھی دلائل الخیرات بروایت
 مغربی ورد فرمایا کرتے تھے آپ کو اجازت حضرت مولانا مولوی محمد شکور مچھلی شہری سے حاصل
 تھی مولانا مولوی محمد شکور صاحب کا سلسلہ اسناد یہ ہے۔

مولانا کا انتقال ۱۳۱۰ھ ہجری میں مچھلی شہر ضلع جوپور (یوپی) میں ہوا۔ ۱۳۰۲ھ اس طباعت کا ایک نسخہ حضرت فرید الدین

فریدی غفر اللہ کے پاس بھی ہے ۱۳۰۵ھ اس کے مطبع نظامی کانپور مرحوم ہو گیا۔ ۱۹۲۸ء میں اس کے مالک مولوی ابوسعید

خان صاحب کانپور میں سے ملاقات ہوئی تھی۔ مولانا فریدی سستی پوری۔

مولانا محمد شکر مچھلی شہر کو اجازت حضرت سید محمد بن احمد بن عبد الرحمن الشریف حسنی
مغربی ملقب صاحب دلائل الخیرات سے آپ کو حضرت محمد بن احمد بن احمد المثنیٰ سے۔
آپ کو حضرت احمد بن الحاج سے۔ آپ کو حضرت احمد مقری سے۔ آپ کو حضرت عبد القادر
فارسی سے۔ آپ کو حضرت احمد بن ابی العاس صمعی سے۔ آپ کو حضرت سملاں سے۔ آپ کو
حضرت عبد العزیز تباعی سے۔ آپ کو حضرت مؤلف دلائل الخیرات جناب محمد بن سلیمان
جزولی حسنی قطب ربانی سے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔ دلائل الخیرات کے ہر نسخہ میں خواہ مغربی نسخہ
ہو یا حریری سات حزب ہیں جن کو سات منزل کہتے ہیں۔ ہر حزب (منزل) کے پڑھنے
کا دن مقرر ہے یہ تقرر محض پڑھنے کی سہولت کیلئے کیا گیا ہے۔ ورنہ ہر روز پوری دلائل
الخیرات پڑھی جاسکتی ہے۔ بلکہ توفیق نصیب ہو تو ایک دن میں دلائل کی کئی ختم کی جاسکتی
ہے۔ سات حزب (منزل) کی تفصیل یہ ہے کہ دو شنبہ (پیر) کو پہلا حزب سہ شنبہ (مگل)
کو دوسرا حزب چہار شنبہ (بدھ) کو تیسرا پنج شنبہ (جمعرات) کو چوتھا جمعہ کو پانچواں شنبہ
(سینچر) کو چھٹا یک شنبہ (اتوار) کو ساتواں دو شنبہ (پیر) کو دلائل الخیرات کا اخیر حصہ یعنی آٹھواں
حزب پڑھ کے اسمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے پھر پہلا حزب (منزل) پڑھے اسمائے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم دلائل الخیرات میں دو سو ایک ہیں۔

ہر اسم کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَى سَيِّدِنَا
أَحْمَدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَى سَيِّدِنَا أَحْمَدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ اسی
طرح آخر اسم شریف تک۔ دلائل الخیرات میں جہاں کہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا اسم شریف آیا ہے۔ وہاں اسم شریف سے پہلے سیدنا بھگے اگرچہ دلائل میں چھپا

سہ آپ کا پورے مطبوعہ دلائل الخیرات میں منیدنا چھاپ دیا گیا ہے۔ اب عموماً حریری نسخہ دستیاب ہو رہا ہے

مغربی نسخہ کا عدد وہ ہے جو کہ مولانا عبد المجید آبادی قدس سرہ شیخ الدلائل مہاجر، مدینہ طیبہ مؤلف اکلیل شرح تفسیر
مدارک التبریل الدر المنظم فی مولد نبی العظم وغیرہ حضرت علی باخلی جری کے مجاز تھے۔ آپ ہی کی تصحیح کے مطابق کا پور میں
دلائل الخیرات چھپتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت میں مغربی حریری نسخوں کی کئی
تخصیص نہیں۔ جو نسخہ دستیاب ہو ورنہ رکھے۔

نہیں ہے

بھفر علی فریدی۔ از خانقاہ شریف آره (شاہ آباد) صوبہ بہار

مکتوب - ۳۹

راحت القلوب رُوَحُکُمُ اللہ تعالیٰ

بفضلہ تعالیٰ اس اطراف میں امن و امان ہے۔ بقرعید کے ایام امن و سلامتی سے گزر گئے ہیں مدھوبنی کے علاقہ تھانہ پیتی پٹی میں قربانی کے دنوں میں ہنگامہ ہوئے جس سے اس علاقہ کے مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلے ہوئے ہیں مدھوبنی سے بھائی مولوی شہار الدین صاحب کا خط خیریت کا آگیا ہے۔

برادر طریقت حضرت مولوی تصدق حسین صاحب قادری آروی علیہ الرحمۃ و القفران بزرگ صاحب دل خوش بیان و اعظا اور میرے محسن تھے۔ مجھ کو مولوی صاحب مرحوم ہی گور کھپور سے آراہ لائے۔ اور حضرت پیر مرشد سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ پاک میں مرا ہاتھ دیا۔ آپ ہی کے صاحب زادہ مولانا عبد السلام آروی ہیں جو برابر احقر کے یہاں

لے آپ ناری کھاستا خوشنویس نیکدل پابند شرح واقف طریق قادری بزرگ تھے۔ ۱۳ شعبان ۱۳۶۱ھ در بھنگہ محلہ میرمنجن میں فوت ہوئے حضرت بھیکا سلانی دم کی قبرستان میں دفن کئے گئے۔ تاریخ وصال یہ ہے معنفہ قاضی نوشہ عباسی مرحوم آدھ بر لب فغان چوں دست بیدار اجل۔ مولوی سید شہار الدین رالو ما بئرد۔ برد ذالشی مائیدہ فخر و مہالوت دطن۔ اعترام اولیٰ قلب ہر جوان دپیر و خود۔ منزل حرمان غم در بھنگہ شد از رفتش۔ شہر یاراں از تپ بچراں اد دلہا فسر۔ در جوار حضرت بھیکا سلانی بدمرگ۔ خلق دیر خاک ہیں گنج گراں مایہ سپرد۔ بہر سال رحلتش نوشہ قلب زاد سنت۔

سینہ ۱۳ شعبان در در شبہ اے دانے بمر۔ (از گورستان تاریخ)

قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ اچھے واعظ اور صاحب ذکر و مراقبہ بزرگ ہیں۔ حضرت مولوی تصدق حسین کامزار شہر آردہ محلہ دودھ کٹوا کی قبرستان میں ہے جناب ڈاکٹر سید عید العظیم صاحب بازوی مقیم بھدوہ آپ ہی کے مرید ہیں۔ آپ کے ورد و زبان دُر و باعیاں رہتی تھیں جن کو اکثر سنایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان دو باعیوں میں تصوف کی تعلیم ہے ان کو یاد کر لو۔

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ دہ چیز بروں کن از درون سینہ
مرض دامل و غضب و دروغ و غیبت بخل و شد و ریا و کبر و کینہ

رباعی دوم

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و حلم و یقین تقویٰ و ترک کل درشت و تسلیم

اور فرماتے تھے کہ تہجد پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر سوچو کہ آج فلاں فلاں کا خیر کرنا ہے پھر دن بھر ان سوچے ہوئے کاموں کی نگہداشت کرو اور سونے کے وقت فکر کرو کہ آج کون کون عمل خیر ہوئے۔ اور کون کون بد عمل خیر ہوئے۔ پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اور عمل بد ہونے پر نفس کو ملامت کرو۔ اور استغفار پڑھو۔ سوتے وقت کاموں کی فکر جو دراصل اپنے دن بھر کاموں کا حساب لینا ہے اس کو تصوف کی اصطلاح میں محاسبہ۔ اور کاموں کی نگہداشت کو مراقبہ۔ اور کاموں کے سوچنے کو مشارت کہتے ہیں۔ حضرت مولوی تصدق حسین صاحب ڈاکٹر۔ عاشق پیر اور شیدائی تھے۔ سستی پور کی بار تشریف لائے اور خاکسار کے بھانجے ہوئے۔ حضرت حاجی نقو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کو داتا گنج بخش شاہ بھی کہتے ہیں۔ صاحب نسبت پابند شرع نقشبندی بزرگ تھے۔ ایک سو پانچ یا ایک سو چھ سال کی عمر پائی۔ سالہا سال مکہ شریف میں رہے آپ کے صاحبزادہ حاجی حافظ عبد القادر صاحب مکہ مکرمہ میں ہی پیدا ہوئے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی مہاجر مکہ معظمہ کے مرید تھے۔ ۸۔ جمادی الاولیٰ کو ظہر کی نماز میں بحالت سجد و وصال فرمایا۔ ۱۳۲۲ھ تھی۔ جنازہ کی نماز مولانا

۱۔ آپ حضرت مولانا حاجی شاہ محمد مبارک حسین صاحب درہنگری کے خلیفہ اور صاحب رشید سلسلہ بزرگ ہوئے ہیں
بھدوہ قریب کلکتہ یا ضلع مونیگر میں خانقاہ و مزار ہے۔

شاہ ابوالخیر غازی پوری نے پڑھائی۔ جنازہ اور تدفین میں مجمع کثیر تھا۔ مولانا ابوالخیر غازی پوری کی تشریف آوری سستی پوریوں ہوئی تھی، کہ سستی پور میں مقلدین اور غیر مقلدین کا جھگڑا مچا ہوا تھا۔ پیشوائے نامقلاں مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی مرحوم کا زور تھا، اہم مسئلہ جمعہ کی نماز کی نزاع تھا، مڑی روکد کے بعد جانبین سے طے پایا کہ غیر مقلدین (اہل حدیث) کے جمعہ کی نماز چھوٹی مسجد (قریب سٹیشن) میں ہوگی۔ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے نہیں آئیں گے۔ اس نزاع کے فیصلہ کے حکم مولانا ابوالخیر صاحب کو طرفین نے تسلیم کر لیا تھا۔ تین علماء اور بھی شریک مشورہ تھے۔ اس وقت سستی پور کے مسلمانوں کی ایک انجمن تھی۔ جو انجمن حمایت اسلام سستی پور سے نامزد تھی اس انجمن کا منہر کوئی غیر مقلد نہیں صرف احناف تھے حضرت حاجی نتھو شاہ صاحب قدس سرہ ذن اور رات میں صرف ایک وقت دن کو کھانا کھاتے تھے۔ نمازی کے باقہ کا دھلا کپڑا پہنتے تھے کمر خمیدہ ہو گئی تھی پہلے املی کے تنہ کے کھول میں رہا کرتے تھے املی کا پیڑ بڑا تناور اور پھیلا ہوا تھا۔ تو آپ کے مزار کے اتر کچھ فاصلہ پر تھا۔ آغا صاحبان یعنی سرحدی پٹھان اور افغانی، مسلمان ہندو سنی۔ شیعہ سب آپ کے معتقد تھے۔ ایک شیعہ ڈپٹی مجسٹریٹ سستی پور نے جو ڈپٹی غوثی کے نام سے مشہور تھے حجرہ بنایا، جس میں آپ رہتے گئے۔ اسی میں مدفون ہیں۔ درجہ نگہ محلہ میر مجن کے رہنے والے تھے جب میں آرہے سے اگر سستی پور میں مقیم ہوا تو فرمایا اے بیٹے مولوی جعفر علی تم رہو کیونکہ میرا وقت اب آگیا ہے۔ اس وقت محمد سعید مرحوم گورد میں تھے۔ اور محمد حسن مرحوم چلتے پھرتے تھے۔ حضرت حاجی نتھو شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم درگاہی میاں تھے۔ اور مرید حاجی ابوالحسن صاحب ساکن موضع اکبر پور پٹیو نجیا ہیں۔ عزیزہ کلثوم سلمہا بنت منشی عبدالواحد دانا پوری مرحوم کے مکان کے پاس قبرستان میں ایک قدیم بزرگ کلمہ مزار ہے جن کا نام شہید الدین ہے۔ حضرت مخدوم جلال الدین عرف جلال پیر قدس سرہ چشتی بزرگ ہیں۔ مزار پاک ایک کچھور کے پیڑ تلے تھا جو پیڑ بڑا اور تناور تھا۔ اس کے قریب پختہ کنواں اور لکی مسجد کی ٹیٹھی تھی جو عہد مغلیہ کے درمیانی عہد کی تعمیر کا بتہ دے رہی تھی۔ افسوس کہ حوادث روزگار سے دونوں نشان جاتے رہے۔ حضرت مخدوم جلال رحمۃ اللہ علیہ

کے پہلو میں متصل جانب غرب حضرت شاہ بدرالدین ہشتی کا مزار ہے اور چند قبور پرانی اینٹوں کی بنی ہوئی تھیں۔ خود روز کچھور کے درخت ہر طرف اگے ہوئے تھے۔ مزار کے چاروں طرف سے لے کر گندک کے کنارے تک کچھور ہی کچھور تھے ان کچھوروں کے بن میں کئی پکے کنویں بھی تھے۔ کچھوروں کا جنگل کاٹ کر عید گاہ بنی اور دینیات کا مدرسہ بنا۔ مدرسہ اور عید گاہ کی تعمیر کے محرک مولانا مولوی امام الدین صاحب پیلی بھیتی واعظ اور پیر تھے۔ اور ریلوے لائن بھی مغلوں کے عہد کے کاغذ دیکھنے سے پتہ چلا کہ یہ کل آراضی قبرستان تھی۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی تھی۔ اس کا نام بنگرا تھا۔ بنگرا کاشی پور کہا جاتا تھا۔ اہقرتے مخدوم جلال پیر کا عرس ۱۹۱۱ء سے شروع کیا ہے جو نصف صلیب تعالیٰ ہنوز قائم ہے۔ قرآن خوانی، میلاد شریف، فاتحہ، چادر پوشی، عرس کے معمولات ہیں۔ کئی سال کے بعد عید پر۔ بی۔ این۔ ڈبلوریلو سے میرے نام (جعفر علی فریدی ولد اکبر علی) ۱۹۳۵ء میں آراضی مزار کا بیعت نامہ ہوا۔ رجسٹری لہریا سرائے دہ بھنگہ سے ہوئی آہنی احاطہ کھینچ گیا ہے۔ چوترا پختہ بن گیا ہے دروازہ بن رہا ہے۔ نالہ پر آمدورفت کے لئے پختہ پل بن گیا ہے۔

بداندیش آتش حد میں ہنوز سوزاں و بریاں ہیں۔

بہادر پور میں جمن میاں کے گھر کے سامنے ایک بزرگ کا مزار ہے جو قلندری سلسلہ کے درویش ہیں سرمست نام رکھتے تھے۔ پرانے لوگ سمستی پور کو سرمستی پور کہا کرتے تھے۔ پھر تخفیف ہو کے اب اسی نام سے مشہور ہے قدیمی کاغذات میں موضع سمستی پور لکھا ہے۔ یہ چند گھروں کی چھوٹی بستی تھی۔ سرمست قلندر کے مزار کے پاس بانس کے پیڑوں کی کوٹھیاں تھیں جس میں ایک بڑا سانپ لمبا موٹا رہا کرتا تھا۔ مگر کسی کو کبھی نہیں ستایا۔ جب اس خاکسار کی فہمائش سے مزار پختہ بنا اور بانس کاٹے گئے اس وقت بھی سانپ موجود تھا جس کو سب لوگوں نے دیکھا کئی دنوں تک چپ چاپ زمین پر مزار کے پاس پڑا

لے ۱۹۶۲ء میں پختہ حجرہ مزار شریف کے پائوں میں تعمیر ہوا۔ پھر مزار شریف پر پختہ چھت ۱۹۶۶ء میں بنی منتظم

مولوی سید احمد ادیب فریدی سلمہ ہیں۔ محمد مریم فریدی غفرلہ یکم ستمبر ۲۰۱۹ء۔

رہا پھر غائب ہو گیا۔ جناب بھائی مولوی نثار الدین صاحب نے مزار پر نام کندہ کر دیا۔ خاکسار کے پھنے پر ۱۱۔ ربیع الآخر تائیں عرس مقرر کیا گیا جس کو جن میاں برابر کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں پر یہانا قبرستان تھا۔ یہ مزار بھی قدیم ہے۔ سستی پور پیٹھیا گاچی کے پیچھے اتر کی طرف ڈھاپ کے شروع کنارے پر ایک بزرگ کا مزار ہے جن کا نام محمد افضل پیر ہے یہ سستی پور کے قرب و جوار کے کسی موضع کے باشندہ تھے۔ مزار شکستہ ہو گیا تھا جو کچھ بیوپاریوں نے درست کر کے پختہ چھت بنا دیا ہے۔ جس اراضی پر ہر الوار کو بازار (ہاٹ پیٹھ) لگتا ہے یہانا قبرستان ہے۔ الغریز کے نانا حضرت سید احمد علی رضوی قی ولد میر معصوم علی رضوی قی لاہوری پابند مشرغ اور صاحب عملیات تھے جن کے ایک نظر سے بھرت پلید دور ہو جاتے تھے یہ مجھی حکیم نعمت علی خاں صاحب قاضی پورہ (ڈومراؤں) ضلع ارہ شاہ آباد کے ساکن ہیں آپ کے والد چچو خان کے نام سے مشہور تھے حضرت مفتی محمد وحید صاحب قادری قاضی پوری کے مرید خلیفہ تھے۔ حضرت مفتی صاحب قبیلہ حضرت مولانا حاجی قاضی جنابیت حسین عباسی چڑیا کوٹی کے مرید و خلیفہ اور حضرت شاہ عبد العظیم صاحب اسی سکندر پوری غازی پوری کے ماموں زاد بھائی اور سمدھی تھے۔ مفتی صاحب کو نسبت قادریہ میں بڑا غلبہ تھا۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق اور بڑے فدائی تھے۔ یکم ربیع الآخر سے ۱۷ ربیع الآخر تک سترہ دن برابر آپ کے یہاں محفلیں ہوتیں

مولوی سید نثار الدین ولد نثار الدین ولد سید شاہ اقبال الدین ساکن مفتی محلہ۔ درہیڈنگہ۔ احقر نے آپ سے فارسی پڑھی اور لکھنا سیکھا۔ ۱۴۱۹ھ میں رحلت کی۔

یہ اس سلسلہ کے دو واقعہ درج ذیل ہیں۔ (۱) اکرم بخش صاحب انان پوری مرحوم مقیم سستی پور کے عزیزہ پر آسیب کا سخت اثر تھا جس کے دور کرنے کے لئے بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی کارگر نہیں ہوئیں ایک دن آپ کو بلا کے لئے گئے آپ نے حاتم ہی فرمایا کہ توجہ لاجا میں فاطمی سید امام رضا کی نسل میں ہوں جلا کر خاک کر دوں گا۔ یہ فرماتے ہی اثر جاتا رہا اور آسیب رد ہوا بالکل آرام پا گئی۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ وزیر علی صاحب خلیفہ ساکن نیر شریف متلع پٹنہ کے والد میرے جاکر ایک عزیزہ کو دکھایا دیکھتے ہی آسیب بھاگا۔ اور آسیب زدہ اچھی ہو گئی یہ بھی خاندانی روایت ہے کہ نسل میں آسیب کا اثر نہیں ہوگا

اور فاتحہ خوانی۔ اخیر تاریخ میں عام کھانا ہوتا تھا حضرت مولانا قاضی عنایت حسین صاحب
چڑیا کوٹی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولوی شاہ عبدالکریم خان صاحب ساکن اسلام نگر ضلع سہارن
پور کے مرید و خلیفہ تھے۔ عرصہ تک قدوۃ العرفاء حضرت شاہ عبدالعلیم علوی لوہاری علیہ الرحمۃ
کی صحبت و تربیت میں رہے۔ اور خلافت طریقت سے نوازے گئے۔ حضرت قاضی صاحب
کا وصال ۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ ہجری میں بمقام چڑیا کوٹ ضلع اعظم گڑھ ہوا۔ بوقت وصال
یہ مصرع خود بخود زبان پر جاری ہوا۔

”من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جہاں شدمی“

مدرسہ چڑیا کوٹ ضلع اعظم گڑھ (یو پی) ہے۔ حکیم نعمت علی خان صاحب رحمۃ
اللہ علیہ سے قدیم دوستانہ تھا۔ اس سبب سے آرمے آنے پر آپ کے یہاں قیام کیا اور آپ
کے صاحبزادوں کا معلم اور اتالیق ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک مذہبی مدرسہ قائم کیا گیا جس میں مدرس
ہوا۔ اب اس مدرسہ کی زمین پر مسجد بن گئی ہے جو گدڑی کے قریب ہے۔ اس مسجد کی تعمیر
۱۸۲۰ء میں ہوئی۔ حکیم صاحب مرحوم عابد ذلک غریب یتیم بہرہ بزرگ ہوئے ہیں۔ کئی یتیم
اور غریب بچوں کو پالا اور تربیت دی۔ دہورا جو دھرم پور میں ہے اور گوشت فروشی کا کام
کرتا ہے اس کی پوری کفالت اور پرورش حکیم صاحب نے کی ہے۔

بدرالدین ہوٹل والے حکیم صاحب کے مرید اور حکیم صاحب کی دعل سے خوش اقبال
ہوئے۔ حکیم صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ ہجری میں فوت ہوئے تاریخ وفات پر
میلاد شریف اور فاتحہ خوانی ہو جاتی ہے۔

اکبر خاں صاحب مرحوم ریٹائرڈ رائیو انبال کے قریب رہنے والے تھے۔ بہت دن گورکھپور میں
رہے پھر سستی پور آئے ان سے تعلق میل و جول گورکھپور سے ہوا۔ میرے بعض عزیزان

مولانا صاحب کی سلسلے سے سستی پور میں کئی ہیں۔ یہ قسم کے بعض انصاحب کا پوتا محسن مشرقی پاکستان چلے گئے
حضرت شاہ عبدالکریم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلام نگر مرید و خلیفہ امام الزاہرین حضرت حافظ اہسان علی

فریدی پاک پٹی کے اور حضرت امام الزاہرین مرید و خلیفہ عاشق الہی حضرت صوفی شاہ آبادانی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے۔ حضرت
شاہ عبدالکریم صاحب اور امام الزاہرین کے حال اور قاضی صاحب کے ارادت بیعت و اجازت کا ذکر یہاں دکشا مؤلفہ حضرت
مولانا حاجی نصر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ خوشی کی خبر دی میں ہے۔ ۵۷ از آئینہ مبارک مؤلفہ مولوی سید حسن صاحب مرحوم

کے ساتھ کام کرتے تھے۔ حاجی گھیسٹا صاحب مرحوم میرے پیر بھائی تھے۔ ۱۳۱۷ھ میں مرید ہوئے۔ بالو امان خان صاحب اور بیگن خان صاحب سستی پور کے قدیم باشندہ ہیں۔ جس رقبہ میں ان صاحبوں کا مکان ہے۔ وہی سستی پور کہلاتا ہے۔ اس کا رقبہ اسٹیشن کے آگے تک ہے۔ جامع مسجد گدڑی بازار۔ مون چند لین اس کے آگے تک مگر وہی کہلاتا تھا۔ مگر وہی سستی پور کے مقابل میں بولا جاتا تھا۔ اب محلہ کی صورت میں ہے اور سستی پور سے ٹاؤن کا نام ہے جس کے محلے۔ مگر وہی۔ بہادر پور بنگرہ کاشی پور وغیرہ ہیں مگر وہی کا نام کاغذات میں کریم آباد بھی ہے۔ چھوٹی مسجد کی زمین ان صاحبان کی تھی شمس الدین صاحب نے مسجد بلا اجازت بنائی۔ حکیم مولوی محمد عمر صاحب اور دیگر صاحبان کے کہنے پر جن میں یہ بدنام کنندہ اسلاف جعفر علی فریدی بھی تھا، خان صاحبان نے مسجد کی زمین وقف کر دی۔ سستی پور کی جامع مسجد ۱۳۰۶ھ میں بنی ہے شیخ فضل علی صاحب مرحوم ساکن متھرا پور نے گنبد والا حصہ بنایا باقی حقے چندے سے بنے۔ کنواں حاجی گھیسٹا صاحب کی وفات پر ایصال ثواب میں ان کی اولاد نے بنایا۔ نو بے کی چادروں کی چھت حاجی رحمت علی صاحب نے بنائی۔ جو ۱۹۳۴ء کے زلزلہ میں جاتی رہی۔

شیخ فضل علی صاحب مرحوم کا ارادہ موصوع چکنود میں مسجد کی تعمیر کرانے کا تھا۔ لیکن سستی پور کے باشندوں کے اصرار پر ارادہ فسخ کیا۔ مسجد کی آراضی قبرستان کی ہے۔ جناب فضل علی صاحب کا ارادہ حج کا ہوا۔ بیوی نے ہمراہ جانے کی آرزو ظاہر کی۔ روپے کی کمی سے نہیں جاسکے۔ اسی رقم سے مسجد بنائی۔ شیخ فضل علی صاحب جامع مسجد کے دروازہ کے متصل دفن ہیں۔

اندرون شہر در بھنگہ ڈیوڑھی پر مسجد کے حجرہ میں ایک ولایتی بزرگ اقامت گزریں تھے۔ جو غزنویں کے ساکن اور سلسلہ مجددیہ سے متعلق تھے نام عبد الکریم اور مشہور مولانا

موضع اعظم گڑھ کے رہنے والے سستی پور میں طبیب شہر اور جامع مسجد میں امام المجد تھے

طویل علالت سے مئی ۱۹۳۸ء میں انتقال کیا۔

سمرقندی سے ہیں۔ جب حضرت پیر مرشد قدس سرہ در بھنگہ رونق افروز ہوا کرتے تو ملتے آیا کرتے تھے۔ اچھے ذی علم بزرگ تھے۔ حضرت بھیکا سلمانی رحمۃ اللہ علیہ کی گنبد میں مدفون ہیں۔

اصغر علی خان مرحوم جو مظفر پور میں داتا گسل شاہ سے مشہور ہیں، شہرت کمل شاہ صاحب کے نام سے اس سبب سے ہوئی کہ ہمہ دم کاندھے پر کمل رکھا کرتے تھے۔ درویش غیر متشرع تھے۔ شہر در بھنگہ محلہ قلعہ کے پاس کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سکنوشتی مکان بالو محمد حسن صاحب ساکن پکری کے باغ میں آگیا۔ جو اب مدرسہ حمید یہ در بھنگہ کے قبضہ اور ملک میں ہے۔ کمل شاہ صاحب خواندہ تھے۔ مولوی عبدالقادر صاحب (در بھنگہ) ساکن قدیم محلہ شاہ سوہن۔ مدفون موضع پر کھوپڑی قریب لہراہ سرائے نے کہا کہ کمل شاہ صاحب نے میرے والد (مولوی محمد جان) سے چڑھا ہے۔ حکیم سید جلال الدین صاحب ساکن جوہوا خاچی پور نے فرمایا کہ جب حضرت پیر و مرشد مظفر پور میں قدم میمنت لزوم فرمایا کرتے تھے۔ تو فوراً آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہماری قیام گاہ پر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جلئے حضرت صاحب آگئے۔ کمل شاہ صاحب کا شغل ذکر بوم کرنے کا تھا جہاں قبر ہے۔ وہ ایک ناظر جی کا مکان تھا جن کا نام بھول گیا۔ غازی پور میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے جن سے غازی پور کے قیام کی مدت میں برابر ملا کرتا تھا حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ آدوی رحمۃ اللہ علیہ جب غازی پور تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ تو ان سے ملا کرتے تھے۔ وہ بھی حضرت سے ملتے آیا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت سے کہا ”مولوی بعض علی کو ایک ہفتہ میرے پاس رہنے کی اجازت دیجئے۔ میں ایک ہفتہ آپ کی خدمت میں رہا۔ وہ عالم اور شاعر درویش بھی تھے۔ مدرسہ حیدر رحمت غازی پور میں عربی کا درس لیا۔ اور دیا۔ عبد العظیم نام اسی تخلص کرتے تھے۔ سکندر پور ضلع بلیا کے اصلی باشندہ تھے قادری سلسلہ میں منسلک حضرت شاہ محمد طیب صاحب بناری مدفون مروہ ڈیرہ بنارس سے نسبت رکھتے تھے۔ گورکھ پور کے سبز پوش جناب شاہ علی صاحب آپ سے متعلق

آپ خانقاہ رشیدیہ جوہور کے سجادہ نشین تھے۔ غازی پور میں دفن ہیں۔ ملائے فرنگی محل کھنڈے تلمذ تھا۔

ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب چاٹگام بنگال کے باشندہ پشتمہ رحمت ہیں۔ پڑھایا کرتے تھے۔ صوفی بزرگ عالم چھپرا کریم چک کے بزرگوں کے سلسلہ میں مرید تھے فقط برادر طریقت مولوی فضل حق صاحب وکیل مونگیری جو باشندہ موضع حینا ضلع مونگیر کے تھے۔ بڑے صاحب عرفان۔ ذکر الہی میں فانی۔ غرباً پرورد بزرگ ہوئے ہیں۔ آمدنی کا بڑا حصہ کار خیر، مہمان نوازی، غرباء کی امداد میں صرف کیا کرتے۔ باوجود زمیندار متمول معزز مشہور ضلع ہونے کے درویشانہ زندگی گزاری۔ نہ اپنا مکان حینا میں بنایا اور نہ شہر مونگیر میں۔ نہ کروڑوں نہ شیخی و شان ظاہر کی۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ مونگیر کا جلسہ ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا شاہ محمد معین الدین احمد قادری آردی قدس سرہ کی آمد کی خبر جلسہ میں ملی ممتاز جگہ سے اٹھتے۔ سیدھے رہائش گاہ پر آکر مولانا کے دست بوس ہوئے اور دو گھوڑے کی پالکی گاڑی میں مولانا کو سوار کر کے خود پیچھے سائیش کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ پالکی گاڑی بازار ہوتی ہوئی جلسہ گاہ میں پہنچی۔

ذکر خدیش فنا ہونے کی شان موت کے بعد یہ نمایاں ہوئی کہ مدت واقع ہو گئی لیکن مرحوم وکیل صاحب کی شہادت کی انگلی برابر ملتی رہی۔ جیب غسل کے لئے تختہ پر لاش رکھی گئی اور غسل شروع ہوا تو برادر طریقت جناب محمد علی خاں صاحب جیلر ساکن توپ خانہ مونگیر نے کہا کہ بھائی صاحب اب تبیح خوانی کی جنبش انگشت شہادت بند کیجئے کہتے ہی فوراً حرکت بند ہو گئی۔ لے فقط جعفر علی فریدی غفر اللہ یکم اکتوبر ۱۹۴۵ء درگاہ مخدوم پیر جلال اچشتی سمتی پور

۲ جناب عبدالجبار صاحب معینی ساکن حینا ضلع مونگیر اور دیگر صاحبان نے انور فخر لاسے کئی بار کہا کہ مفتی عبداللطیف صاحب سمبھلی نے جو مولانا محمد علی مونگیری کے پیر بھائی ادا ستاذ بھائی تھے حج کی دالسی پر فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب کو میں نے صی اکرام کے قدم بقدم پایا۔ مولوی فضل حق صاحب کا دھال دسمبر ۱۸۸۹ء بمقام مونگیر ہوا۔

مکتوب - ۲۰

۷۸۶

تَبَارَكَتَ يَا اللَّهُ رَبِّي لَكَ الشُّكْرُ
صَلِّ وَسَلِّمْ سَيِّدِي كُلِّ لَحِيَةٍ
فَخَدِّ الْمَوْلَانَا وَشُكْرًا سَرِيًّا
عَلَى الْمَصْطَفَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

پارہ دل و جگر مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب اَلْبَقَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی -
وَسَلَامَةُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهُ عَلَيْكُمْ وَعَلَيْكُمْ -

رحمت الہی شامل حال ہوگی اور التفات بزرگان رفیق حیات بچوں کی تعلیم و تربیت
کی پوری نگرانی رکھو۔ اور خود ہی دیکھ بھال کرو۔ اس کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ روز
قیامت باز پرس آپ سے ہوگی حدیث مشریف میں ہے۔
كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ -

دلائل الخیرات۔ وحی الہی اور الہامی درودوں کا مجموعہ ہے اس میں وہ درود شریف
بھی ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان پاک سے نکلے ہوئے ہیں جو وحی الہی ہیں۔
اور وہ بھی ہیں جو صحابہ کرام۔ تابعین عظام۔ اولیاء مشائخ کی زبان پر جاری ہوئے۔ جو
الہامات ربانی ہیں اس کتاب کی تالیف کی بابت واقعہ مشہور ہے جو مشائخ کی زبان پر
جاری ہے، کہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مؤلف دلائل الخیرات)
کسی سفر میں تھے کہ دمنہ کی حاجت ہوئی اور پانی موجود نہیں تھا، دور سے ایک کنواں میدان
میں نظر آیا کنواں پر گئے دیکھا کہ کنواں میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے جس سے سخت پریشان
اور حیران ہوئے ایک لڑکی دور سے حضرت شیخ کے اس حیرانی کو دیکھ رہی تھی وہ بھاگ کر آئی۔
اور کنویں میں تھوکا۔ نفوک گرتے ہی کنویں میں جوش آیا، اور اس کا پانی کنارے پر آگیا حضرت
شیخ نے پانی لے کر وضو کیا، اور لڑکی سے اس کرامت کے ظہور کا سبب پوچھا لڑکی نے جواب

میں کہا یہ کثرت سے درود پڑھنے کی برکت ہے اس کہنے کا شیخ پر گہرا اثر ہوا شیخ نے درود خوانی کا خاص اہتمام کیا اور اس کے جمع کرنے کی حس سعی کی۔ ماثورہ۔ الہامیہ درودوں کو اکٹھا کر کے کتاب کی شکل دی جس کا نام ”دلائل الخیرات“ شارق الانوار فی ذکر صلوٰۃ نبی المختار رکھا جو مقبول علما اور صالح ہے۔ حضرت شیخ ذوق قدس سرہ نے فرمایا کہ مؤلف دلائل الخیرات کے درود خوانی کے سبب مؤلف کی قبر شریف سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی۔ دلائل الخیرات کے درود کا دسرا طریقہ جو بزرگان تادریہ سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ دلائل الخیرات کو منگل سے شروع کرے۔ منگل کے دن ابتدائیہ دعا دلائل الخیرات اور اسماء حسنیٰ اور اسماء نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر پہلا حزب صلی اللہ علی سیدنا سے حزب دوم کے حتیٰ تبلغنی اجلی معافی تک پڑھے۔ یدھ کو اللہ صلی علی محمد سے شروع کرے اور حزب سوم کے الحمد للہ رب العالمین تک پڑھے۔ جمعرات کو حزب سوم کے اللہ صلی وسلم سے حزب چہارم کے ربنا انکے رؤف رحیم تک پڑھے۔ جمعہ کو حزب چہارم کے اللہ صلی علی النبی الهاشمی سے حزب ششم کے والحمد للہ رب العالمین تک پڑھے۔ سنیچر کو حزب ششم کے الحمد رب الارواح والأجساد البالیۃ سے حزب ششم کے واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین تک پڑھے۔ اتوار کو حزب ششم کے فاسئلک یا اللہ یا اللہ یا اللہ سے حزب ہفتم کے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تک پیر کو حزب ہفتم کے اللہ صلی علی محمد سے آخر دلائل الخیرات یعنی حزب ششم کے بفضلک یا رحمن تک پڑھے۔ ہر روز حزب کے ختم پر ایک بار دعائے ختم دلائل الخیرات پڑھے۔ پڑھ کے آنکھیں بند کر لے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تصور کرے۔

درود تنجینا۔ درود تنجینا کے الہام کی وجہ علامہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الصلوات والبشریں مع سند استماع لکھا ہے کہ مجھ کو حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن حیان نے فرمایا ابو مسجد نبوی میں

درس حدیث دیا کرتے تھے) کہ مجھے حضرت امام عمر بن علی لجنی مالکی نے بتایا کہ حضرت شیخ صالح موسیٰ صریح نور اللہ تعالیٰ مرقدہ نے فرمایا کہ ایک بار دریائے شہر کے جہاز پر سوار تھا کہ اچانک مخالف ہوا تیز چلی جس کو اہل عرب ”اقلابیہ“ کہتے ہیں یہ ہوا بڑے خطرہ اور ہلاکت کی ہوتی ہے۔ اس کی زد میں آنے سے بہت کم جہاز غرقابی سے نجات پاتے ہیں۔ جب یہ ہوا چلی تو تمام جہاز پر بیٹھنے والے خوف زدہ ہو کر مضطرب ہو گئے۔ جب جہاز خطرہ میں آیا تو سب کے سب زلیات سے ناامید ہو کر واویلہ کرنے لگے اسی پریشانی میں حضرت شیخ پر زبردست غنودگی کا ہجوم آیا۔ جس سے حضرت شیخ کو بیتہ آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور میں حضوری میں ہوں۔ حضرت سید عالم نے اس درود شریف کی تلقین کی اور فرمایا کہ سب سے کہو کہ اس درود کو ہزار بار پڑھیں۔ حضرت شیخ بیدار ہوئے اور جملہ حاضرین کو درود سکھایا اور کہا پڑھو سب پڑھنے لگے ابھی تین سو بار پورا نہیں ہوا تھا کہ ہوا موافق چلنے لگی جس سے جہاز خطرہ سے نکل آیا۔ اور سبھوں کے قلوب سے خوف و ہراس جاتے رہے۔ دلوں میں اطمینان اور سکون نے جگہ لی مصیبتیں راحتوں سے بدل گئیں حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یوسف شیخ الحدیث مسجد نبوی سے علامہ فیروز آبادی نے کتاب الصلوٰۃ والبشر میں لکھا ہے کہ جو مسلمان اس درود کو ہزار بار پڑھے۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور مصیبت سے نجات پائے اس درود شریف کا نام درود تنجینا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفن موضع شمش دہلی

۱۰۵۲ھ) نے جذب القلوب (فارسی) میں تحریر فرمایا ہے کہ درود تنجینا دنیا اور آخرت کے جملہ مقاصد صحت میں مفید ہے اور مشکلات کے حل کیلئے پُر اثر۔ حل مشکلات کے لئے کم از کم ۳۰ بار (تین سو بار) پڑھے۔ حضرت شیخ محدث دہلوی نے رفع مصائب اور فضائے حاجات کی بابت اپنا کئی مرتبہ کا تجربہ لکھا ہے۔ کنز الیرکات

قلمی شرح دلائل الخیرات میں امام شیخ محی الدین سے نقل ہے کہ جو مسلمان پابندی سے دس بار صبح اور دس بار شام درود تنبیحنا کا ورد رکھے وہ فہر خداوندی سے محفوظ رہے اور رحمت الہی کا مستحق ہو اور اسے رب تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور جملہ امور میں سہولت درود تنبیحنا یہ ہے جو دلائل الخیرات حزب سوم مطبوعہ میں مذکور ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُدْخِلُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْأَفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ وَتَطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ

ترجمہ اے اللہ وہ درود سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیج کہ جس سے تمام خوف دہشت اور آفت سے نجات ملے۔ اور ہماری ساری حاجتیں پوری ہوں۔ اور جملہ گناہوں کی گندگیوں سے صفائی حاصل ہو۔ اور اعلیٰ درجات میں پہنچ ہو۔ دنیاوی زندگی میں مقاصد حسنہ اور اخروی حیات میں اعلیٰ منزلوں پر رسائی ہو۔

مشائخ کرام نے بَعْدَ الْمَمَاتِ کے بعد اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

بڑھایا ہے لہذا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ کو درود تنبیحنا کا آخری فقرہ تصور کرنا چاہیے۔ مشائخ کرام (رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ) نے لفظ تَنْبِيْحُنَا کے جیم کو تشدید سے پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ جیم کی تشدید سے ہی حمز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا ہے اگرچہ قواعد صرفی کے لحاظ سے تَنْبِيْحُنَا بلا تشدید جیم اور دبر نون کے یعنی جیم کو زیر اور نون کو جزم کے ساتھ پڑھنا درست ہے فقط والسلام خیر ختام۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا ذُرِّيًّا تَنَاقَرَةً أَعْيُنٌ وَلَجَعْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ (ترجمہ) :-

اے رب ہمیں یہ عطا کیجے کہ ہماری زوجات اور اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہم سب کو خدا ترسوں کا پیشوا بنائے۔ (پارہ ۱۹ سورہ فرقان ع ۴۴)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآذِلْ وَاجِبِهِ
أَهْلَ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

وَاخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

لَا مَعْبُودَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جعفر علی فریدی خالقہ قادریہ سربلایا ڈاکخانہ سمیری بختیار پور ضلع مونگر صوبہ بہار

روز جمعہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء

خاتمہ

بفضلہ تعالیٰ عارف باللہ حضرت مولوی جعفر علی فریدی سربلوی قدس سرہ کے چالیس
مکاتیب تمام ہوئے۔

رب تعالیٰ ان جملہ مکاتیب کو حسن قبول کا درجہ عطا فرمائے اور خاک نشین
محمد ابراہیم فریدی و ناشر کمپنیاں ہذا عزیز گرامی قدر حاجی محمد رضا فریدی
سلمہ کو انوار عرفان سے درخشاں کر دے نیز اس کے اخلاف محبتیں اور ناظرین
ہذا کو دنیا اور آخرت میں حسنت سے نوازے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین بحرمت
سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

مترپا ناچیر محمد ابراہیم فریدی سَعَدَ اللَّهُ أَعْمَالَهُ

۱۳۹۰ ہجری

محلہ کمان گران شہر ندیوں۔ یوپی یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۷۰ء یوم چارشنبہ

مکتوبات عالیہ

حضرت مولوی جعفر علی فریدی قدس سرہ



بنام

حضرت مولانا مفتی محمد اسرار حسین فریدی سمست پوری
نظم البدایونی مدظلہ تعالیٰ